مساکن القرآن

باب مساکن قرآن۔

مساکین جمع مسکن ہے مادہ سکن سے بنا ہے ابن فارس ۳۹۰ھ مقائیس ج ا ص ۵۶۴ پر لکھتے ہیں ''س.ک.ن اصل واحد مطرد بدل علی خلاف الاضطراب و الحرکه یقال سکن الشئی یسکن فهو ساکن و السکن کل ما سکنت الیه من محبوب ''اس سے مسکن بنی ہے، انسان حرکت واضطراب سے سکون ملنے یا ساکن ہونے کی چند صورتیں بنتی ہیں۔

ا۔ مسلسل تگ ودو میں رہتے ہیں جسم مزید کام کرنے سے عاجز ہوتا ہے محتاج سکون یعنی کچھ حرکت کے بعد ضروری ہے اسی لئے رات کو سکن کہا ہے۔﴿ وَ جَعَلَ اللَّیۡلَ سَکَناً ..انعام.۹۶ ﴾

۲۔ کام نہیں مل رہے گھر میں ہی رہتا ہے۔ یہ مسکین محتاج ارزاق رہتا ہے۔

۳۔ تنہائی میں پریشان رفیق حیات چاہتے ہیں ،ازدواج کرتے ہیں ،مرد عورت ایک دوسرے سے سکون لیتے ہیں۔﴿ یا آدَمُ اسۡکُنۡ أَنۡتَ وَ زَوۡجُکَ الۡجَنَّةَ ..اعراف.۱۹ ﴾

۴۔ روزگار پر ہے لیکن تصور کفایت نہیں کچھ اور کے انتظار میں ہے ابھی ساکن ہے۔

چھری کو سکین کہا ہے کیونکہ مزبوح جو کہ حرکت میں تھے اس کو ساکن بناتا ہے اس طرح وقار کو سکینہ کہتے ہین مفردات میں راغب نے مادہ سکن میں لکھا ہے سکون ثبوت الشئی بعد تحرک کہا ہے جہاں انسان استراحت کرتے ہیں اس جگہ کو مسکن کہتے ہیں باہر حرکت میں رہنے کے بعد یہاں استقرار پاتے ہیں مسکن کا جمع مساکین آتا ہے لاتری ما کنتم احقاف ۲۵ واللہ جعل لکم من بیوتکم سکنا نحل ۸۰ ان صلاۃ سکن لھم توبۃ آگ کو بھی مسکن کہتے ہیں بقرۃ مسکنہ ۶۱۔

مساکین قرآن کریم میں صیغہ مساکن ۴، ساکنکم ۲، مساکنھم ۵، مساکین ۱۲، سکنۃ ۲، مسکنھم ۱

،مسکونۃ ا،مسکین ۸،مسکینا ۳ دفعہ آیا ہے۔

قرآن کریم میں سادہ سکن کن معنوں میں آیا ہے۔

کتاب وجوہ ونظائر فی القرآن سلمان بن مقاتل ص۱۵۲میں تسکین کے چار معنی بیان کئے ہیں

ا۔تسکین بمعنی قرار انعام ۹۶ غافر ۶۱

۲۔الوجہ ثانی نزول ابراھیم ۱۴،۴۵ بقرہ ۳

۳۔الوجہ ثالث استیاس انس لینا اعراف ۱۸۹، زمر ۶

۴۔الوجہ رابع الطمانیہ توبہ ۱۰۳، فتح ۱۸

مساکین جمع مسکن ہے اسم مکان ہے اس کے چند مصادیق ہیں پہلا مفہوم محتاجمنداں قرآن ہے قرآن کے محتاجمند فقرا کون ہوتے ہیں محمد رسول اللہ سے لے کر تمام خلائق محتاج قرآن ہے دوسر مصداق ہدایت قرآن سے نہ ملنے کی وجہ سے اسکنہم یعدم زمین گیر کیا ہے اٹھ نہیں پاتے ہیں اس کا مصداق اسوقت پوری امت مسلمہ ہے قرآن کریم میں ہر مسلمان کے درآمد میں سے ایک محتاج مند فقراء ومساکین اسراء کے لیے مختص ہے نہ دینے والوں سے قیامت کے دن سوال ہوگا یا تو قرآن سے بالکل محروم ومصنف ہے یا بقدر کفایت ضرورت نہیں رکھتا اور آخر کر امید ہدایت قرآن رکھتے ہیں۔ان کے دلوں میں وقر کنہ پردہ پڑھے ان کے وہم میں قرآن صرف فاطمین قارئین متجد دین افغانی احمد خان اقبال پرویز وغیرہ سمجھتے ہیں قرآن محتاج حدیث ہے محمد محتاج ابو ہریرہ ،ابن عمر، بن عمرو، ابن ابراہیم غلات مردہ سمجھتے تھے جن کے دلوں میں قرآن کے بارے میں تحفظات ہے ان کے دلوں میں قرآن قرار نہیں پاتے ہیں وہ خود نہیں چاہتے ہیں قرآن سمجھیں وہ اگر تفسیر قرآن لکھیں گے تو تبیّن قرآن مقصود نہیں ہوتے بلکہ قرآن میں تحریف کر کے اپنے مذہب فاسد کو اٹھانا چاہتے ہیں تاجران دین اپنی دکان کو چمکانا چاہتے ہیں متاع عکاظ بنانا چاہتے ہیں قرآن ان کی نظروں میں بازار میں چلتے نتائج ہیں اس کو تجار سرمایہ کاوں کے حوالے کریں آیات کو اپنے سیاق وسباق سے غیر مربوط تفسیر کرتے ہیں گویا یہ ثابت کرنے کے لیے یہ کتاب ہر کس وناکس کی سمجھنے کی کتاب نہیں وہی طریقہ کلیسا پر چلتے

ہیں جہاں انہوں نے انجیل وتوراۃ کی تفسیر کوصرف کلیسا تک محدود کر کے رکھا ہے اور خود غلط تفسیر کرتے رہے۔

یہاں مساکین کے دو مصداق ہو سکتے ہیں۔

ا۔ جو اپنے فقر و فاقہ و ناداری کو قرآن سے پر کرتے ہیں مساکین قرآن بھی اس وقت تک سکون و قرار سے نہیں ہوتے جب تک وہ قرآن کو سند حاکمیت نہ دیں۔

سب کچھ تفاوت کے تحت ایک معنی کی طرف برگشت کرتے ہیں وہ یہ ہے اسمیں فقدان حرکت ہے غیر متحرک ہے یہ غیر متحرک اپنی جگہ دو قسم کے ہیں ایک موت ایک حقیقت وہ کسی بھی وقت عارض ہو سکتی ہے، آگے اللہ کے حضور میں جانا ہے لہٰذا انہیں کسی قسم کی پریشانی نہیں ہے۔ حصول اہداف کی بنیاد پر ان کو لاحق کرب اضطراب پریشانی پاک دور ختم ہے اب وہ پرسکون زندگی گزار رہے ہیں ایسا افراد دنیا میں نہیں ہوتے ہیں کیونکہ انسان دنیا میں یا دنیا حصول آخرت سعادت آخرت کی خاطر متحرک ہوتا ہے یا حصول دنیا کی خاطر ہوتا ہے ان دونوں کی انتہا نہیں ہوتی ہے

مساکین محرومین محتاجین عنایت ہوتا ہے لیکن انسانوں کی احتیاجات کی خاطر ہے چاہے سود نقصان حرکات بھی انجام دیتا ہے جس کی افادیت بعض کو دنیا میں ملتا ہے بعض کو دنیا وآخرت دونوں سے محرومی کا سبب بنتا ہے بلکہ عقل پر مہر لگتا ہے۔

مساکن قرآن سے مراد کون ہے کی وضاحت کچھ اس طرح سے بنتی ہے کتب معاجم شارح الفاظ قرآن کریم نے کلمہ مساکن کا معنی محتاجمندوں قوت لایموت میں نقص کمی رکھنے والوں کو کہا ہے لیکن طبیعت دنیا اس طرح ہے اس قوت کی کوئی حد نہیں ہوتی روزانہ کروڑ، ارب پتی، بھی اللہ بابا سے وسعت رزق کیلئے دعا کی درخواست کرتے ہیں اس میں قرار سکون نہیں آتا ہے، جتنی دنیا اس کی طرف بڑھتی جاتی ہے حرص وطمع بھی بڑھتے جاتے ہیں۔ قرآن کریم نے سورۃ ص میں آیات میں ایک ۔۔۔ کم والے کو بھی مسکین کہا ہے دائم الاحتیاج رہتا ہے کبھی وہ ملک لکھ پتی ارب بنتا ہے کبھی لکھ پتی مسکین بنتا ہے کبھی مسکین سے نکلتا ہے کبھی خود جرائم کا ارتکاب کر کے توڑتا ہے کبھی دنیا کے خیراتی ادارو

ں کا توجہ ومرکز بنتا ہے کوئی مدام مسکین نہیں رہتا ہے بعض مساکین مورد توجہ بنتے ہیں لیکن قرآن سے محرومیں کا مسکنت رفع ہونے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی ہے

قرآن کریم روئے زمین کے بڑے کتب خانوں میں موجود واحد کتاب ہوگی جو انظار احباء اولیاء شیفتہ گان کے علاوہ اعداء لدود غبوض وشیاطین عند کے بھی توجہات اپنی طرف جذب کشش کرتی ہے، منافقین بھی مومنین کے ساتھ اس کو چومتے ہیں۔ اس کتاب کو اپنی چشم خیانت کا بعض مخلصین بقصد قربت تبرک تقرب باللہ برائے اجر وثواب بعض معاشرہ اسلامی میں اپنا تعارف کیلئے اپنے ارباب کی خوشنودی کی خاطر ارادہ سوء کیلئے اللہ متصدی ہوتا ہے بعض صاحبان لیاقت وصلاحیت بمعہ اخلاص کے ایک زاویہ کو اٹھاتا وہ بہت کم شاز ونادر ہونگے وہ صفحات وحجم میں بہت قلیل ہونگے بعض ساحرانہ، متعاندانہ انداز میں قرآن کو اذہان سے قربت کے نام سے فہم وادراک سے دفعات کثیرہ لگاتے ہیں۔

اعداء قرآن کون ہیں؟ ان کی شناخت کیا ہے؟ ان کو قرآن سے کیا شکوہ وشکایت ہے؟ بعض عینی شاہدین کا کہنا ہے یہود ونصاریٰ ہیں چنانچہ اکیسویں صدی میں مغرب خصوصا برطانیہ اور امریکہ میں قرآن کریم کے نسخوں کو کھلے عام آگ لگائی گئی۔ لیکن اہل تحقیق تدقیق والوں کا سوال ہے مغرب والے یا یہود ونصاویٰ والوں کو قرآن سے عداوت کیوں ہے؟ قرآن نے انہیں کیا نقصان پہنچایا ہے؟ جبکہ ان کی کتابیں توراۃ وانجیل کو مسلمان تعظیم وتوقیر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ قرآن میں کتب سابقہ پر ایمان لانا بھی جزو ایمانیات گردانا ہے۔ جواب دینے والے محققین کا کہنا ہے وہ ممالک اسلامی کو اپنا مزارع بنانا چاہتے ہیں، مسلمانوں کو اپنا رقیق، عبید، قیدی بنانا چاہتے ہیں۔ وزیر اعظم برطانیہ کا دارالعوام میں یہ بیان مایوس کن ہے کہ جب تک یہ قرآن مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے ہم کچھ نہیں ہیں۔ تبصرہ نگاروں تجزیہ پردازوں کا کہنا ہے وزیر اعظم نے اپنے مطالبات منوانے اور اپنی تند فراست کو ثابت کرنے کیلئیے ایسا بیان دیا ہے۔ اس کو علم ہوا ہے قرآن مسلمانوں کے ہاتھوں میں سرسری ہے ان کے دلوں میں ہے، ان کے دلوں سے نکالنے کیلئے عمل پیرا ہیں ہم اس راز پر پہنچے ہیں جو ہم سے

پہلے اس میدان میں عمل کیلئے اترے تھے انہوں نے بہت کچھ کرلیا ہے۔

اعداء قرآن۔۔۔۔قرآن سے متعلق انتاجات سبقت زبانی سبقت عنوانی رکھتا ہے وہ اپنی اغراض ونوایا شومی کی خاطر ایسے انتاج کیا ہے جو بعد میں مسلمانوں کیلئے مصادر قرآن شناسی ہے، ان کے بعد یکسرہ قرآن سے منصرف کرنے پر غیض وغضب سے بھرے میدان میں اترنے والے باطنیہ ہیں آج مسلمانوں میں جاری چلتی انہی کے انتاجات ہیں قرآن کریم کی دوسری شناخت عالم تصنیف میں ہونے والی کتابوں میں یہ کتاب جس کی تشریح وتوضیح میں نام تفسیر عبارت سے ہٹ کر قرآن کے خلاف لکھا گیا ہے۔

معنوں عنوان سے کوئی یہ ہمیں یہاں تاجران قرآن کی طرف سے کوئی دکان کھول رہا ہے یہاں قرآن کی تلاوت کرنے والوں کیلئے فضائل تلاوت تقسیم کررہا ہے یا قرآن کی آیات متشابہات کا احادیث مرسلات مقطوعات مرفوعات سے تفسیر کررہا ہے یا قرآن کریم دقائق ولطائف بیان کریں گے بلکہ عنوان کے مطابق معنوں عنوان کے تناسب سے خود ایک مکین ہے مکین کا کام مزدور ہے مزدور جاہل کا کام جاڑو ہے تفسیر قرآن کے نام سے قرآن سے دور کرنے کے لئے جور کاوٹیں موانع جبر نشر سے عصر سے یہاں تک پھینکے ہیں وہ جاڑو کریں گے جن لوگوں نے علوم قرآن کے نام سے قرآن سے اجنبی قرآن فہمی مشکل غیر شعوری طریقے سے عدم تحریف قرآن کے نام سے تحریف قرآن قرائت قراء کی فضیلت کے نام سے کثیر قراء قرآن نبی کا معجزہ کے لئے چار ہزار سے زائد معجزات کا قرآن مصدر احکام کے نام پابند احادیث عمل بقرآن کی جگہ ترسیل ثواب قرآن کا سلسلہ کے بارے میں عرائض پیش کریں گے۔

اللہ سبحانہ مومنین کی مدد کرتا

حج ۱۵ فلیمد بسب من السماء حج ۳۸، حج ۴۰، محمد ۷، انفال ۶۲

مدرسۃ مساکین قرآن

ملک وملت دین وشریعت کو لاحق مسائل ومشکلات اور مصائب کی تعداد شماریات سے مافوق

ہے ہر جگہ شگاف وشقاق انصرام وانہدام ہے سکون ہے نہ اطمینان ہے نہ رفاقت نہ شرافت انتشار پھیلتے پھیلتے گھروں تک پہنچے ہیں میاں بیوی میں شقاق وطلاق تک پہنچا اولا د دنیا میں آوارہ اور باغی ہیں والدین کے دشمن بدخواہی جلدی مرنے کی خواہش مند ہوئے جارہے لڑکیوں کے اغواء عفت دری کے بعد جنازہ چھوڑ کے جاتے ہیں زمان جاہلیت کے زندہ درگور کو پیچھے چھوڑا ہے جنہوں نے اس کی حوصلہ افزائی کی ہے انہی کے پڑھے دین کی اہانت جسارت کی زبان چلارہے ہیں ابھی مذاہب بھی سیکولروں سیاسیوں کا نشانہ بنا ہوا ہے مذاہب پر اب سیکولروں کا قبضہ ہے مدارس پر تاجروں کا قبضہ ہے محمد کی جگہ آل واصحاب نے لی ہے ان کی خلافت مفتیان نے لی ہے قرآن کی جگہ تو پہلے سے بنائی ہے فقہ کے برے اثرات جس دن وہ پیدا ہوا تھا الی یومنا ھذا دو دھار تلوار ثابت ہوئے ایک طرف قرآن اور محمد کو پیچھے چھوڑا ہے دوسری طرف سے امت میں انشقاق افتراق ڈالی ہے گویا فقہ احکام الٰہی کی نمائندگی نہیں کرتے تھے بلکہ وہ پہلے دن سے عوامی نمائندے کرتے آئے جس کی مثال شافعی کی مصر اور بغداد میں احکام میں اختلاف ہے احادیث میں سند دینے کی جھنجھٹ سے جان چھڑانے نیز دلیل طلب کرنے والوں پر تنقید کو روکنے کے لیے فقہ بنائی تھی فقہ میں چون وچرا کو روکنے کے لیے سیاہ قانون بنام تقلید نافذ کئے اب فقہ یہاں کے حکمرانوں کے لیے کوئی مشکلات کا سامنا نہیں ہے پاکستان سے اپنے سفیروں کے ذریعے مصر حجاز عراق ایران سے بھی منگوائے ہیں چنانچہ ایران میں حزب مخالف حکومتیں فتاوی کی زد سے نکلنے کے لیے نجف سے منگواتے رہے ہیں غیرت ناموس پرانے دور کی ثقافت سمجھتے ہیں یہاں کے اعلی درسگاہوں سے قم جانے والوں نے خواتین کے مقنہ کو غیر اسلامی قرار دیا ہے بعض نے سود میں اختلافی فتاوی دیا ہے ان تمام آفات وبلیات مصائب وآلام کے باوجود غیرت ناموس میں تمنا موت کرنے والے اسرائیل نظر نہیں آتے جہاں انہوں نے وقت کے نبی سے بادشاہ ایک سپہ سالار کی درخواست کیا تھا ایک اب مسلمانوں کو اصل مصدر اسلام تلاش کرنا چاہیے دین کا ایک ہی مصدر ہے وہ قرآن ہے اسلام کو آج دعاؤں کا بھی سامنا ہے کہتے ہیں دعا قرآن سے افضل ہے اس لئے انہوں نے اللہ کے کلام کو میدان تطبیق سے بدر کیے ہوئے ہیں اللہ کی

کتاب انسانوں کی حبل بین الارض والسماء کو مدارس سے دین کے نام سے جاہلیت عربی کو اٹھایا ہے نبی کریم کا فرمان ہے اگر فتنہ فساد وات کی تاریکیوں جیسا ہجوم پائیں تو قرآن سے پناہ لیں امیر المومنین نے اپنی آخری وصیت میں فرمایا ''الله الله فی کتاب ربکم''۔

ہم مسلمان ہیں ہماری کتاب سعادت داریں سعادت دین ودنیا اسی کتاب میں ہے کیا ہر فرد مسلمان کو یہ کتاب بامعنی آنا واجب اور ضروری نہیں ہے اس میں کتنی دشواری ہے اسکو بامعنی پڑھنے میں کتنے سال لگیں گے یا یوں کہیں کتنی سال لگنا قابل برداشت ہے کتنا ناقابل قبول ہے چھوڑیں انپڑھوں کو اگرچہ انکو چھوڑنے کا کوئی جواز نہیں بنتا ہے کیونکہ انپڑھ سورۃ حمد اور سورہ توحید نماز میں نہیں پڑھتے کیا سورۃ توحید اور قل نہیں پڑھتے اسکے معنی اپنی زبان میں پڑھتے ہیں کیا مشکل دشواری ہے چھوڑیں عوام کو پڑھے لکھے نام نہاد کیوں نہیں پڑھتے چھوڑیں نام نہاد مدارس دینی والے قرآن کو معنی کے ساتھ کیوں نہیں پڑھتے کیا دین کے نام سے قائم درسگاہ ہیں بنائیں قرآن کا معنی نہ آئیں بلکہ آگے تعدی وتجاوز بھی کریں کیا قرآن پر افتراء باندھا ہے قرآن فہمی مشکل ہے سمجھنا آسان نہیں ہے آپکے دو افراد آتے ہیں دونوں قرآن کے بارے میں متضاد دعویٰ کرتے ہیں ایک کہتا ہے قرآن سمجھنا آسان نہیں ہے دوسرا قرآن بھیجنے والے نے خود کہا ہے ہم نے آسان نازل کی ہے جب تک دنیا میں قرآن رہیں گے نام محمد رہیں گے تفاسیر مفسرین اور شان نزول سورہ آپس میں متضاد ہے شان نزول سورہ بتاتے ہیں مشرکین دعوت محمد روکنے کی خبریں سننے کے لیے بے چین ہے مفسرین تفسیر کرتے ہیں اللہ نے محمد کو عام صاحبان مال ودولت اور حیثیت اولاد والوں سے کچھ زیادہ دیا ہے یا یوں کہیں مفسرین لکھتے محمد کو موازین اجتماعی جاری موازین کے مطابق دیا شان نزول بتاتے اٹھایا قرآن بھیجنے والے نے اپنا وکیل مدافع بھیجا ہے وہ اپنی جگہ مصدقہ امن ہے وہ کہتا ہے یہ قرآن آسان ہے سورہ قمر میں چار دفع تکرار کیا ہے بولتا ہے یہ قرآن آسان ہے سورۃ قمر میں چار دفعہ تکرار آیا ہے ولقد یسرنا القرآن۔

قارئین وناظرین ذوالعز والاحترام صحیفات اقطافات واقتباسات از قرآن فرقان بین الحق

والباطل النجدین سے ہے یہاں معروضات تفسیر قرآن نہیں ہوگا کیونکہ کلمہ تفسیر چاہے مادہ فسر سے ہو یا سفر سے بمعنی کشف الغطا رڈھکن ہٹا کر دکھانے کو کہتے ہیں غیر مکشوف محجوب پر لگے ہوئے پردہ ہٹا کے معنی اخذ کرنے کو کہتے ہیں یعنی ماورای لفظ اخذ معنی کو کہتے ہیں یہی منہج معتزلہ اور باطنیہ کا منہج ہے جو لفظ سے ہٹ کر معنی اخذ کرتے ہیں عام طور پر طبیب آزمائش بوتل کا ڈھکن کھول کے نوع جراثیم دیکھتے ہیں۔صیغہ تفسیر باب تفعیل کا مصدر ہے یہ کلمہ قرآن کریم میں صرف ایک دفعہ فرقان آیہ ۳۳ میں آیا ہے یہ صیغہ مادہ اور صیغہ دونوں بعید سے معانی اخذ کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے اگر مادہ فسر سے لیا ہے اگر مادہ سفر سے لیا تو عمامہ یا چادر اتار کر سر دکھانے کو کہتے ہیں جبکہ قرآن میں مختلف متعدد متنوع آیات میں اللہ نے اس کتاب کی تعریف میں،

۱۔چند بار کتاب مبین بتایا، بیان گر کتاب۔ ۲۔''ھذا بیان للناس'' آیا۔

۳۔ھدی للناس ۴۔کتب غیر ذی عوج آیا ہے۔

۵،آیات بینات ہے

۶۔دور نزول میں عدو دولدود مشرکین ونصاریٰ اچھی طرح سے آیات کے معانی سمجھتے تھے۔

۷۔اللہ نے خطابات قرآنی کو حجت بالغہ کہا ہے۔

۸۔آیات قرآن تکلیف اوامر ونواہی کے حاملہ ہیں۔اگر آیات فھم مکلفین سے قاصر رہیں گے تو تکالیف ثابت نہیں ہوگی،اگر تکالیف ثابت نہیں ہو تو حشر ونشر حساب کتاب ظلم ہوگا۔

ایمان المذاھب بہ قرآن:۔

اس کے دو چہرے ہیں ایک چہرہ اولی چہرہ مکشوف ہے واضح ہے منافق ہے تفسیر قرآن کے بہانے مجموعۃ قیل وقالات سمرقند بخاراں خراسان جہاں جہاں موقع محل ملے قرآن کی اہانت طعن تنز کیا ہے نا قابل فھم ہے۔درمنثور سیوطی،نور ثقلین،۔۔۔۔بحرانی،طوسی وطبرسی،فخر الرازی،طنطاوی، تفاسیر تصوف،تفاسیر علم پرستان میزان وفرقان،تفسیر عرفان آملی ہر ایک نے قرآن کو نہیں اپنے مذہب

کو اٹھایا ہے اپنے مذہب ومسلک کواٹھایا ہے۔

قرآن بغیر تفسیر اہلبیت یاامام قابل فہم ودرک نہیں وہی منطق باطنیہ کی تکرار ہے۔علم صرف امام کے پاس ہوتا ہے، امام سے نہیں مل سکتے ہیں ہم امام کی طرف سے بولتے ہیں اگرآپ کواطمینان نہیں آتا ہے میں یقین دلاتا ہوں کہ یہ قول امام ہے۔۔۔۔۔ یہ یقین اپنی جگہ درست ہے گروہ ۔۔۔۔مدعی امام اورداعی نہ امام یہ سب کلمہ تفسیر کے ''ت ف س ی ر'' ان پانچ حروف کے اندر گودا ہوا ہے۔

تفاسیر مذاہب اخلاص پر مبنی نہیں ہیں۔

اس مدعیٰ کو تحلیل کرنے کے لئے پہلے مرحلے میں قرآن کریم پر لکھی گئی تفاسیر کے تنوعات اور اسکے لکھنے والے کس مذہب سے وابستہ تھے اورانکی تفاسیر کے مصادراولیٰ کیا تھے بیان کرنے کی ضرورت ہے پہلے تفاسیر کی موضوعاتی یا تنوعاتی فہرست پیش کرتے ہیں۔

۱۔تفسیر ماثور جہاں آیات کی تفسیر نقلیات سے کی ہےاس میں درمنثور سیوطی نورالثقلین حویزی برہان بحرانی جامع احکام قرطبی وغیرہ آتے ہیں یہ سب اخباری تھےان کی روایات اکثر وبیشتر ترسیل مرسلات ہے بعض نے مجہول راویوں سے استناد کیا ہے آیات کے کلمات سے غیر مربوط ہونے میں سب کا اشتراک پایا جاتا ہے۔

۲۔تفسیر باالرائے اس نوع کی تفاسیر میں تمام مذاہب کی تفاسیر آتی ہیں

۳۔تفسیر صوفی باری شاری کے آراء ونظریات کے تناظر میں لکھے گئے ہیں صوفیوں کے آراء اذوق پر لکھی ہے۔

۴۔تفاسیر فلسفی میں آیات قرآن کوفلسفہ کی بنیاد پر تفاسیر لکھی گئی ہے۔

۵۔تفاسیر فقہی وہ آیات جواحکام کے بارے میں نازل ہوئی ہےاوران کے بارے میں فقہاء اقوال نظریات بیان کیا ہے۔

۶۔تفاسیر علمی یہ تفاسیر نئی سائنسی نظریہ اس کی بنیاد اس نظریہ کی روشنی میں گئیں کہ قرآن کریم میں تمام علوم گذشتہ اور آئندہ پایا جاتا ہے۔ پہلے یہ رائے قائم کی ہے قرآن میں تمام علوم ہیں پھر جہاں جہاں آیات سے موڑ سکے موڑا ہے۔

۷۔تفاسیر مذاہب۔ ہر مذہب نے اپنی مذہب کے حق میں تفاسیر لکھی ہیں جیسے۔

الف۔تفسیر مذہب کیسانیہ

ب۔تفسیر مذہب زیدیہ (اہلسنت کی تفاسیر کی نوعیت کیا ہے)

ج۔تفسیر مذہب امامیہ باقریہ وجعفریہ واقفیہ ناوسیہ موسویہ ظسبائیہ، کاملہ علبائیہ ،مغربیہ، منصوریہ، ہشامیہ، نعمانیہ، یونیسیہ، نصیریہ، اسماعلیہ، اثناعشریہ۔تفاسیر لغوی اس نوع کی تفسیر میں آیت کا لغت کے مطابق تفسیر کئے ہیں وغیرہ آتا ہے۔ مذاہب نے اپنے فرقہ کی ترویج واشاعت مذاھب کا میدان قرآن کو گردانا ہے لیکن قرآن سے لگاؤ نہیں بلکہ قرآن سے تناد ہے جس طرح اہلبیت سے لگاؤ کے بہانے اپنے اکاذیب قرآن سے انتساب کیا ہے۔

ان کا غصہ صرف اور صرف قرآن اور محمدؐ سے رہا ہے۔ ہماری تمام تر کوشش کے باوجود مسلمان تفکر تدبر قرآن کی تلاوت نہیں چھوڑتے اگر چہ ہم نے انہیں صحیح بخاری، حدیث کساء کا ختم کرنے کی تجویز دی تھی، ان تمام مساعی نامرادی کے باوجود کرہ ارضی کے ہر خطہ پانچ وقت تلاوت قرآن نام محمد بلند ہوئے ہیں تین وقت نام محمدؐ بلند ہوتا ہے۔۲۴ گھنٹے میں کوئی منٹ نہیں ہوتا ہے جس میں محمدؐ کا ذکر بلند نہیں ہوتا ہو جو بھی ہماری خواہش ہے کہ قرآن اور نام محمدؐ انسانی معاشرے میں نہیں آنا چاہیے لیکن اللہ کا وعدہ ﴿وَ اللَّهُ غالِبٌ عَلى أَمْرِهِ ..یوسف.. ۲۱﴾ اللہ کے دوقسم کے ارادے ہوتے ہیں ارادہ تشریعی ہر انسان مسلمان ہونا چاہیئے ،مومن ہونا چاہیئے اللہ نے اس میں ارادہ تکوینی نہیں کیا ہے لہذا مسلمان نہیں ہوتے کافر ملحد بھی ہوتے ہیں لیکن دوسرا ارادہ تکوینی ہوتا ہے ان ارادوں میں سے ایک ارادہ نام محمد اسلام سے چڑ رہا مسلمان صحافیان کو نام محمد کے ساتھ بادل غصہ دید نام محمد کہنا پڑھتا ہے اس کو مٹانے والے خود مٹ جائے چنانچہ آپ نے محمدؐ سے عداوت نفرت کرنے والوں کے بارے

میں فرمایا ﴿إِنَّ شانِئَکَ هُوَ الْأَبْتَرُ .. کوثر . ۳﴾ محمدؐ کو پیچھے کر کے اہلبیت، اصحاب، مجتہدین علماء کو جو بغیر کسی شرم وحیا کہتے ہیں ہم نے دین کو انہی سے لیا ہے۔ انہوں نے قرآن اور محمدؐ کے منفور اشعار کو از سرنو زندہ کیا۔ جہاں جہاں قرآن اور محمدؐ کا نام آنا ضروری اور ناگزیر تھا وہاں انہوں نے منقبت محمدؐ کے نام اہل بیت اشعار قرآن کی جگہ حفظ بخاری، ابن مالک کو رکھا، محمدؐ کی جگہ اصحاب، مجتہد علماء کو رکھا ہے کیا درسگاہ موسوم با امام خمینی اس حقیقت سے انکار کر سکیں گے کیا کتب نحو میں استناد اشعار جاہلیت سے نہیں ہوتا ہے؟ کیا اٹھتے بیٹھتے یا علی مدد نہیں کہتے ہیں، مجالس میں رسول اللہ کے فضائل کی جگہ علی نفس رسول کہہ کر نام محمدؐ لینے سے گریز نہیں کرتے؟

قرآن سے کراہت

۱۔ آیات کی تفسیر رسول اللہ سے تفسیر کا مطلب الفاظ کلمات سے ہٹ کے معنی لینے کو کہتے ہیں بتائیں محمد بیان قرآن کے لیے مبعوث ہوئے تھے تفسیر قرآن کے لیے یہ کہاں سے اخذ کیا ہے کیا سند ہوگی تمام یاران میں سے صرف علی کا نام لیتے ہیں اگر علی میں یہ صلاحیت تھی تو پچاس فی صد دیگر اکابرین ہونا چاہیے ان سے کیوں نقل نہیں ہوا اگر علی سے نقل ہے تو کیوں نہیں آیا جو رسول اللہ نے فرمایا حتیٰ یاران اولین سے بھی نہیں کہتے ہیں سب سے زیادہ علم قرآن میں علی تھے لیکن علی سے کوئی تفسیر نہیں ہے ابن عباس کا دعوائ کہ جو کچھ بولتا ہوں وہ علی سے ابوبکر سے عثمان سے سب دعوای ہیں

۲۔ دعا کا مقام قرآں سے بلند ہے دعا اوپر جاتی ہے قرآن نیچے اترا ہے

۳۔ قرآن جاہلیت قدیم کے اشعار سے بنیں

۴۔ قرآن کے حقائق و معارف سمجھنے کے مراحل و مدارج ہیں

فرقوں کی تفسیر مستشرقین کی قرآن پر تحقیق کرنے جیسا ہے۔

امۃ اسلامیہ جن مسائل میں مبتلا ہے ان میں سرفہرست ان کے دین و شریعت ایمانیات، احکامات، اخلاقیات، سلوکیات میں مستعمل کلمات قانون اصطلاح سازی کے خلاف ہونے کے

علاوہ خود علم سے خیانت کاری بدنیتی پر مبنی ہے یہ آیات محکمات قرآن کریم کی بہت سی آیات سے بھی متصادم ہے جہاں قرآن کو کتاب غیر ذی عوج ھذا بیان لناس آتی ہے تمام مصطلحات دینی ذومعانی توریاتی ہے اصلی معنی کو چھوڑ کر معانی بعید مراد لیتے ہیں یہ طریقہ منفقین رہا ہے جہاں ان کے مذہب میں آیا ہے ''**یقولون ما لیس فی قلوبھم**'' جوکہ تعریفات میں استعمال کرنا غلطی اور بدنیتی اور خیانت پر مبنی ہے گویا کل امت اپنی تمام تر تشتت اور پراگندگی کے باوجود قرآن سے معانی اخذ کرنے سے پر متفق ہے یہ ان کے علماء پر تہمت افتراء نہیں ہے بلکہ ان کی صریح الفاظ میں عبارات ہے قرآن کا معانی بقول قرطبی نجفی ''**لغیر سنت القائمه**'' کشتی ناخدا میں سوار ہونے کے مترادف ہے خالق انسان خالق منطقہ حروف سازی، خالق دندان، خالق لسان، خالق فکر و نظر کو اپنے مقاصد الفاظ و کلمات میں نہیں بتا سکتے ہیں، اما اعاجم گونگ منطقہ منافق نشین خراسان و بخارا، ہرات، سمرقند والے قرآنی معانی مراد مفاہیم کو اچھی طرح سے سمجھا سکتے ہیں ''**تلک اذا قسمة ضیزی**'' مجہولات سے موضوعات لینا ضروری اور ناگزیر ہے یہ پابندی کس طرف سے عائد ہے جاننا ضروری ہے بطور مثال فقہ اسلامی ایک مصطلح ہے جو احکام شرعیہ حلال وحرام جائز و ناجائز کے لئے استعمال ہوتی ہے کلمۃ فقہ کسی چیز کو دقت باریکی گہرائی عمق سے سمجھنے کو کہتے ہیں جیسا کہ ارباب معاجم نے کہا ہے قرآن میں بھی اس معنی میں استعمال ہوا ہے فقہ اسلامی یہاں فقہ مضاف اسلام مضاف اللہ ہے اس کا معنی اسلام کو گہرائی میں سمجھنا ہے اسلام میں ایمانیات آتا ہے اسلام میں قرآن آتا ہے اسلام میں سنت وسیرت محمد آتی ہے اسلام میں احکام کی حکمت آتی ہے جبکہ ان سب سے صرف نظر کر کے صرف احکام حلال و حرام کے لئے استعمال کرنا بغیر قرینہ لفظی بدنیتی پر مبنی ہے معلوم نہیں مصطلحات سازی کا ادارہ کہاں بنایا ہے کس کی نگرانی سرپرستی میں ہوا ہے وہ ہستی کون تھے معلوم نہیں دنیا کی تمام اصطلاحات کی تاریخ ہوتی ہیں حاضر مصطلحات کب کس نے وضع کیں ہیں طب میں مستعمل کلمات شعبہ طب سے وابستہ ادارے ہوتے ہیں فقہ میں اس کا مجاز کون تھا اس کا کوئی ادارہ نہیں کیونکہ احکام وضع کرنے کی اجازت کسی کو بھی نہیں حتی نبی کریم کو بھی نہیں انہی مصطلحات بدنیتی میں سے ایک کلمہ تفسیر ہے کلمۃ تفسیر فرقان ۳۳ میں

دور کے معنی الفاظ سے ہٹ کر دور سے معانی لینے کو کہتے ہیں یہ تو عوام الناس سے خطابات میں نہیں آتا ہے قرآن کریم کی تمام آیات حتی وہ آیات جو نبی کریم سے خطاب ہیں اس میں بھی امت شامل ہوتی ہے کہ امت جان لے اللہ نے آپ کے نبی سے فرمایا ہے نبی کریم کی اولین ذمہ داری ہے نزول قرآن کے بعد قرآن کی تلاوت اور تعلیم ہے لیکن لفظ سے ہٹ کے دور سے معانی اخذ کرنے کا حکم اللہ کی طرف سے نہیں آیا ہے یہ ایک قسم کی کھلی تحریف در قرآن ہے قرآن کریم اگر چہ نبی کریم پر نازل ہوا ہے لیکن اکثر و بیشتر خطاب یاایھا الناس، یاایھا الذین امنوا یاایھا الانسان سے خطاب کیا ہے بلکہ یہ تکلیف مالا یطیق میں آتی ہے ہمیں بھی اس بارے میں طویل عرصہ گزرنے کے بعد معلوم ہوا یہ تفاسیر نہیں بلکہ قرآن تک جانے قرآن فہمی کے راستوں کے آگے لگائے گئے خاردار تار ہیں آگے مت جاؤ جل جائے گا یہ احتمال اپنی جگہ شواہد و قرائن کثیرہ متعدد رکھتے ہیں کیونکہ معانی مادہ اور صیغہ دونوں سے اخذ کرنے پر پابند لگا کر منحرفین خائنین کے وضع کردہ روایات سے لینا یا معنی ٹھونسنا تدلیس تلبیس ہوگا یہ بات اشتباہ غلطی سے نہیں بلکہ بدنیتی پر ہونے کے ثبوت تفسیر قرآن کے اصول قواعد پر لکھی گئی کتابوں میں آیا ہے قرآن کی تفسیر کا پہلا درجہ خود قرآن ہے دوسرے مرحلے پر حدیث ہے تیسری درجہ لغت عرب سے کرنا ہے جو اصول فہم کے پہلے درجے میں ہونا ہے اس کو تیسرے درجے پر یعنی موخر کیا ہے اس کو تیسرے درجہ پر پھینکا ہے نیز فہم قرآن میں عقل کو دخل دینے سے شدت سے منع کیا ہے جہاں کثیر آیات میں عقل استعمال نہ کرنے والوں کی مذمت آئی ہے نیز کلمات سیاق و سباق جوڑ کے معنی لینا عقل ہی سے ممکن ہے اس کو روکنا خیانت ہی ہوگا ان حضرت کا ایسی تفسیر کرنا فرقہ کی پالیسی نظر آتی ہے ورنہ ان خواندگان علم درس نحو صرف معانی بیان تفاسیر کے کچھ نمونے ملاحظہ کریں مائدہ ۶۷ آیۃ بلغ اور آیۃ تکمیل دین سے مراد نصب امامت لینا آیۃ تطہیر اور آیۃ مودہ اور سورہ کوثر علم حکمت ذریہ نماز عید قربانی لینا کھلم کھلا مصداق تفسیر بالرائے کی دو تصاویر بنتی ہیں لفظ کلمہ صیغہ سیاق و سباق سے معنی اخذ کرنے کے لیے عقل استعمال کریں حکم قرآن یہی ہے قرآن کو اس آیت میں آئے کلمات پر غور و خوض کر کے سمجھیں قرآن کے بارے میں تفاسیر بالرائے کی مصداق جعلی تفاسیر احادیث ہے اس تصویر کے

تحت حتی انہی احادیث تفسیر آیات میں آیا ہے وہ تفسیر بالرائے کا مصداق چلی ہے۔
اس طرح سے قرآن کی تفسیر پیش کی ہے اب سمجھ میں آرہا ہے مسلمانوں کی بدبختی قرآن سے دوری اوراجنبی ہونے کی واحد وجہ قرآن فہمی کواحادیث سے مشروط کرنا ہے عقل اورآیات محکمات قرآن سے متصادم ہے اس کے چند نمونے مثالیں پیش کرتے ہیں۔
مفسرون مسلمانوں میں رائج متداول تفسیر۔

۱۔محمد بن جریر طبری ۳۱۰	۲۔درمنثور	۳۔جامع البیان
۴۔تفسیر کثیر	۵۔تفسیر بیضاوی	۶۔تفسیر طنطاوی
۷۔تفسیر مراغی	۸۔المنار	۹۔فی ضلال القرآن
۱۰۔تفسیر کثیر	۱۱۔تفسیر تبیان	۱۲۔مجمع البیان
۱۳۔برھان	۱۴۔نورالثقلین	۱۵۔تفسیر نمونہ
۱۶۔تفسیر کوثر	۱۷۔نورالاذہان	

مجمع البیان

تفاسیر مفسرین اغلب وجل تفاسیر قرآن کریم کوحروف جر کی جیسی شئے سے اٹھائی ہے ان کی غرض وغایت اپنے مذہب کی اباطیل کی تمہید مراد ومرام تھے اس کا ایک واضح نمونہ نساء ۵۹ کی تفسیر مین سبط بیان کرنے مفروضات کا محتملہ بیان کرنے کے بعد اپنی مفروضہ کواولیت دینے والے تفاسیر میں سے صاحب مجمع البیان طبری صاحب کاشف محمد جواد معنی کوثر آثار نجفی نورالاذھان صلاح الدین ہے یہ ذوات اپنی فرقہ والوں کی طرف لائق داد ہے کہ انہوں نے قرآن پر کاری ضربت لگائی ہے یہاں تفاسیر اہلسنت کا اس لئے ذکر نہیں کرتے کیونکہ قرآن پر ضربت لگانے میں دونوں میں تعاون ہمکاری تام ہے خصوصاً تفسیر درمنثور متفقہ مصادر میں شمار ہوتا ہے واضح رہے ان مفسرین کے تفسیر قرآن میں فہم آیات کے لئے عرق ریزی نہیں کی ہے ورنہ اتنی نے راہ روی نہیں ہوتے انہیں

دیکھا ہے قرآن میں کہا کہا سے ہم اپنا مطلب نکال سکتے ہیں لہذا وہ آیت کو ایک طرف کنارے پر چھوڑ کر مطلب کو کسی اور بحث سے جوڑ کر اپنا مقصد نکالتے ہیں آیئے دیکھتے ہیں اس آیت میں کہاں کہاں سے ڈنڈی ماری ہے

۱۔ اطیعو اللہ و اطیعو الرسول سے نتیجہ نکالا ہے شریعت اسلام کے دو مصدر ہیں ایک قرآن اور دوسرا سنت یہ نتیجہ اپنی جگہ غلط ہے فاحش ہے اگر اطاعت الرسول عین اطاعت اللہ ہوتے تو اطیعو تکرار نہیں کرتے اطیعو اللہ و الرسول کہتے ایک جگہ اس طرح آیا ہے۔

۲ یہ کیسے ممکن ہے مرسل اور مرسل کا حکم ایک جیسا ہو۔

۳ ایک جگہ اللہ کا بھی ذکر ہے صرف اطاعت رسول کا ذکر ہے ایک جگہ صرف اطاعت اللہ کا ذکر ہے اطاعت الرسول کا ذکر نہیں۔

۲۔ نبی کریم سنت مثل قرآن ہے اللہ کی طرف سے جبرئیل ملک معصوم از خطاء نے رسول امین پر نازل کیا ہے اس نے بغیر کسی کمی اضافے کے امت کو سنایا اور چندیں آیات میں ہر قسم کی تحریف بعض و اضافۃ سے بچانے کی ضمانت دی خالق محمد کا کلام خود محمد کی کلام سے برتر ہے برابر ہو کیسے ممکن ہے رسول اللہ کا کلام امت کے ہزاروں افراد کے اذھان حافظ زبان سے گذرے ہیں رسول اللہ سے منسوب کلام بلاد منافق نشین خراسان صحارا کفر کوفۃ میں تدوین ہوئی ہے۔ خود رسول اللہ کا کلام کلام اللہ کے برابر نہیں ہے چہ جائیکہ رسول اللہ سے منسوب کلام۔

کائنات کی ہر چیز آیۃ ہے یعنی وجود باری تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک انسان ہے مغرب میں کوئی انسان متجسس نے انسان شناسی کے بارے میں اپنی تحقیق کے خلاصہ کو اپنی تحقیقی مقالہ قرار دیتے ہوئے اس کا کتاب نام رکھا انسان ذالک المجہول یعنی انسان اس مخلوق کو کہتے ہیں جو پہچانا نہیں جاتا ایک اور شخص نے کہا انسان کی جہالت کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ خود کو نہیں پہنچانتا جب انسان خود کو نہیں پہنچانتا تو وہ دیگر مخلوق کو کسے پہنچانے گا یہاں جن سے دشمنی نہیں کرنی چاہیے اس سے دشمنی کرتے ہیں اور جن سے دوستی نہیں کرنی چاہئے انسے دوستی کرتے ہیں میں نے اپنی زندگی میں سب

سے زیادہ جس مفہوم کی بہت تعریف سنی اس کی کوئی حد نہیں ے یہاں تک کہ اسکے بارے میں احادیث بھی لاتعداد کتابوں میں دیکھیں بڑے بڑے پائے کے علماء نے نقل کیا ہے ایک علم اور دوسرا دوست بنانا جو شخص دونوں سے محروم ہو وہ انسان نہیں ہے علم کی فضیلت دل میں کبھی راسخ نہیں ہوئی علم کے دیوانے بنے دل نہیں چاہتا تھا فلاں چیز کو مان لوں لیکن علم کی جنایات کفر والحاد کی بھرمار علم کی منافقت ذوسانی بے اعتباری دورخی خلف وعدہ جھوٹ علم سے نفرت کراہت پیدا ہوگئی تھی یہاں تک ذہن اس طرف مائل ہو کہ دیکھوں حقیقت کیا ہے تو پتہ چلا صرف باطنیہ اور مغرب کا دین کے خلاف پروپیگنڈا تھا علم کی کسی قسم کی کوئی فضیلت نہیں تھی علم آپ جتنا اوپر لیجائیں وہ وسیلہ اور ذریعہ سے اوپر نہیں جاتا وسیلہ اور ذریعہ مقصد تک پہنچنے کی سواری ہوتے ہیں جیسے آجکل بہترین سواری ہوائی جہاز ہے اس سواری کے ذریعہ اپنی منزل پر پہنچنے کے بعد مڑ کر بھی نہیں دیکھتے ہیں علم اور دولت دنیا میں جینے کے لیے بہترین ذریعہ ہیں لیکن دین کے ساتھ اسکا دور سے تعلق نہیں ہے دین میں اس کے حامل کو اللہ آخرت میں کوئی الگ مقام نہیں دے گا علم نے انسان کو دین کے قریب نہیں کیا بلکہ دور کیا ہے۔

قارئین کرام خود لفظ تفسیر جو بیان آیات کریمہ کیلیے انتخاب کیا ہے حسن نیت پر نہیں ہے بلکہ سازش بد نیتی خیانت قرآن کی خاطر کیا ہے بحث کریں خود مروجہ تفسیر کے آغاز عہد حاضر تک کے بارے میں مراحل مدارج بیان کریں گے تاریخ نشو۔۔۔۔۔تفسیر کے بارے مین ڈاکٹر صحی صالح استاد اسلامیات جامعہ لبنان بیروت کے مباحث علوم قرآن کے صفحہ ۲۸۹ التفسیر نشایۃ ونطور میں انہوں نے لکھا ہے تفسیر خود نبی کریم کے دور سے ہی شروع ہوتے تھے کیونکہ وہ شارح اول کتاب اللہ تھے انکے بعد اصحاب میں سے مشاہیر علم تفسیر دس تھے چار خلفاء ابن مسعود، ابن عباس، ابی بن کعب، زید بن ثابت، ابوموسیٰ اشعری، عبداللہ ابن زبیر چار خلفاء میں سے علی ابن ابی طالب سے ہے باقی تینوں سے کچھ نقل نہیں ہے لیکن سب کی برگشت عبداللہ ابن عباس کو جاتی ہے انکا نام ترجمان القرآن بن گیا اصحاب کے بعد تابعین میں سے اب ن عباس سے مجاھد۔عما دابن ابی ریاح عکرمۃ سعید ابن جبیر طاؤس تبع تابعین سفیان بن عینیہ وکع بن جراح شیعہ صحاح یزید بن ہارون وعید بن حمید ان سے محمد

بن صریر سے کتاب کی صورت میں جمع کی

تفاسیر ماثورات

تفاسیر ماثورات تبین وتوضیح آیات متشابہات کے اہداف کی خاطر نہیں ہوئی ہیں بلکہ ایک متوازی قرآن پیش کرنے کی خاطر تالیف کی جہاں آیات سے ہر معانی پیش کریں اس سلسلے میں اہل حدیث والے کی کتنی تفاسیر ہیں معلوم نہیں لیکن یہاں کے باطنیہ سے وابستہ حرب قرآن کے لیے جو تفاسیر لائے ہیں وہ دو ہیں نور اذہان اور کوثر ہے دونوں کی باطنیہ سے وابستگی واضح ہوتی ہے ورنہ انکے عربی پر تسلط اس حد تک قرآں کو یکسر احادیث سے باندھنے کا تصور نہیں تھا نکے مائدہ ۵۵۔ ۶۷ شوری ۲۳ ۱احزاب ۳۳ شعراء ۲۲۷ کی جو تفسیر بیان کی ہے اس بارے میں دو مفروضوں میں سے ایک کا انتخاب کرنا ہوگا جمع قرآن ایک جمع غیر مربوط جمع کے دوران منحرفین کے ہاتھ کھلے تھے حافظین کے ہاتھ بندھے تھے حجر ۹ میں ذکر ہے مراد کوئی اور چیز ہے اب مسلمان اور مسیحیوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے

۲۔ جن احادیث سے قرآن کی تفسیر کی ہے وہ احادیث نبی کریم سے صادر ہونے میں جائے شک و اشتباہ اور تردید نہیں ان احادیث کی اسناد اور متون درست ہونے کی ضمانت کا اعلان ورنہ بصورت دیگر بدنیتی بلا تردید ثابت ہوجائیگی۔

۳۔ آپ اسمیں بضد نظر آئے کہ محور دین قرآن و محمدﷺ نہیں بلکہ امامۃ علی ہے اگر امامت علی نہیں ہے تو ہم سمجھیں کہ قرآن بھی نہیں اور محمدﷺ بھی نہیں اور خلفاء کے ساتھ علی بھی نہیں چاہیے کیونکہ انہوں نے خلفاء سے مزاحمت نہیں کی تھی آپ بضد ہیں آپ کے مسئلہ کو چھوڑیں گے نہیں اگر آپ کی اپنی باطل پر اصرار ہے تو قرآن و محمد سے دفاع میں کتنا اسرار ہوگا۔

آ پکی قرآن سے کڑواہٹ کی ایک نمایاں نشانی شعر وشعرا کو قرآن میں جاگزیں کرنا ہے آپ تنہا قرآن و محمد سے کڑواہٹ نہیں رکھتے بلکہ اسلام و محمد کا ساتھ دینے والے افراد جن جن کے مسح

کرنے پر تلے ہوئے ہیں چنانچہ حجلہ حیدری کے نام سے اشعار کے موسوعات لائے خواہ یہ شعراء کتنے ہی فاسق وفاجر کیوں نہ ہوں چنانچہ رسلۃ التقریب میں الحسین بن ابو دلیب کے بارے میں لکھنے کا کیا مطلب ہے بنتا ہے جن نے قرآن پرا فک وکذب کیا ہو۔

تفسیر ماثور

ا۔تفاسیر ماثور چاہے خاصہ کا ہو یا عامہ کا شیعہ کا ہو سنّی کا تمام کے تمام بلا استثناء منسوبات ہے منسوبات کو عرف علم الحدیث میں مرسلات مرفوعات کہتے ہیں انکی حجت ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے

۲۔تفاسیر قرآن کے بارے میں ملاحضات لگانے نقد کرنے والوں نے کسی تفسیر کی توثیق نہیں کی ہے

۳۔احادیث بالرائے کی ممانعت کے بارے میں لکھی گئی احادیث خود فرقوں کی اختراع ہیں

۴۔تفاسیر کے منابع اور ماخذ میں سے کوئی معانی قرآن پر عبور رکھتے تھے ثابت نہیں ہوتا ہے۔

اقطاب وصاع الاحادیث لاسرائیلی

کتاب تفسیر والمفسر ون ص ۹۹ عبداللہ بن سلام ۲ کعب الاحبار ۳ تیم بن اوس الداری ۴ وہب بن امیہ ۵ محمد بن کعب القرضی ۶ عبداللہ بن عمرو بن عاص ہجرت سے سات سال پہلے ولادت آٹھویں ہجری کو قبل از فتح اسلام قبول کیا ۷۲ سال کی عمر میں ۶۰ کو وفات پائی جنگ یرموک مواتہ باپ کے تھے دو پوری کتاب ملنے کا دعوی کیا صفین اپنے باپ کے ساتھ رہے۔

۷۔ابو ہریرہ ۷ ہجری کے موقع پر اسلام قبول کیا ان کے نام اور باپ کے بارے میں شدید اختلاف تھے۔

۸۔عبدالملک بن عبدالعزیز بن صریح رومی نصرانی متولد ۸۰ حجاز میں سب سے پہلے ثقیف کرنے والا اسرائیل روایات کی تین قسمیں ہیں نقلی شفاف حکایات ہی زیادہ ہیں کعب اخبار وابن سید عبدالعزیز صریح کتب توراہ انجیل

ہمارے شریعت کے موافق مخالف ہے یا شلتوت عبد

تفاسیر ماثورات۔

ناقدان تفاسیر اعم از شیعہ وسنی از حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں ہماری کتاب اعم از مجامع روائی وتفاسیر روایات اسرائیلی بکثرت پایا جات ہے لیکن کوئی بھی چاہے شیعوں کی ہو سنیوں کی کسی نے بھی کسی بھی روایت کی صحت وسقم کا اظہار کیا ہو نہیں ملے گی۔

روایات اسرائیلی کے ناقلین کا نام بھی بتایا ہے کعب احبار ابوہریرہ عبداللہ بن عمرو بن عاص ان کے بارے میں آیا ہے انہیں فلسطین کے جنگ کے دوران جہاں وہ اپنے والد کے ساتھ تھے وہ پوری کتاب ملے تھے۔

تفاسیر ماثورات

کتاب تفسیر مفسرون ہادی معرفت ج ۲ ص ۳۴۳ ۱ ابن خلدون سے تفاسیر ماثور کے بارے میں اصحاب وتابعین سے نقل کیا ہے یہاں تک طبری واقدی ثعلبی وغیرہ کو پہنچا ہے جو چاہا لکھا ہے متقدمین نے بہت جمع کیا ہے کتابیں بھر دی ہیں لیکن صحیح وضعیف غث وثمین خلط کیا ہے مقبول ومردود دونوں ہیں گویا سب یہودیوں کے منقولات سے پر ہیں اپنی اغراض کے مطابق ہے قرآن کے متعلق نہیں مفسرین نے تساہل برتا ہے کتب تفاسیر منقولات سے پر ہے آخر میں انہوں نے ابومحمد عطیہ نے انکا خلاصہ کیا ہے

تفسیر بالرائے کے مانعین کے نے نمل ۴۰ کی آیت قال الذی عندہ علم الکتاب کی تفسیر میں آصف بن برخیا کا نام لیا جاتا ہے۔روایات سے ضمیر کی برگشت نہیں بنا سکتے ہیں بعض نے کہا ہے وہ سلیمان کا جانشین تھا اسکے پاس اسم اعظم تھا پہلے خود اسم اعظم کو ثابت کریں کوئی اسم اعظم بھی ہوتا ہے یہ کہاں سے استناد ہے۔کس نے اسکو علم سے استناد کیا ہے اور جس کے پاس علم ہوتا ہے وہ یہ عمل کر سکتا ہے علم جگہ کی نشاندہی کرتا ہے عمل نہیں کرتا علم اور عمل ایک نہیں دو ہیں تخت بلقیس نہ آسف بن برخیا نے لایا آصف بن برخیا یا عبدالصالح کی جگہ خضر بنانے جیسا ہے تفسیر بالرائے ہے غرض لانے والا جس

کے پاس علم تھا اس نے لایا ہے یہ آیت سے نہیں نکلتا ہے۔جس نے کہا ہم لائیں گے فوراً جو حاضر ہوا جس پر سلیمان نے شکر کیا سلیمان کا شکر اس بات کی دلیل ہے تخت اللہ نے ہی حاضر کیا ہے جس میں کسی کا کردار نہیں کیونکہ آیت سے یہی نکلتا ہے

۲۔اسی طرح ومن عندہ علم الکتاب رعد۴۳ میں بھی قال میں موجود ضمیر غائب قال سے پہلے مذکور بر برگشت کرے گی آیت ۴۰ سے پہلے سوائے خود سلیمان کے علاوہ کسی کا بھی ذکر نہیں آیا ہے۔ معرکۃ الآراء اختلاف قرآن کریم میں تحریف کا باب کھولا ہے تاریخ تحریف قرآن تلاش کریں تو اسکے تاریخ نزول قرآن کے بعد تیسری صدی میں مدون احادیث کو جاتی ہے یہ حضرات خود کہتے ہیں قرآن نے فصاحت و بلاغت کلام میں عربوں کے نخوت وتکبر کو توڑا ہے۔ یہ کلام اپنے پہلے مرحلے میں ضمیر کی برگشت کیلئے غیر مربوط بتانا اس سے زیادہ تحریف کیا ہوسکتی ہے یہاں پہ اس تقاضے کا کوئی ذکر نہیں کیا قرآن کے علاوہ کوئی معجزہ لائیں یہ کہاں سے نکالا قرآن کے علاوہ کوئی معجزہ لائیں دوٹوک بات کی ہے کہا ہے آپ وکیل نہیں اللہ نے پیغمبر سے خطاب میں فرمایا کہ میں اللہ کی طرف سے نبی ہونے کیلئے شاہد چاہیے میری شاہد یہ کتاب ہے دوسری میں بھی آیا ہے جس کو اس کتاب پر اللہ کی طرف سے ہونے پر شک ہے تو ایسی کتاب لے آؤ لیکن مصداق بنانا اس بات کی کی دلیل ہے آپ قرآن فہمی نہیں چاہیے آپ قرآن کو اپنے فرقہ کا گواہ بنانا چاہتے ہیں اس لیے پہلے قرآن کو گونگ بناتے ہیں پھر حدیث کو لا کر اسکا بیان بتاتے ہیں ہر قرآن سمجھنے والے کیلیے آپ نے عبداللہ بن سلام اور علی بن ابی طالب کو مصداق قرار دیا آج ہم کہاں سے ان ذوات سے رابطہ کریں۔

تفسیر قرآن مرتضیٰ مطہری متوفی ۱۳۵۸ آقا آپ صاحب تفسیر المیز ان فی تفسیر القرآن کے شاگرد خاص الخاص میں شمار ہوتے تھے خاص کر خاص کر شاید آپکے دروس فلسفہ میں محو استغراق رکھتے تھے اس لیے مآپ نے انکے فلسفہ کے دروس کی شرح لکھی آپ لبنان میں علامہ جواد مغنیہ جیسی علمی ہستی

تھے جو کہ ہر موضوع پر قلم اٹھاتے تھے قوت علم کے ساتھ قوت بیان بھی رکھتے تھے لیکن غرب گرائی میں دین پر علم کے غلبہ کے قائل تھے تعریف علوم جدید حد درجہ تک تھے نیز عالمی شہرت کو بھی مصادر دیہن رسور کرتے تھے یہاں آپ نے امام مہدی کو اقوام و ملل کی سنت قرار دیکر مہدی کے قائل تھے نیز متعہ کو برٹنڈ رسل کے فلسفہ سے استناد کرتے تھے قیام امام سے منسوب عزاداری کی اصلاح کے خواہاں تھے لیکن خود اساس قیام میں اشتباہ کرتے تھے شہادت کو اعلیٰ مقصد سمجھتے تھے جو کہ قرآں میں بعداز ۔۔۔۔۔۔کے راہ میں قتل کو۔۔۔۔۔میں قرار دیا نیز تمام علوم وحوزہ کی تعریف میں کچھ لکھا تعریف علوم کے نام سے لیکن حوزے میں قرآن نصاب میں رکھنے کی طرف آپ نے توجہ نہ کی آپکے جو دروس قرآن کیبارے میں بع ہوئے اسکو دار الثقافہ نے نشر کیا انہی تفاسیر کے بارے میں لکھتے وقت آپکی تصنیفات کو دیکھا تو کتاب تفسیر موضوعی قرآن ملی جس میں مائدہ ۶۷ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ فخر الدین رازی نے یہاں چند اشتباہ کیے ہیں

تفسیر مطہری یکے از علوم ضروری و ناگزیر علم تاریخ ہے قرآن عظیم کا ایک تہائی حصہ علم تاریخ پر مشتمل ہے چنانچہ قرآن میں تاریخ پر پوراا حطہ کرنے کی دلیل یہ ہے کہ تاریخ انسان کی خلقت سے شروع کی ہے فناء عالم پر اختتام ہوگی متعدی ہوا ہے جبکہ حوزہ اور مدارس میں اسکا نام تک لینے ہی نہیں ہے ابھی اسکا مقصد سمجھ میں آیا اگر تاریخ نصاب میں رکھیں گے تو اسکا نصاب بنانا پڑے گا چونکہ تاریخ ایک وسیع علم ہیلہذا ہر تاریخ تو حاصل نہیں کر سکتے اسکا کوئی فائدہ چندین حاصل نہیں ہوگا کہ ملت اپنی تاریخ پڑھے گی جب تاریخ پڑھیں گے تو پہلے تاریخ اسلام پڑھیں گے اسلامی تاریخ عالم میں کس مذھب کا ظہور ہوا پھر اپنے مذھب کی تاریخ کا ذکر ہوگا اسکی تاریخ کیا ہے تاریخ مذاھب کا نام ہی گلے میں پھنسنے والی ہڈی ہو گیالہذا فرقوں کو تاریخ سے بہت چڑ رہتی ہے اہل تشیع کہتے ہیں کہ ہماری تاریخ دوسروں نے لکھی ہے اس لیے ہم نہیں پڑھتے ہیں آپ کی تنہا تاریخ نہیں اعتقادات احکام بھی دوسروں نے لکھی ہے کبھی آپ فخر کرتے ہیں ہماری یہ عقیدوں کی کتابوں میں درج ہے سنیوں کا حشر بھی یہی ہے اہلسنت کب وجود میں آئے تاریخ مذاہب لکھنے والوں نے لکھا ہے سنّی تیسری صدی میں

وجود میں آئے اب کوئی کہتا ہے تو جیہ غیر وجیہ کرتے ہیں غرض مدارس اور حوزوں میں تاریخ نہ ہونے کے برابر ہے تاریخ نہ ہونے کی وجہ سے بڑے پائے کے علماء بیان تاریخ میں اغلاط فاحشہ کرتے ہین مرتضیٰ مطہری جیسے بیدار انسان جہاں آپ نے قیام امام حسین کی مفصل دروس وخطابات بیان کیے ہیں تاریخ میں آپ نے اشتباہ کیا ہے اسی طرح قرآن کے بارے میں بڑے اشتباہات کیے ہیں قرآن کب نازل ہوا کب جمع ہوا کب قرآء وجود میں آئے کب اعراب لگا مطہری تاریخ نزول قرآن کے بارے میں لکھتے ہیں سب سے پہلے سورہ علق نازل ہوئی پھروحی تین سال تک منقطع رہی یہاں بھی اشتباہ کیا ہے سورہ علق پوری نہیں صرف پہلی پانچ آیات نازل ہوئی فترۃ الوحی پندرہ یا تین ماہ بتاتے ہیں تین سال حیرت کی بات ہے۔

تفسیر الکاشف تالیف محمد جواد مغنیہ م ۱۳۹۹ھ

محمد جواد مغنیہ قاضی محکمہ شریعہ لبنان صاحب تالیفات کثیرہ متنوعہ کوئی موضوع نہیں جس میں آپ کی تالیفات ومقالات نہ ہوں آپ محقق مدافع مذہب جعفریہ تھے ہر حالت میں اپنے مذہب کا دفاع کرنا آپ کے معاصر مذہب کے علماء امثال سبحانی، میلانی، اراکی، عاملی اس مقولہ جاہلیت پر کاربندرہے تھے ''**انصر اخاک ظالما و مظلوما**'' تنہا تمسک استناد ہر صورت میں سنیوں اور زعماء رفقاء رسول اللہ کی مخالفت کرنا ہے۔قرآن کریم کی جگہ احادیث مصنوعۃ بلاد منافق نشین کو قرآن پر حاکم وقاضی بنانا ہے دوسروں کی احادیث پر تحقیق جبکہ اپنی احادیث کو وحی آخر گردانا ہے۔آپ نے دفاع کرنا ہی ہے جس میں قضاوت علمی ومذہبی کی بدنامی ہی ہو کیوں نہ ہو۔آپ کی تصنیفات میں سے ایک تفسیر الکاشف سات جلدوں پر مشتمل ہے تفسیر بالرائے کی جو روایت نقل کی ہیں کہ قرآن کی تفسیر بالرائے جائز نہیں ہے اسمیں یا تو آپ اس حدیث کو نہیں مانتے ہیں شکر ہے ایک حدیث کو تو آپ نہیں مانتے یا یہ حدیث جو عام شیعہ حضرات قرآن کے لیے مختص ہے اگر وہ لوگ بغیر حدیث قرآن کی تفسیر کریں گے تو پنڈورا بکس کھل جائے گا مذاھب کے لیے مشکلات ہونگی شاید قاہرہ کی تقریب مذاہب

کے مخفی اجلاسوں میں اس پر بحث ہوتی ہوگی تفسیر قرآن کے نام سے بہت سی آیات قرآن کے خلاف آپ نے قرآن پر احادیث حاکمیت کو نافذ کیا جس میں آپ دوسروں کے نقش قدم پر نعل بہ نعل چلتے ہیں۔

ومن جنایات مفسرین عدم تشخص اولی الامر

مفسرین شیعہ سنی خاص کر عصر معاصر میں گزرے نامور مفسر آغا طباطبائی اوران کے تأسی کنندگان میں پاکستان کے مایہ ناز عالم دین آغائے نجفی اوران کے ردیف آغائے صلاح الدین نے اپنی تفسیر میں اولی الامر کوایک نیا نا قابل تطبیق فارمولا جو پہلے کبھی کسی زمانے میں تطبیق ہوئے اور نہ آئندہ تطبیق ہونے کا کوئی تصور فرضی امکانی نظر آتا ہے نہ ان کے جعل کردہ شخصیات میں تطبیق نظر آیا، اس کا نام عصمت رکھا حتیٰ اس فارمولا میں خاتم النبیین بھی نہیں اتر سکتے ہیں، قرآن کریم میں چندین مواقع پر آپ کی اخطاء پر عتاب کیا ہے۔

۱۔ بدر میں قتل کی بجائے طمع مال میں قیدیوں کی رہائی۔

۲۔ یہودیوں اور مسلمان طرفین میں قضاوت میں مسلمانوں کے حق میں فیصلہ دے کر خیانت کی۔

۳۔ جنگ تبوک میں شرکت نہ کرنے والوں کو کیوں معاف کیا۔

تاریخ بشریت بعثت انبیاء تا خاتم الانبیاء آپ کے بعد تا قیام قیامت بعض انبیاء اولی الامر بنے ہیں ان کے علاوہ خود ان کے زمانے کے الی یوم القیامۃ امکان پذیر رہا ہے نہ آئندہ نصیب ہونے کا امکان ہے۔ آپ اہلبیت کو نکرہ پیش کر کے کروٹ لیتے ہیں، مدینہ والے اما سجاد سے تا عسکری تک منصب کی طرف دیکھتے تک نہ تھے چہ جائیکہ اولی الامر بنیں، اما قیروان قاہرہ والے مجرمین جاہلین تھے ۔خود نبی کریمؐ کے دور میں مدینہ سے باہر جس کو آپ اولی الامر بنا کر بھیجتے تھے وہ معصوم نہیں تھے بلکہ خطا کار تھے انکی خطاؤں کے خسارے خود نبی کریم نے اٹھائے ہیں امیر المومنین کی طرف سے متعین

اولی الامر نے خطا کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ خزانہ سمیت معاویہ کے پاس گئے ان میں سرفہرست آپکے بھائی عقیل، مصقلہ بن ہبیر شیبانی اور زیاد ابن ابیہ اس کے علاوہ امام حسن کے قائد جیش وہ بھی اولی الامر جو چار ہزار لشکر سمیت معاویہ سے ملے۔ایک نا قابل امکان عمل کو دین وشریعت کا اصول بنانے کا مقصد شریعت نا قابل تطبیق ثابت کرنا اور دنیا کفر والحاد کو بلانے کا ماحول بنا تھا اور اپنے الحادیوں کے ساتھ اتحاد بنانے کے سوا کچھ نہیں۔عصر حاضر میں اولی الامر مسلمین امام خمینی کو گردانا جاتا ہے کسی نے اولی الامر کہنے ہر اعتراض نہیں کیا میرے قم میں قیام کے دوران آغائے صلاح الدین سے میں نے پوچھا آپ تو نص کے قائل تھے امام خمینی کی حکومت کو کیا کہیں گے تو کہا امام کی طرف سے منصوب ہیں میں نے کہا امام نے صراحت سے کہا یہاں جمہوریت ہوگی۔انہوں نے کئی فتاویٰ غیر مستند اور کئی سیاسی احکامات میں غلطیاں کیں ہیں جن کا وہ خود اعتراف کر چکے ہیں۔ صادر کیے مراجع کی غلطیوں کا تو حساب ہے ہی نہیں اگر آپ اطاعت مراجع کو واجب نہیں گردانتے تو بتائیں اگر واجب گردانتے ہیں تو اسکی سند کیا ہے۔

صاحب اتجاهات التفسیر ج ا ص ۱۵۳ اپنی کو اہلسنت والجماعۃ سے موسوم کرنے کی توجیہ میں لکھتے ہیں سنت کے معنی طریقہ ہے لیکن شریعت محدثین کے نزدیک ''ما جاء عن النبی من ا قوله و افعاله و تقریره عند اهل فقه و اصول فقه وهوا ما یثاب فاعله و لا یعاقب تارکه'' لیکن اہلسنت کہنے کی وجہ یہ دونوں نہیں بلکہ ہمارا مفہوم ومقصود ''د عباره السنة عما سلم من الشبهات فی الاعتقادات خاصه فی المسائل الایمان باالله وملائکته وکتبه ورسله والیوم الآخر وکذلک مسائل القدر وفضائل الصحابه و صنفوا فی هذاالعلم تصانیف وسموها کتاب السنه'' پھر لکھتے ہیں ''اما نشاة اهلسنت لم یکن فی عهده فرقه بین المسلمین ای فرقه وانما ظهر الافتراق بعد وفاته ﷺ فکل ما افترقت فرقه ظهرلها اسم خاص بها وبقی السالمون من الافتراق والخروج هم اهل السنه

والجماعته لانهم ا لاصل فبقوا على اصلهم هذاولذا لما سئل مالک عن اهل السنه قال اهل السنه الذين ليس لهم لقب يعرفون به لا جهنمی ولا قدری ولا رافضی"

" عقيده اهل السنه بما وصف به نفسه فی كتابه وبما وصفه به رسوله ﷺ من غير تحريف ولا تعطيل ما وصف به نفسه فی سوره اخلاص وآيه الكرسی هو الاول والآخرو الظاهر والباطن"

الايمان بكتبه الايمان بان القراان كلام الله منزل غير مخلوق منه بداء واليه يعود وان الله تعالیٰ تكلم به حقيقه

الايمان باليوم الآخر ما اخبر به النبی ﷺ مما يكون بعد الموت فيومنون بفتنتةالقبر وبعذاب القبر وبنعيميه و با لبعث و با لموازين والد واوين وهيی صحئف الاعمال

محبة الصحابه و خلاصه عقيده اهل السنه فی محبه الصحابه ما عبّر عنه الطحاوی و نحب اصحاب رسول الله ولا نفرط فی حب اهد منهم الو نتبراء من احد منهم و نبغض من يبغضهم و بغير الخير يذكرهم والا نزكرهم الاّبخير وحبهم دين و ايمان و احسان وبغضهم كفر و نفاق و طغيان

محبه اهلبيت قال النبی فی غدير خم اذكركم الله فی اهل بيتی ازكركم الله فی اهل بيتی و يتولون ازواج رسول الله امهات المومنين ويومنون بانهن ازواجه فی الآخرة"۔

امانقد صاحب مساکین قرآن کا برصاحب اتجاہات کے اپنے عقائد اور بعض دیگر تفاسیر بالخصوص تفسیر المیز ان کے بارے میں آپ کے تاثیرات نظر پر اظہار نظر کریں گے۔ سب سے پہلے یہ عرض کروں گا آپ نے تفسیر المیز ان کے بارے میں اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے لکھا کہ یہ تفسیر

اپنی جگہ اچھی ہے لیکن مفسر شیعہ ہے۔شیعوں نے آپ کے اس فقرے کو تفسیر المیز ان کے اچھے ہونے کی سند بنایا ہے۔لیکن آپ نے نقد میں لکھا ہے مفسر شیعہ ہے، یہ ایک قائدہ کلی ہے کہ کسی نے اگر کچھ لکھا ہے اچھا ہے قابل استفادہ ہے لیکن لکھنے والا دینی نہیں مسلمان واجبی، مسلمان مذہبی ہے وہ قرآن سے زیادہ اپنے مذہب سے دفاع کو ترجیح دیتا ہے۔آپ کے پاس عقائد بنانے کا کوئی معیار نظر نہیں آتا بلکہ وقت وحالات کے تحت اضافہ آتا ہے۔چنانچہ صاحب المیز ان نے ابتدا سے آخر تک آیات اپنے فرقے کو ثابت کرنے کیلئے کئے۔اسی طرح صاحب اتجاہات نے اس سے زیادہ کچھ اہلسنت کے عقائد پیش کئے ہیں۔آپ سے سوال ہے آپ نے اپنا تعارف اہلسنت والجماعۃ سے کیا ہے جبکہ قرآن کا حکم تھا اپنا تعارف اسلام سے کریں۔آپ نے اسلام میں کیا خرابی پائی یا آپ نے اپنے عقائد توحید ایمان بآخرت کے بیان اللہ کے ساتھ قول رسول بیان کیا گویا آپ کا دین مشترک ہے اللہ والرسول۔

امام خمینی یکے از نقاد تفاسیر تھے

امام خمینی نے انقلاب کی کامیابی کے بعد قم میں درس قرآن کا سلسلہ شروع کیا جس میں بطور تمہید پہلے چند دن تفسیر قرآن کے بارے میں بحث کی انہوں نے پہلی تمہید میں فرمایا ''تفسیر قرآن کار ہر کس نہیں ہے''۔

۱۔تفسیر قرآن ایسا مسئلہ نہیں ہے کہ مجھ جیسے انسان اسکے مفسر بن جائیں اور حق ادئیگی ادا کریں علماء اعلام عامہ وخاصہ نے جو تفاسیر قرآن لکھی گئی ہیں لیکن ہر ایک نے اپنے فن کا مظاہرہ کیا لیکن حقائق قرآن سے پردہ نہیں اٹھایا معلوم نہیں انہوں نے جو تفسیر کی ہے وہ درست کی ہو بطور مثال اس آخری صدی میں تفسیر عرفانی کے نام سے بعض مصدی ہوئے ہیں جیسے محی الدین ابن لعربی نے اپنے فن کا خوب مظاہرہ کیا لیکن انہوں نے جو لکھا ہے وہ تفسیر نہیں ہے اسکے بعد طنطاوی سید قطب کا نام لیا کہ انہوں نے انوکھی تفسیر کی ہے ان میں سے ایک مجمع البیان کا نام لیا کچھ حد تک ٹھیک لکھا ہے پھر لکھتے

ہیں قرآن کوئی ایسی کتاب نہیں ہر ایک تفسیر کریں ایک زاویے کو سمجھیں اور باقی پہلوؤں کے بارے میں ہم اہلبیت کے محتاج ہونگے ایک اور نکتہ پر اشارہ کیا اس آخری دور میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہوئے ہیں جنہوں نے کوئی اور چیز نکالی امام خمینی نے ابھی تک تفسیر قرآن کی صحیح تفسیر نہ ہونے کا اعتراف کیا امام خمینی کے تفسیر قرآن کے بارے میں تاثرات پر چند ملاحظات ہے آپ نے فہم قرآن کے بارے میں وہی نظریہ پیش کیا ہے جو باطنیہ نے پیش کیا ہے کہ ظاہر الفاظ وکلمات مراد نہیں باطن مراد ہے باطن قرآن سے مراد اہلبیت ہے اس میں دو نقص وعیب پائے جاتے ہیں دنیا میں جاری وساری سنت و سیرت یہ رہ ۓ ہے مراد متکلم کے کلمات سے اخذ کریں ظاہر الفاظ وکلمات صرف نظر کر کے جو معانی تفسیر کہاں سے نکالیں گے آپ نے اہلبیت سے لینے کا بات کی ہے۔

۱۔اس کی کیا سند ہے کہ معانی قرآن اہلبیت سے لیں؟

۲۔اہلبیت سے مراد کون ہے مشخص وواضح ہونا چاہیئے۔

۳۔اہلبیت معاوین کثیرہ ہیں اس وجہ سے کلمہ اہلبیت نکرہ ہے۔

۴۔قرآن کریم کی آیات میں اہلبیت واصحاب انبیاء میں صالح وغیر صالح متقی وفاسق، خدام دین ومفسدین دونوں آئے ہیں۔

۵۔مصداق اولیٰ اور جلی حضرت علی اور حضرت حسنین ہیں، ان سے کوئی تفسیر نہیں آئی۔

۶۔کلمہ تفسیر وتاویل الفاظ وکلمات سے باہر والے ہیں۔

مصادیق زیادہ ہیں ان کا تعین نہیں کیا الفاظ سے ہٹ کر معانی بنانے میں آپ نے باطنیہ کے نظیہ پر کام کیا ہے آپ نے تفسیر قرآن کے لیے کوئی بھی اہل تا کہ مجھ جیسا اٹھیں تو اس کا مطلب کو متروجا رکھنا ہوگا لیکن ابتدا میں ہی فرمایا امثال من قرآن کی کیا تفسیر کریں یہ جملہ محتاج توضیح ہے اسکو ہم ادب لکھنوی ایرانی کہ سکتے ہیں اس جملہ میں حقیقت نہیں ہے اگر یہ جملہ درست ہو تو یہ جملہ بھی درست ہوگا امثال من کیا کہے کی نماز پڑھینگے

البیان فی تفسیر قرآن آغائے خوئی نے مثل دیگر علماء اعلام دلیل وشاھد صدق نبی کو معجزہ کہا ہے البیان ص ۳۴ کی تعریف میں لکھا ''**المعجزہ کما عرفت هو ما يخرق نواميس الطبيعه و يعجز عنه**'' معجزہ اسی عصر صنعت کے مطابق ہونا چاہیے مبارزہ علماء سے ہو یہ تعریف اپکے دیگر ابواب علوم کے تعارف سے مطابقت نہیں رکھتا ہے جہاں آپ لکھتے ہیں تعریف جامع افراد مالغ اغیار ہونا چاہیے، آپ نے لکھا ہے معجزہ اسی عنصر صنعت کے مطابق ہونا چاہیئے اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ انبیاء کے معاجزاعجاز مادام الدھر نہیں ہیں۔اس اصول کے تحت قرآن معجزہ نہیں ہوگا کیونکہ آج فصاحت وبلاغت کی کوئی اہمیت کیونکہ بشر کسی بھی دور میں اصل نہائی نوامیس طبیعت نہیں جانتے ہیں جیسے ابتداء کشاف برق تلفون کمپیوٹر اگر کسی کو بتائیں تو وہ خارق ناموس حساب کریں گے ان کے ذرائع ابلاغ شور شرابہ بعض کے دیوانہ بندی جیسا کر دینا جیسا کہ دنیا نے کورونا کے بارے میں مشاہدہ کیا ہے۔مفاد پرستوں کی تصدیق سے بھی تصدیق کرتے ہیں جیسا کہ شق القمر جو کہ نہیں ہوا ہے کو منوا رہا ہے۔آیت سے استناد نہیں زمان ومکان وافراد کے حوالے سے بہت آسمان زمین فرق پڑا لوگوں نے بہت چھوٹے معجزے پیش کیے ہیں یہ آیت کی جگہ کلمہ معجزہ بدنیتی پر مشتمل ہے ص ۱۱۷ پر قرآن کے علاوہ بھی بہت سے معجزات کو تسلیم کیا ہے۔آپ نے معجزات کو انبیاء کے اور خاص کر حضرت محمدؐ کیلیئے اعزاز بنایا، دیگر معجزات کو بھی تسلیم کیا ہے اس کے لیے آپ نے معجزہ کو پیغمبران کے لیے اعزاز گردانا ہے معجزات انبیاء کے لیے اعزاز گرداننے کی کوئی دلیل نہیں یہ ایک وقتی ضرورت ختم ہوگیا گویا نبی کو معجزہ دکھانے میں کوئی مشکل وبحران نہیں ہونا چاہیے یہاں آپ نے اثبات نبوت کی خاطر تجاوز کر کے معجزات کو ایک قسم کا اعزاز بھی بتایا ہے یہ صریح قرآن ہے قرآن میں اعطاء ومعجزات اتنی سہل اعطاء کو رد کیا ہے یہ جو آپ نے فرمایا ہے لابد نبی ان یکون لہ معجزہ دیکھ کے ایمان لانے والوں کی تعداد بہت کم ہے

التبیان فی تفسیر القرآن۔

تالیف محمد بن حسن علی الطّوسی نقل از مقدمہ تفسیر محمد بن حسن متولد ۳۸۰ھ، ۴۰۸ھ کو بغداد پہنچنے جس وقت شیخ محمد بن محمد بن نعمان ملقب بہ مفید کی ریاست کا دور تھا حسین بن عبید اللہ بن غضائر صاحب رجال بھی اس دور میں تھا جو ۴۱۱ھ کو وفات ہوئی شیخ مفید کی وفات کے بعد ریاست مذہب سید مرتضی ۴۳۶ھ کو ملی سید مرتضی کی وفات کے بعد شیخ طوسی کو ملی آپ اس وقت بغداد کے قریہ کرخ میں سکونت کرتے تھے اس وقت خلیفہ عباسی عبداللہ بن قادر باللہ کی طرف آل بویہ بہاوالدولہ کی سلطنت تھی آل بویہ فرقہ غلات زیدی سے تعلق رکھتے تھے وہ خلافت عباسی کا سلسلہ ختم کر کے علوی کو دینا چاہتے تھے لہٰذا آل بویہ کی تمام رعایتیں غالیوں کے لیے وقف تھی علاقہ کرخ جیسا کہ فرق نویسوں نے لکھا ہے جیسا کہ کتاب ملل ونحل عبدالکریم شہرستانی متوفی ۵۴۸ھ نے کتاب کی جلد اص ۱۷۹ پر لکھا ہے علکبا ثیہ منسوب بعلبا ئدید بن ذراع الدوسی والوں کو کہتے ہین یہ فرقہ حضرت علی کو محمد پر برتری دیتے تھے ان کا کہنا تھا علی نے ہی محمد کو مبعوث نبوت کیے تھے یہ نقل میں اایا ہے اللہ نے محمد کو علی کی طرف دعوت دینے بھیجے تھے انہوں نے اپنی طرف دعوت دی کتاب دراسات فرق ص ۲۶۴ پر آیا ہے یہ حجرت علی کی الوہیت کے قائل تھے یہ تناسخ تعطیل شریعت کے قائل تھے نبوت سلمان فارسی کے قائل حجرت محمد کو بندہ علی سمجھتے تھے کتاب فرہنگ فرق اسلامی جواد مشکور استاد دانشگاہ تہران دکتور شریف یحیی امین ملاحظہ کے بعد ملاحظہ کریں ۴۴۸ کو آل بویہ کا تختہ الٹ دیا گیا ان کی جگہ طغرل سلاجقہ آیا ہے آل بویہ سلاجقہ پہلے پہلے زمانے قرامطہ جیسا راہ غارت گر گروہ تھے کتاب رجال الفکر فی الدین ص ۵۸۳ پر اایا ہے ۴۴۸ کو نجف آیا۔

جب کتاب سے شغف رکھتے ہیں بازار کتب میں قرآن سے متعلق کوئی کتاب نظر آتا ہے اس کے ذہن میں محبت بھی محبت لگاو آئے گی میری خالق کا کتاب ہے میں کیوں نہ پڑھوں اور کوشش بھی کریں گے اس کو سمجھیں گے لیکن اس کو سمجھنے کی راہ ایک غیر ملموس بھی عبور نہ کریں گے اس سد کا نام ہے تفسیر قرآن آپ تفسیر اس پڑھیں قرآن سمجھنے کی کوشش کریں تفسیر قرآن پرھیں گے خود یہ تفسیر اس کو غیر شعوری طور پر قرآن سے دور کریں گے یہی صورت حال مفسرین کی مسلمان انسان عربی زبان پر

مکمل تسلط رکھنے والے دانشگاہوں میں استاد علم لغت ہو ہے لغت تو کسی صورت میں پڑھنی ہے عرب ممالک میں ان کی تمام حیثیت افتخار عربی لغت میں پوشیدہ ہے لہذا مصر جیسے مسیحوں یہودیوں باطنیوں سے بھرے ملکمیں بہت سی صنف اناث نے خاص موضوع عقل کی ہے لہذا ابھی تک عربوں میں عربی ہوتے عربی زبان سے نہ آشنا نہین ملے گا جس رح پاکستان ہندوستان والے بہت سے دانشوران کو اردو بولنا عارونگ ہوتا ہے عربی جس کو عربی آتی ہے وہ جب قرآن پڑھے گا وہ قرآن سے متاثر بھی ہوگا چنانچہ تیسری چوتھی صدی میں دنیا ایک امراطواری حکومت جو قائم تھی آخر کار امریکا فارس تک کی حکومت عربوں کی تھی درسگاہیں عربی بھی عربی پڑھنے والے جب قرآن کی تلاوت کرتے تھے توانہیں قرآن سے شغف ہوتے تھے تو قرآن فہمی کی راہ میں جو مشکلات تھی وہ بھی حل کرنے کی کوشش کرتے رہے لیکن ان کا نام فسیر رکھتے تھے جب سے قرآن فہمی پر پابندی لگائی تھی قرآن فہمی سوائے سنت وسیرت سلف پڑھنا غلط ہے درست نہیں قرآن فہمی کی طرف رخ کرنا توجہ کرنا ایک فرمود مطعون مشکوک قرار پایا۔

روایات تفسیر قمی تالیف علی ابن ابراہیم بن ہاشم القمی متوفی ۳۰۷ (جامع رویات اردبیلی ص ۱۱۰)

کتاب جامع الروایات تالیف محمد بن علی اردبیلی ج ا ص ۵۴۰

ان کے باپ ابراہیم بن ہاشم قمی جامع روایات ج ا ص ۳۸۱ پر لکھا ہے ان سے روایات مہمل چھوڑی ہیں علی ابن ابراہیم شاگرد احمد بن محمد بن سعید معروف با۔۔۔۔۔۔عقدہ ان کے بارے میں جامع روائی ج ا ص ۶۵ پر لکھتے ہیں کان زید یا جارودیاون کی ولادت ۲۴۹ھ وفات ۳۳۰ھ۔ وہ ایک لاکھ بیس ہزار احادیث یاد رکھتے تھے ان دو کی بزرگی کے لئے یہ کافی ہے شیخ محمد بن یعقوب کلینی نے ان سے اپنی کتاب میں روایات نقل کی ہیں یہاں ان دو میں سے ایک کی بزرگی بلا کافی دیکھا کے رہیں گے جب تک کافی کی تصدیق امام زمانہ سے نہ ہو جائے۔ لیکن خود امام زمانہ کی توثیق کہاں سے کریں گے تو محمد حسین کاشف الغطاء اور محمد باقر الصدر کا کہنا ہے کہ طویل عمر جیسا کوئی مسئلہ نہیں ہے اللہ کسی کو

زندہ رکھ سکتا ہے لیکن اصل وجود میں شکوک جب تک رفع نہ ہو جائیں وہ تو چند لوگ گواہی دیں کہ ہم نے دیکھا ہے مرحوم ۔۔۔۔۔۔ لکھتے ہیں کہ کوئی مسئلہ نہیں دنیا بھر میں مفاد پرستاں ایسے امام غائب کے قائل ہیں

خود علی بن ابراہیم بن ہاشم کی شخصیت کے بارے میں علی داوئی اپنی کتاب مفاخر اسلام ج ۲ ص ۲۲۱ پر لکھتے ہیں علی ابراہیم مفاخر اسلام کے عنوان کے نیچے لکھا کہ علماء رجال نے ان کے نام کو اپنی کتابوں میں لکھا لیکن ان کی ۔۔۔۔۔ کا حق بنتے تھے نہیں کہا ہے

صاحب تفاسیر پر ملاحظات یادداشت کرنے سے پہلے یہ بات واضح وآشکار کرتا ہوں کہ میری تمام تصانیف قرآن ومحمد کے لئے مختص ہیں ان دو کے بعد ان دو سے ملحقات ثانیہ واسمہ رکھنے والوں سے ملے جب تک جرائم وموبقات کے مظاہر دیکھنے میں نہیں آئے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ فاسدہ وارثین نظام ۔۔۔۔ کرائی جنہوں نے اسلام سے انتقام میں اس کو نظام گمراہی میں بدل دیں اس کی تمہید کے لئے ذات پاک ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہمارے دو ناقل شیخین اسلام کو رجعت ۔۔۔۔ میں لینے کے لئے اپنے دین وعلم کو داؤ پر لگا یا اس کے لئے علماء علم الرجال کی کتب سے تحدی کیا کتاب اللہ کو احادیث غلات مردہ سے باندھا اور عجیب وغریب استدلال خرطہ قتات کیا اسی بارے میں چند آیات کی تفسیر انہوں نے کی ہے اس کا نمونہ احزاب ۳۳ پیش کرتا ہوں انہوں نے کلمہ اہل بیت کو زوجات نبی کریم سے حذف کر کے علی فاطمہ وحضرات حسنین کے لئے مختص کیا اس کے لئے پھر چند آیات سے استدلال پیش کیا تمام عربی کلمات کے ایک معنی موضوع لہ ہوتے ہیں باقی بطور مجاز ہوتے ہیں قرآن بغیر قرآن استعمال کرتے ہیں اس کو مصادیق کلمہ کہتے ہیں اہل بیت کا اصل موضوع لہ زوجہ ہے باقی تمام مستعملات بطور مجاز استعمال ہوتے ہیں

تبین قرآن میں بندش تحریف قرآن کی تشویق:۔

علوم القرآن عن المفسرین ج ۳ ص ۲۴۹ پر شیعہ اور سنی دونوں کی طرف سے فہم قرآن میں

عقل استعمال کرنے والوں وعید نار دیا ہے جبکہ قرآن کو مختلف طور طریقہ سے تحریف کرنے والوں کو اعزاز مفسر دیا جاتا ہے۔کراچی کی محفل خراسان کے امامم جماعت قرآن کو عربی تلاوت کرنے سے روکنے کیلئے اردو پارے بنائے تھے ان کو مفسر کا لقب دیا گیا۔قرآن کو چھوئے بغیر تراجم کو کاٹ کوٹ کر ترجمہ کرنے والے بھی مفسرین ہیں۔یہاں سے بہت سے سیکولروں کی ہمت بنی ہے،اس بارے میں ایک حکایت نقل کرتے ہیں۔ایک گرم علاقے کا رہنے والا سرد علاقے میں پہنچا،صبح سویرے باہر دیکھنے کیلئے نکلے تو ایک کتا بھونکتا ہوا آیا،اس نے پتھر مارنے کیلئے اٹھانا چاہا تو پتھر برف میں جما ہوا تھا نہیں ہلا۔اس نے کہا یہاں کے لوگ بھی کتنے برے ہیں بھونکنے والے کتے کو آزاد چھوڑا ہوا ہے اور خاموش ساکت پتھر کو باندھ کے رکھا ہے۔اس میں تحریف کرنے والوں کو اعزاز دیا جاتا ہے۔

جن علماء نے کلمات قرآن کے معانی لغوی اور صیغہ باب اور سیاق وسباق سے آنکھ چرا کر احادیث سے معانی اخذ کرنے پر جبر وتشدد مظاہرہ کیا ہے کوئی مسلمان انکو بے قصور بے طرف حسن نیت والے نہیں گرداں سکتے ہیں لیکن یہ علماء یہاں تک محدود نہیں رہے ان کے عزائم ومنویات بہت حد تک تجاوز وتعدی کیا ہے وہ ہر طرف سے قرآن کو اٹھانے والوں کو مطعون افراد میں شامل کرنے پر مصر رہا ہے بلکہ ان کے اس عمل بغض جہات کی طرف سے پذیرائی ملنے پر انہوں نے بطور مستقیم خود قرآن کو نشانہ بنایا قرآن کے بارے میں کیا قرآن ایک کتاب محرف بے ربط غیر منظّم کتاب ہے کتاب ناقص جامع کامل کتاب امام علی ہے مصحف فاطمہ جس میں تمام علوم اولین وآخرین پایا جانیکی انسان تو دور کی بات جن۔۔۔۔۔۔ایسی نہیں دیکھی ہیں اگر دیکھا بھی ہے ایک۔۔۔۔۔۔۔۔انسان ولو کل کہا جائے رب کا مقابل نہیں کرسکتا ہے اس کتاب نافہم گونگ غریب ہے اس شعرا اور اشعار کے بغیر نہیں سمجھ سکتا ہے کیا یہ اندر کی۔۔۔۔اسلام دشمنی کی نشاندھی نہیں کرکے

تفسیر القرآن بالماثور

مقدمۃ التفسیر التبیان واعلم ان الروایۃ ظاہرہ فی اخبار صحابنا بان تفسیر لا یجور الا بالامر

الفصیح ۔۔۔۔۔۔۔۔۔وعن الائمۃ علیھم السلام الذین قولھم حجۃ کقول النبی قان القول فیہ بالرای لا یجور وروی العامۃ ذالک عن النبی انہ قال من فسر القرآن برایہ واصابہ الحق فقداخطاء ذکرہ جماعہ من التابعین وفقھاء المدینہ القول فی القرآن بالرای شیخ طوسی نے لکھا ہے اخبار ورواہ از اصحاب سے منابر تفسیر قرآن بدون روایت صحیح جائز نہیں وہ روایت نبی کریم اور آئمہ طاہرین جنکے قول قول نبی جیسا حجت ہے قرآن رائے پردازی جائز نہیں اگر رائے مصیبت بھی خطا ہو گی اس بیان میں چند ملاحضات پائے جاتے ہیں۔

۱۔قرآن کی تفسیر اثر صحیح بغیر نہیں کر سکتے ہیں ابھی تک کوئی تفسیر قرآن کرنے والوں میں سے کسی نے تفسیر سے متعلق روایات کی اسناد متون دونوں پر خود تحقیق کیا ہو سنا نہیں ہے۔

۲۔اثر کے معنی یہ ہیں راوی نے رسول اللہ سے منسوب پایا ہے

۳۔ نبی کریم آئمہ کے اقوال حجت گردانا کا حق کس آیت سے ملتا ہے کیونکہ چند آیات میں رسول اللہ سے وکالت نفی کیا ہے تو آپ ہمارا وکیل نہیں ہے۔

۴۔قرآن فہمی میں رائے یعنی شناخت معانی کلمات قرآن کے عقل استعمال کرنا کیوں غلط ہے۔

۵۔اگر کوئی مطابق کلام معنی اخذ کیا ہے تو کیوں یہ غلط ٹھہرایا گیا

۶۔ نبی کریم سے کتنی آیات کی تفسیر وارد ہوئی ہیں کیا تمام آیات کی تفسیر ہوئی ہے یہ کہاں سے ثابت ہے۔

۷۔اس بیان سے آیات کا استقلال ختم ہو جاتا ہے۔

روائی میں جمع مخلوط از صحیح وسقم ہے پر ہے ناقلین اسناد ۔۔۔ضعف ومخدوش اسناد کثرت کتب میں نقل سے پر کرنا ہے یہ سب انکے استدلال کو مخدوش کرتے ہیں خصوصا جہاں احادیث کلمات سیاق وسباق آیات اس تفسیر کو کمال قہر وغضب کرتا ہے یہ کونسا انصاف ہے اس حد تک عبارات آیت دیکھنے سے آنکھیں بند کر کے غیر مربوط احادیث کے آیا تا کہ معنی کریں یہ سلسلہ قرآن کریم کثیر آیات کے

ساتھ کیا گیا ہے۔

تفسیر آیات

تفسیر آیات آیت کے کلمات سے دور باریک معانی اخذ کرنے کو کہتے ہیں ذرا توجہ کریں حق کلام یہ ہے پہلے مرحلے میں کلام کسی چیز سے یا کسی عناصر سے بنتے ہیں بیان کریں کلام فعل اسم حرف سے بنتے ہیں فعل کی تین اقسام ہیں ہر ایک کے معنی دوسرے سے مختلف ہے ماضی مضارع امر اسم میں اسم ذات اسم صفات اسم فاعل اسم مفعول اسم مصدر صفت مشبہ بالفعل پھر حروف سے کیا معانی نکلتے ہیں پھر اس سے پہلے بعد میں واقع کلام سے جوڑنے کے بعد کیا معنی نکلتے ہیں پھر اہل فکر سے کہیں اس سے زیادہ کوئی اور معنی اخذ کر سکتے ہیں اسکو کہیں گے تفسیر لیکن قرآن کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کیا گیا قرآن سے سلوک بدنیتی پر مشتمل تھا سوال بعض افراد انکی اپنی ذاتی قرآن سے لگا شغف یا کسی موضوع میں قرآن کی نقص نظر یا قرآن میں حروف کا کردار صفت منہ کا زیادہ استحصال ان موضوعات لکھنے والوں کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ وہ معانی کو آیت سے استناد کریں یہ انکی اپنی ترجیح ہوتی ہے کسی کو اسکا علم کم ہوتا ہے خاص کر مذہبی معاشرے سے دور علمی حلقہ میں رہنے والے آیت سے ہی نکالتے ہیں لیکن فرقوں سے وابستہ یا انکے قاید عمائدین یا ان سے وابستہ یا انکی خواہش پر تفسیر لکھنے والے وہ آیات کلمات پر کم توجہ دیتے ہیں وہ اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کی طرف زیادہ توجہ دیتے ہیں لہٰذا اس حلقے کے افراد کی لکھی ہوئی تفاسیر صحیح معنوں میں تفسیر بالرائے کہلانے کی مستحق ہے وہ قیل وقال جمع کرتے ہیں ہر جگہ مافوق کلام مافوق بشر غیر عادی چیزوں کو جمع کرتے ہیں مثلاً سورہ یوسف کلمہ وشھد شاھد کو طفل شیر خوار بتایا ہے آپ نے طفل شیر خوار کہاں سے نکالا ہے کلمہ شاھد سے نکلتا ہو کوئی نہیں نکال سکتا نحل ۴۰ سے ''**وقال الذی عندہ علم من الکتاب**'' سے آصف بن برخیا کہاں سے نکالا کوئی کہتا ہے وہ سلیمان کے دفتری مسئول تھے کوئی کہتا ہے اسکے داماد تھے کوئی کہتا ہے اسکے جانشین تھے۔

تفاسیر غیر مربوط بکلمات۔

دنیا میں بسنے والے تمام انسان مسلم وکافر دمشرقی ومغربی شمالی جنوبی عالم دانشور فقیر غنی سب کی مشترکہ چیز بغیر کم وبیش زندگی افہام وتفہیم پر متوقف ہے افہام تفہیم میں ہی زیادہ متداول چیز بھی الفاظ وکلمات جملات ہوتے ہیں پھر مجازی معانی قرائن وشوائد کے ساتھ لیتے ہیں اس کی ادبی ادائیگی کہتے ہیں لہٰذا عرف عام میں نا سمجھ مفہوم کلمات کو کلمات غریب غیر فصیح کہتے ہیں آسان فہم کلمات کو فصیح وقت حالات سامع کے قوۃ ادراک کے مطابق گفتگو کو بلیغ کہا ہیالہٰذا قرآن کریم جو کہ عامۃ الناس اعم از مسلم وکافر منافق سے خطاب ہے اس بات کی دلیل ہے یہ کتاب افہام وتفہیم صرف الفاظ اور کلمات کے معانی کے تحت ہی ممکن ہے اس قاعدہ کلیہ سے یہ نتیجہ بخوبی اخذ کرسکتا ہے قرآن کی آیات کلمات کا معانی الفاظ سے اجنبی غیر مربوط کرنا قرآن کے ساتھ خیانت تصور ہوگی دوسرے مفہوم میں قرآن کو معطل قرآن کو میدان تطبیق سے بدر کرنے کے مترادف ہے اگر تفاسیر روائی کا جائزہ لیا جائے کم سے کم ۸۰ فیصد آیات کے بارے میں وارد روایات اجنبی ہی ملیں گی ان میں سے بھی خصوصی طور پر ان آیات کو نشانہ بنایا جو ہر انسان مسلمان کو سمجھنا ضروری ہے اس حقیقت کے تناظر میں دیکھا جائے تو سطحی ذہن مجاملات تملقات سے گریز موقف رکھنے والے یہ کہیں گے یہ موقف صرف باطنیہ کا رہا ہے سنی شیعہ دونوں باطنیہ نعل بہ نعل ہے یہاں سے یہ نتیجہ اخذ کرسکتا ہے دنیا بھر میں مذہبی حکمرانی باطنیہ کی ہے شیعہ اور سنی ان کی مستعارہ ہے۔

بطور مثال سورۃ شمس میں شمس سے مراد رسول اللہ اور لیل سے مراد آئمہ جور ہیں۔ یہ تفسیر متن درست نہیں یہاں عالم مادہ والوں سے خطاب ہے عالم مادہ میں رہنے والوں سے خطاب مادہ میں رہنے والوں کی روشنی اس شمس مادی سے ملتے ہیں جسے کافر وملحد ومومن سب مستفید ہوتے ہیں حضرت عالم روحانی کے رہنما ہے ان کی رہنمائی مخصوص ایمان لانے والوں تک محدود تک ہے مصنوعی کے لئے

تفاسیر کے مصادر میں تحقیق

کسی شخص یا جماعت طائفہ واقفہ کے بارے میں دیے گئے کتب روایات سے اسناد دینے سے ثابت حقیقت نہیں بنتے خود مصادر کے بارے مین بھی تحقیق کرنے کی ضرورت ہے کہیں یہ کتب مزرورہ خود ساختہ ہو یا مولفین افراد مطعون ہوں۔ رواہ کذاب ہو، ۲ زیادہ کتب کے حوالے دینے سے راویوں کی تعداد بڑھانے سے متواتر مستفیض بنانے سے بھی ثابت نہیں ہوتی کثرت دلیل حجت نہیں ہے اقوال واقعات کی نقولات کی اسناد سے پہلے امتوں کے بارے میں تحقیق پہلے کریں اگر متن عقل سلیم آیات قرآن سے متصادم متعارض ہو کتب کی ڈیر لگائیں راویوں کی لمبی فہرست پیش کریں تیلی برابر قیمت نہیں رکھتی عصر معاصر میں قصہ کورونا کی حقیقت اور مصنوعیت کی ابھی تک فیصلہ حقیقت ثابت نہیں ہوئی ہے کیا ڈرایا بچایا ہے اس اصول مسلمۃ کے تحت ہم نے فہم ودرک آیات قرآن کے لئے کلمۃ تفسیر تاویل پر تشویش طاری ہوئی دنیا بھر میں تمام عقلاء کی نزدیک اثبات نفی خود کلام میں موجود کلمات امر فصل حرف سے معانی اخذ کرتے ہیں اس کلام کے مطابق جزاء سزا صحت غلط صدق کذب کا حکم صادر کرتے ہیں چنانچہ جہاں کہیں کوئی مطلب معمہ ہو جائے متکلم سے وضاحت طلب کرتے ہیں اس جملہ کا کیا مطلب ہے اگر اس نے جملہ سے باہر کوئی معنی پیش کیا تو کہتے ہین کلام سے یہ معنی اخذ نہیں نکلتے آیات قرآن کے معانی کی توضیح کے لئے کلمۃ تفسیر تاویل بدنیتی خیانت سازش پر مبنی ہے تفسیر کیوں تاویل اس بدنیتی پر مبنی ہونے کی تائید قواعد تفسیر میں فہم قرآن قرآن سے، فہم قرآن سنت سے فہم قرآن اصحاب واہلبیت سے، فہم قرآن اشعار عرب سے آخر میں کلمات مستعمل کے لغوی معنی سے ہماری تشویش کو تقویت ملی یہاں سے ہم نے تفاسیر سے متعلق کتب کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا تفاسیر قرآن سے نزدیک کے لئے قرآن سے دور کرنے کے لئے بنایا ہے۔

اس میں خیانت بدنیتی کو چھپانے یا تفاسیر ہونے والی اشکالات اعتراضات کو روکنے بے اثر کرنے کے لئے دو قسم کے مد مقابل معارض مفسرین ترتیب کی ایک دوسرے کے خلاف رد میں لکھیں تا کہ ان دونوں میں قضاوت میں مصروف ہو جائیں۔

۲۔ بعض علماء کو تفاسیر قضاوت کرنے کے لئے انتخاب کیا انہیں بھی دو گروہوں میں ضد و نقیض بنایا اصل

قرآن سے اعراض کرنے کی پالیسی کو محفوظ رکھا اس کو کوئی نہ چھیڑیں۔

۳۔جن جن آیات کی وضاحت انتہائی ضرورت تھی انہی آیات کو تفسیر کر کے مزید قیل وقال بنایا ہے بطور مثال قصہ خلقت آدم وحوا جنت اکل شجر تعلیم کتاب قیل وقال سے پر کیا ہے ۲ اعراف ۱۷۲ آیۃ ذر مصر کے آراء مفسرین رہا عالم برزخ قبر میں حساب سوال جواب قرآن سے ہٹ کر روایات بنایا اولی الامر آیۃ تقلید آیۃ مودۃ حتی خود تفسیر کرنے نہ کرنے کے مسائل سے امت کو سرگردان کیا۔

چھوٹی سی سورہ کوثر کے لئے ۲۶ اقوال بنائی۔مفسرین کے سروں پر تاج لگایا۔

ان شکوک وشبہات نے ہمیں خود تفاسیر کے بارے میں تحقیق پر وارد کیا۔شیعہ سنی دونوں کی تفاسیر کی مصادر کی برگشت ان ذوات کی طرف ہوتی ہے۔

۱۔عبداللہ بن عباس ۲ عبداللہ بن مسعود ۳ ابی بن کعب ۴ علی بن ابی طالب

اصل تحقیق کو ان چاروں سے منسوب تفاسیر کے بارے میں درج ذیل نکات پر بحث وتحقیق کرنے کی ضرورت واجب ہے اگر خود کو مسلمان سمجھتے ہیں اور قرآن کو دین کی اساس اول سمجھتے ہیں تو پھر اس کو قیل وقال سے بھر کر فسطائیت میں تبدیل کر کے دیکھتے رہیں گے۔دنیا میں مزید ذلیل وخوار بدبخت ہو جائیں گے آخرت میں قہر وغضب اللہ کا مستحق قرار پائیں گے ٹھکانہ جہنم ہونگے اور کافرین کے ساتھ محشور ہونگے۔

آیئے ان چاروں کے بارے میں جن نکات پر بحث ضروری ہے بحث کریں گے

۱۔ان سے منسوب تفاسیر کی کتابوں کو دیکھیں وہ کب کی لکھیں ہیں کس نے لکھی ہے جن لوگوں نے یہ تفاسیر لکھیں وہ لوگ کیسے تھے جاننا ضروری ہے۔

ان سے منسوب کتب تفاسیر پر تحقیق کریں۔

۲۔ان تفاسیر جمع روایات راویان کون ہے کسی حد تک قابل توثیق اعتماد ہے علم رجال میں دئے گئے لا حول سے گذرنا ہوگا۔

۳۔صدر اسلام میں نبی کریم کوئی حلقہ درس تفسیر کے لئے کوئی وقت مقرر کئے تھے یا کوئی خلیفہ بنائے

تھے اب کے بعد یہ ذوات اپنی جگہ یا مسجد میں تدریس کرتے تھے تا کہ ان کے علم قرآن دوسروں تک پہونچائیں یا سب فرض بات ہے۔

۴۔خود یہ حضرت حقائق لواھی قرآن سے آشنا سے کہا ابن مسعود تمام معانی قرآن جانتے تھے یا اچھی آواز میں تلاوت کرتے تھے۔قاری حافظ قرآن تھے یہ ثابت کرنا ہوگا۔

۵۔ان تینوں کے علم قرآن کی برگشت علی ابن ابی طالب سے دیتے ہیں کیا علی تمام آیات قرآن کے معانی رموز جانتے تھے علی حقائق معارف قرآن تمام چاہتے تھے جس کا آپ خود نے دعواء کیا ہے کہ میں تمام آیات کی شان نزول نہ جانے تو معنی اخذ نہیں کر سکتے ہیں۔

جو دعویٰ علم قرآن علی سے نسبت دی ہے دشمنان علی نے دی علی کی شان ان سے افضل وارفع ہے۔

قرآن فہمی حدیث کے بغیر ممکن نہیں یہ قرآن فہمی کے لیے نہیں بلکہ قرآن سے دور کرنے کے لیے ہیں اس کے بہت سے شواہد پائے جاتے ہیں ایک بڑی شاہد تفسیر سورہ کوثر ہے کتب تفاسیر میں جو مطالب پیش کئے ہیں ان تمام احتمالات سے جن احتمالات کو انتخاب کیا گیا ہے کہ کوثر سے مراد خیر کثیر لیا خیر کثیر اپنی جگہ ایک مفہوم مبہم مجمل ہے جو وضاحت طلب ہے یا جنت میں نہر ہے یا ذریۃ از نسل فاطمہ ہے۔فصل سے مراد عید کی نماز نحر سے اونٹ کی قربانی یا تکبیریں،رفع یدین یا قبض یدین سب شان نزول ،سیاق وسباق کلمات سے ہٹ کر معانی بنائے ہیں۔اس اصول بدنیتی عزائم سوء،اعراض از قرآن کی تجدید کے علاوہ کوئی اصول وموازین تفاسیر کلمات عقلاء عالم سے مطابق نظر نہیں آتے ہیں یہ تفاسیر آیت سے تنہا غیر مربوط ہی نہیں بلکہ اجنبیت کوثر بے معنی بے صحت کے علاوہ کچھ نہیں بتاتے ہیں ۔اب ہم آتے ہیں خود کلمات سورہ ،شان نزول ،وقت نزول کے دشمنان کے علاوہ عصر معاصر کے عمائدین مشرکین وعمائدین منافقین فرق کے ارمان وآرزو کا جواب خود قرآن سے پیش کرتے ہیں۔

قرآن کی عقل سے تفسیر

یہ عنوان دو متضاد مفہوم رکھتا ہے دوم پہلے یعنی قرآن خالص عقل کی بنیاد پر سمجھیں عقل اولی ہے اگر عقل نے مسترد کیا تو ہم نہیں لیں گے یہ نظریہ کھلا غلط ہے اگر عقل میں اتنی گنجائش طاقت قدرت ہوتی ہے تو ضرورت بعثت انبیاء بھی نہیں رہیں جیسا کہ مسلمان معتزلین قدیم وجدید کہتے ہیں اگر اس عنوان کے تحت تفسیر تحریف تبدیل قرآن ہوگا قرآن کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی۔

پہلی صورت کلمات قرآن اسم فعل حروف قرائن وشواھد کی روشنی میں بیان کریں یہ وہی دعوت قرآن ہے معتزلہ ہے۔

پہلے یہ واضح ہونا چاہیے عقل کسے کہتے ہیں عاقل کون ہوتا ہے عقل کا کیا کردار ہوتا ہے عقل مقتول کی دیت میں دی جانے والے اونٹ کو مقتول کے وارثین کے دروازے سے باندھنے کو کہتے ہیں اسی مناسبت سے ہر وہ چیز جو انسان کو غلط حرکات سے روکھتا ہے اس عنصر کو عقل کہتے ہیں۔

یہاں پر ہلاکت آمیز فساد برائیوں سے روکنے کو عقل کہتے ہیں عاقل وہ ہوتا ہے جو اپنا نفع نقصان درک کرے اور اپنا مال بیہودہ چیزوں میں ضائع نہ کرے کیا عقل کا ہر کردار بری بات ہے عقل کو ایسے اقدامات سے روکنا چاہیے وہ کون ہوگا جو عقل کو اپنے نفع مقصان کی تمیز دے اگر عقل کا مفہوم یہ ہے کہ عقل انسانوں کو نفع پردازی کی طرف دعوت دیتی ہے نقصان خسارے سے روکتی ہے تو یورپ کے انسانوں کی عقل نے کیوں مسلمانوں کو یرغمال بنا کے رکھا ہے کیوں نہیں روکتے کیوں کشمیر فلسطین عراق شام اور اافغانستان کو ویران و برباد کیا ہوا ہے کیوں عقل نہیں روکتی اس عقل کو باغی کہیں گے کوئی دیوانہ انسان نہیں ہونگے انکو دیوانہ کہیں تو معلوم شر فساد قتل وغارت وسرقت فحاشی یہ سب عقل والے ہی کرتے ہیں تمام شیطانی کام عقل والے ہی کرتے ہیں شیطانی عقل سے جھوٹ بولنے واکے کو عاقل کہا جاتا ہے کوئی انکو دیوانہ نہیں کہتا ہے خالق انسان خالق وجدان کا کلام جو وحی کے ذریعے رسول امین پر نازل کیے تا کہ انسانوں کو راہ راست پر لگائیں اسکو۔۔۔کر کے بلا وانفاق سے۔۔۔۔۔کے کلام کو جا گزیں عقل ہی سے کیے تھے

تفہم وتعقل قرآن

نہج قرآن فہمی ابھی تک واضح انداز میں متعارف نہیں ہوا ہے قرآن فہمی کا ایک منہج یہ بھی ہے اکثر علماء کے خطور میں بھی نازل نہیں ہوا ہے اسکی بنیادی وجہ کلی طور پر قرآن سے اجنبیت دوریت رکھنا ہے قرآن فہمی کو درسگاہوں کے نصاب میں شامل نہ کرنا واضح قرینہ ہوسکتا ہے درسگاہوں کے رائج نصاب کے دروس کیلیے ایک نہج معین ہے اسکی ایک تمہید ہوتی ہے اس تمہید کو پڑھے بغیر وہ نصاب میں داخل نہیں ہوسکتے ہیں علم نحو پڑھنے سے پہلے علم صرف پڑھنا ضروری علم فقہ پڑھنے سے پہلے اصول فقہ پڑھنا ضروری ہے علم فلسفہ کیلیے علم منطق پڑھنا ضروری ہے جسکو انہیں پڑھنا ہے پہلے انکی زبانوں کو پڑھنا ضروری ہے لیکن قرآن چونکہ نصاب میں شامل نہیں لہذا فہم قرآن کیلیے کوئی اصول بھی وضع نہیں ہے یہاں انسان مسلمان درس قرآن کیلیے دوراستے سے داخل ہوتے ہیں ایک شوق وشغف قرآن میرے نبی پر نازل کتاب ہم اسکی تلاوت کرتے ہیں کتنا دلکش ہے ہم کیوں اسکا معنی سمجھنے کی کوشش نہ کریں چھپ کر کوئی قرآن کے بارے لکھے کتاب پڑھتے ہیں یہ شخص قرآن کو پڑھنے کیلیے بے نہج بے اصول پڑھتے ہیں بے اصول پڑھنے والوں کی سمجھ میں بہت کم آتے ہیں کسی نتیجہ پر پہنچتے ہی نہیں دوسرے قرآن پر نقد کرنے والے قرآن سے لوگوں کو دور کرنے کیلیے قرآن میں خامیاں گھڑنے والے قرآن کا درس دیتے ہیں جیسے تفسیر صافی کا درس لوگوں سے بچاکے درس دیتے ہیں لہذا بڑی بڑی ہستیاں علمی نبوغت رکھنے والے شوق وشغف رکھنے والے ایسے علوم وامور میں معروف نہیں ہوتے ہیں مرعوب کتاب غیر مطلوب کتاب ہے آغائے خوئی اجتہاد پر فائز بغیر قرآن فہمی وارد ہوتے تھے بغیر اصول وارد قرآن ہوتے تھے لیکن انکے پاس صلاحیت وقابلیت تھی اسمیں معروف ہوئے لوگوں کو پتہ چلا انوں نے روک دیا مرحوم باقر الصدر بھی ایسے ہی تھے

تفسیر قرآن بہ سنت۔

قرآن کریم کی تبیین وتوضیح سنت سے کرنے کے دلائل سورہ نحل ۴۴ سے کرتے ہیں اس سلسلے

میں علماء دو گروہوں میں تقسیم ہوئے ہیں

۱۔بعض علماء نے بتایا ہے کہ نبی کریم نے تمام قرآن ہو بہو بتایا ہے جس طرح الفاظ بتایا ہے جس کے لیے نحل ۴۴ سے استدلال کرتے ہیں یہ آیت جہاں بیان الفاظ بتاتے ہیں بیان معانی بھی بتاتے ہیں یقیناً نبی کریم بیان کیا ہوگا ورنہ نبی کریم کو قصوروار ٹھہرایا جائیگا جیسا کہ تفسیر ابن کثیر ج اص ۱۳ پر عبد قرطبی ج اص ۲۷

نبی کریم سے اصحاب سوال کرتے تھے یہ سب حدسیات تخمینات تخرصات ہیں جس طرح جانشین والے کہتے ہیں ورنہ رسول اللہ قصوروار ٹھہرے گا۔

سنت اور قرآن۔

سنت قرآن میں تین درجے ہیں

۱۔ موکد قرآن آیا موافق قرآن

۲۔تخصیص عام اور تقید مطلق اور تفصیل مجمل تخصیص العام نساء ۲۴ لا تنکح المراہ علی عمتا مسلم ج ا ص ۲۸۹ بتخصیص الآیہ تقید المطلق حج المطلق

قران نا قابل فہم ہونا آیات قرآن سے متصادم فصلت ۴۴

علم غیب مخصوص باللہ کوئی نہیں جانتا فصلت ۴۷

خیر مال کو کہتے فصلت ۴۹۔۵۱

قرآن عربی کتاب انداز ہے

ظالمین کے لیے ولی نصر نہیں شوری اصرف دنیا طلب کرنے والوں کو آخرت میں کچھ نہیں ملے گا شوری ۲ اللہ کے اللہ کے سوا کوئی نہیں شوری ۲۱

تفسیر قرآن

قرآن کریم کے مفاہیم و معانی لطائف و دقائق جو اس کتاب کی پہچان و شناخت ہے نبی

کریمؐ نے بیان کیے تھے ہم تک پہنچے ہیں یانہیں اخبار متضارب متعارض ملتے ہیں لیکن جو کچھ اسوقت مسلمانوں کے پاس تفاسیر قرآن کے نام سے موجود ہے جس فرقے متضارب ہے ان سے منسوب تفاسیر بھی کچھ مختلف ہے سوائے وہ نکات جو متن قرآن کے خلاف ہے اس میں ان کا اتفاق نظر آتا ہے انکا مرکزی نقطہ آیات قرآن کو بیان کرنا نہیں بلکہ قرآن کو مزید غموض معمہ پیچیدہ نا قابل فہم وادراک بنانے پر تلے ہوئے ہیں یہ ہمارا دعوٰی ہے اسکی دو دلیل ہیں

ایک خود تفاسیر حاضر یہ تفاسیر قرآن کی تبیّن وتوضیح کرتی ہیں یا یہ تفاسیر مسلمانوں کو قرآں سے دور ور اجنبی کرتے ہیں اسکے تمام شواہد ایک فرد واحد کیلیے تو امکان نہیں بلکہ اسکے لیے اجتماعی کاوش کی ضرورت ہے لیکن کچھ نمونے اور مثال یہاں بیان کرتے ہیں تفاسیر جو اسوقت یعنی ۱۴۴۲ھ میں ہمیں میسر ہیں اور عصر نزول اس تک آیات قرآن ہمیں پہچانے کیلیے جو واسطے ہیں وہ دو ہیں ایک واسطہ خود کتاب ہے اور رواہ ہیں۔ دوسرا وہ رواۃ ہیں جن سے یہ تفاسیر نقل کیا ہے وہ مفسرین ہیں آیات قرآن سے متعلق جو جمع کی ہیں اور ان سے مفسرین نے نقل کی ہیں عصر نزول قرآن میں جن شخصیات کا نام لیتے ہیں انکو ہم سامنے لائیں گے یہ ہستیاں کیسی تھیں اور انکے مفسر بننے کی وجوہات کیا تھیں۔

تفسیر ابن عباس پہلے ابن عباس سے تفسیر قرآن نقل کرنے والوں کو دیکھنا ہے وہ لوگ کون تھے علماء رجال انکے بارے میں کیا کہتے ہیں کتاب تفسیر مفسرون ہادی معرفت ج اص ۲۹۵ پر لکھتے ہیں اسکے راوی مجاھد بن جبیر جنکا ذکر ابن ندیم نے الفھر ست میں کیا سے دو روایت ہیں ان میں سے ایک حمید بن قیس دوسرا ابی نجیح یسار ثقفی کوفی متوفی ۱۳۱ھ سے ان کے بیٹے ابو یسار عبداللہ بن ابی نجیح اور ان سے ورقا بن عمر الیشکری یہ کتاب ۱۳۶۸ھ کو پاکستان میں نشر ہوئی

۲۔ تفسیر ابن عباس عن الصحابہ لابی احمد عبدالعزیز بن یحییٰ الجلو دی ۳۳۲ھ سے نقل ہے نجاشی نے کہا الجلو دی الازدی بصری ابو احمد شیخ البصرہ وہ امام باقر کے اصحاب میں سے تھے

۳۔ تفسیر ابن عباس موسوم تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباس یہ چار جلد ہے تالیف محمد بن یعقوب الفیر وز

آبادی صاحب قاموس (۷۲۹ـ۸۱۷) آغائے معرفت لکھتے یہ تفسیر مجہول السند ہے
تفسیر ابن عباس کی قدر ابن عباس کے مصادر تفسیر میں سے ایک علم الانساب عرب تھے۔
۱۔انساب عرب جانتے تھے بے قیمت علم ہے قرآن سے کوئی تعلق نہیں رکھتا کیونکہ جاہلیت نسبی چلتی تھی یہ دوسرے نمبر کی نسل بنتے تھے گزشت زمان کے وہ دعوی اصل کرتے تھے اسلام میں ازدواج علی روش الاشہاد ہوتے ہیں قذف سے منع کیے تھے یہ جاہلیت کا علم تھا
۲۔وہ علم فقہ جانتے تھے غلط ہے علم فقہ کا مبتکر ابوحنیفہ م ۱۵۰ھ تھے علم فقہ عبداللہ ابن عباس کی وفات کے چالیس پچاس بعد وجود میں آیا
۳۔حضرت علی سے لیتے تھے

ا۔حضرت علی سے جو علوم کی نسبت دی ہے باطنیہ نے علی کو افسانوی عنقائی بتانے کیلیے کرتے ہیں وہ علی سے ایک قسم کی عداوت وانتقام لیتے تھے کیونکہ خود کو اسلام کا مدافع پیش کیے تھے سب ابوبکر و عمر کے ردیف میں کیا ہے باطنیہ اسلام کے خلاف حصون بروج سے مدافعیان اسلام کو نشانہ بناتے تھے گولیاں برسائی ہیں انہوں نے ابوبکر عمر عثمان عائشہ کو سب وستم کا نشانہ بنایا ہے اسکا جواز چاہیے تھا انکے پاس انکو سب کرنے کا کوئی جواز نہ تھا اس لیے انہوں نے علی اور ابوبکر میں خصومت کی کھائی انہوں نے اسکا جواز یہ پیش کیا کہ یہ حضرات علی کے خلاف تھے غاصب حق علی تھے علی کا کیا حق مقدمہ بنایا فدک زہراء کا حق تھا انہوں نے چھین لیا غلط ہے بے بنیاد ہے
۲۔خلافت علی کا حق تھا کہاں کس نے علی کو دیا ہے جبکہ یہ منصب کی رو سے سوائے انبیاء کسی اور کو اللہ کی طرف سے ناممکن ہے یہ منصب بنی ہاشم کا نہیں تھا جو ابوطالب کے بعد علی کو وراثت میں ملا اگر ابو طالب کا حق ہوتا تو جعفر وعقیل کو بھی ملنا چاہیے
۳۔پیغمبر کی وراثت تھی جو زہراء میں منتقل ہوئی تھی وراثت مناصب اجتماعی سیاسی صنف اناث میں منتقل نہیں ہوتی ہے
۴۔نبی کریم کے پاس نبوت تھی خاندانی منصب نہیں تھا یہ الٰہی منصب تھا آپکے پاس امانت تھی نبوت

محمد کے بعد ختم ہوگئی امارت کسی کا حق نہیں ہوتی تو انہوں نے علی سے علوم نسبت دیئے علی اعلم تھے علی میں سوائے علوم شریعت جو رسول اللہ کی صحبت میں رہ کر حاصل کیا ہے اور کوئی ذرائع متصور نہیں تھے اتنے علوم کہاں سے اور کیسے منتقل ہوئے وہ طریقہ بتقئیں اس کیلیے نہج البلاغہ ۱۹۰ کا حوالہ لکھنا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔خطبہ علی کا نہیں اسکی سند مرسلات ہے اسکے علاوہ متن بھی غلط ہے

تفاسیر کے مصادر اول

دنیا کی ہر چیز کا ایک مصدر و مآخذ منبع و مرجع ہوتا ہے اس سے اس چیز کی قدر و قیمت بنتی ہے ،اسی اصﷺل کے تحت عالم فکر و نظر ،علم و تحقیق کیلیئے مصادر مآخذ چاہیئے لہٰذا بعض کتاب کی ابتداء میں بعض داخل کتاب بعض آخر کتاب میں اس کی سند دیتے ہیں ۔اس اصول مسلمہ کے تحت قرآن کریم سے اخذ معارف معانی مطالب کیلیئے بھی مصادر و مآخذ چاہیئے ۔قرآن کریم کیلیئے تین قسم کے مصادر بنتے ہیں ۔

۱۔خود قرآن کریم کا مصدر کیا ہے؟ کہاں سے لیا ہے؟ معلوم ہے اس کا مصدر اللہ ہے ،محمد لانے والے ہیں ۔اللہ کی طرف سے ہونے کی دلیل خود قرآن کا تحدی ہے ۔

۲۔آیات کریمہ سے جو معانی انسان اخذ کرتے ہیں اس کیلیئے مصادر چاہیئے ، یہ مطلب یہ معنی اس آیت کریمہ سے آپ کہاں سے نکال لیتے ہیں ۔اس کیلیئے مصادر زبان عربی پر لکھی معاجم لسانی ہیں جو وقت نزول قرآن سے قریب لکھی ہو اس کیلیئے مفردات راغب ،مقائیس اللغۃ ،العین لسان العرب وغیرہ سے کرتے ہیں ۔

۳۔تیسرا مصدر آیت سے ہٹ کر معانی اخذ کریں یہ سب سے مشکل و دشوار اور صعب ،بعض قلیل الاطمینان بعید التوثیق مصادر ہوتے ہیں کیونکہ تفسیر آپ آیات قرآن کے کلمات فعل ،اسم حرف سے نہیں لی ہے ،اس مقصد کیلیئے فی زمانہ میں دستیاب کتب تفاسیر ہیں لیکن سوال یہ ہے اس کے آخر میں مصادر آتا ہے جو سب سے آخری ہو اس سلسلے میں علماء تفاسیر نے چار مصادر بیان کئے ہیں وہ یہ

ہیں۔

۱۔علی ابن ابی طالب

۲۔عبداللہ ابن مسعود

۳۔ابی ابن کعب

۴۔عنداللہ ابن عباس

کتب تفاسیر میں جاری وساری مصادر کا انتہاء عبداللہ ابن عباس اور عبداللہ ابن مسعود کو جاتے ہیں ان دونوں نے اپنی اسناد علی ابن ابیطالب سے دیا ہے امیر المومنین نے رسول اللہ سے دیا ہیا بن عباس سے منقول تفاسیر کی تو بھر مار ہے لیکن کہیں شاذ ونادر بھی علی سے انتساب نہیں ملیں گے اور خود امیر المومنینکی طرف سے تفسیر بھی نہیں چھوڑے۔تفسیر کا جو تصویر مفسرین نے پیش کی ہے وہ عصر رسالت میں نہیں تھے۔اس نوع کی تفسیر شاید تیسری صدی کے بعد وجود میں آئی ہو جس طرح دوسری صدی کے ایجاد کردہ اجتہاد کو نبی کریم سے استناد کرتے ہیں۔صحابی رسول کتاب تہذیب التھذیب ج٦ص ۲۵ پر آیا ہے آپ مکہ میں ایمان لائے حبشہ اور مدینہ دونوں کی طرف ہجرت کی سعد بن معاذ عمر صفوان بن عجال سے نقل کرتے ہیں رسول اللہ پر ایمان لانے والے آپ چھٹے شخص تھے رسول اللہ نے آپ اور سعد بن معاذ میں اخوت قائم کی ۳۲۔۳۳ھ کو کوفہ میں وفات پانے کا ذکر کیا ہے قاری تھے آپ نے ۷۰ سورے رسول اللہ سے سنے تھے

ابن عباس ابن عبدالمطلب ۱٦عمار یاسر ۱۷ابی سعید خدری ۱۸ابی طلحہ الانساری ۱۹ابو ہریرہ ۲۰معاویہ ابن ابوسفیان ۲۱عائشہ ۱۲۲سماء بنت ابوبکر ۲۳حویزہ بنت حارث ۲۴سودہ بنت خزیمہ ۲۵ ۲٦ام سلمہ۔۔۔۔۔

خود ابن عباس سے نقل کرنے والے فرزندان علی ۲محمد بن علی ۳قثم ابن عباس ۴عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس ۵سعید ابن عباس از اصحاب عبداللہ ابن عمر ابن خطاب ثعلبہ ابن المسلم مسور ابن مخزومہ ابو طفیل ابو یمامہم سہل بن حنیف سعید ابن مسیّب عبداللہ بن حارث بن نوفل خود انکے بیٹے عبداللہ ابن عبداللہ

حارث تفسیر ابن عباس کتاب کشف الظنون فی اشخاص فی الکتب والفنون ج ۱ ص ۴۳۸

تفسیر ابن عباس مختصر مخرجی ابن عباس اعلام زرکلی ج ۴ ص ۹۵ آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے ان سے صحیح بخاری اور مسلم میں ۱۶۶۰ حدیث نقل ہوئی ہیں عمر بن دینار نے کہا ہے مجلس ابن عباس اجمع لکل خیر ان سے منسوب ایک تفسیر ہے جو بعض تفاسیر سے جمع کی گئی ہے۔

اس سلسلے میں ہماری پاس دو کتابیں ہیں تفسیر و مفسرون تالیف محمد حسین ذہبی ہیں یہ کتاب ۱۸ محرم ۱۳۹۶ھ کو لکھی ہے دوسری کتاب تفسیر و مفسرون تالیف محمد ہادی معرفت کی ہے چودھویں صدی کے آخر میں نجف کربلا میں ایک جانی پہچانی شخصیت تھی فقہ کے درجہ اولی افقہ میں شمار ہوتے تھے ان دو تبصرہ نگار و تطبیق نگار نے مصادر اولی تفاسیر میں عبداللہ بن عباس کا نام لیا جاتا ہے تفسیر و مفسرون ذہبی ج ۱ ص ۷۰ پر لکھا ہے عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب نبی کریمؐ کی وفات کے موقع پر انکی عمر ۱۳ سال تھی انہوں نے ۷۸ھ میں وفات پائی انہیں بہت بہت علم کا ذخیرہ وسمندر متعارف کیا ہے اس سلسلے میں دیگر اصحاب نبی میں اتنا علم خاصکر قرآن میں اتنا رسوخ کہاں سے آیا ہے ذہبی نے اسکی چند وجوہات بیان کی ہیں

(۱) نبی کریم نے انکے حق میں دعا کی اللھم علمہ الکتاب والحکمہ خود اس کیا سند ہے یہ سند جعلی ہونا قرین قیاس نظر آتا ہے نبی کریم بعض کے دون بعض رحمت نہیں تھے ابن عباس کوئی موالی نہیں تھے انہوں نے جلدی عربی کو یاد کیا تھا وہ قریش الاصل تھے ان کے بارے میں نہیں آیا۔

(۲) آپ نے بیت نبوت میں پرورش پائی رسول اللہ کے ساتھ ہوتے تھے نبیؐ سے بہت یادہ سنتے تھے اولاد عباس ابی طالب اپنے گھروں میں رہتے تھے

(۳) اصحاب سے قریب نشت و برخاست رہتے، کلمات سنتے تھے یہ دین ہے احتمال مشکوک باتیں نہیں چلیں گیں بتاؤ کس کے اصحاب سنتے تھے۔

(۴) عربی لغت میں مہارت رکھتے تھے عربی غریب الفاظ کو جانتے تھے آداب ادائیگی جانتے تھے خصائص لغت کو جانتے تھے عربی شعر بہت زیادہ یاد تھے یہ باتیں ابن عباس سے علم تفسیر کی

توثیق کی بجائے تشکیک پھیلاتے ہیں۔ابن فارسی،ابن مصری،شامی،افریقی موالی نہیں تھے قریشی تھے،کیا۔۔۔وہ عربی لغت کو جانتے تھے؟خود کلمہ لغت اس دور میں مستعمل نہیں تھے،تیسری چوتھی صدی کے مستعملات میں سے عربی شعر جانتے تھے یہ ایک شخص کی عدالت کی توثیق ایک مجرم سے کرنے کے مترادف ہے شعر قرآن کے مردود ہے،ابن عباس کیسے اشعار جاہلیت سے شغف رکھتے تھے۔

(۵) وہ مرتبہ اجتہاد پر فائز تھے۔اجتہاد دوسری صدی کے پہلے پچاس کی ابتکار رہے،اس کا مبتکر ابوحنیفہ کے ابن عباس کی حیات کے متعلق فضائل کے بارے شہادت سے لگتا ہے شاید بنی عباس نے اپنے اقتدار کی سند کیلیئے ان کو اٹھایا۔

ان سے جو تفاسیر جوڑی گئی ہیں انکی اصالت وارزش کیا ہے اسکی تمام قدر و قیمت ان سے سیکھنے والے شاگردوں پر ہے ان کے تلامیذہ کون تھے کتنے باصلاحیت ولیاقت دیانت والے تھے اس شاگرد کا نام مجاہد ہے دیکھنا ہو مجاہد کیسی ہستی تھی اور اسکی لکھی ہوئی کتابیں کیسی ہیں

(۶) ابن عباس تفسیر قرآن کے بارے میں زیادہ تر اہل کتاب سے پوچھتے تھے

اگلا مرحلہ خود مجاہد کی قدر و قیمت کیا ہے اور مجاہد سے کس کس نے نقل کیا ہے اور کس حد تک معتبر ہیں عبداللہ ابن عباس کی تفسیر کہا جاتا ہے کہ ابن عباس مفسر قرآن تھے خود انکی ففسیر کے کیا مصادر تھے جو مفسرین نے مصادر بیان کیے ہیں وہ سب مشکوک ہیں۔

(۱) کیا پیغمبر نے انکے حق میں دعا کی تھی یہی بات عبداللہ بن عمر،ابوہریرہ اور عبداللہ بن عمرو عاص کے بارے میں بھی ہے کیا نبی کریم نے انکے علاوہ اقی اصحاب باوفا کو خازن علم بننا نہیں چاہتے تھے کیا وہ ذات علم سے بالاتر تھے یا یہ ذوات دلچسپی نہیں رکھتے تھے یا صلاحیت نہیں تھی بنانا تھا کہ صرف انکو دعا دی پیغمبر دین سکھانے کیلیے آئے تھے آپ رحمت اللعالمین دولت بنانے یا ذہین بنانے کیلیے نہیں آئے یا خاص خاص افراد کو شخصیات بنانے کے لیئے نہیں آئے تھے اگر ساری امت عالم ہوتی تو کیا نقصان ہوتا

(۲) بیت نبوت میں تربیت پائی اس تربیت کا مطلب کیا ہے تشریح کیا ہے کیا ابن عباس نبی کی کفالت میں رہے انکے گھر میں سوتے تھے بیت خاندان کا فرد تھے ایسے کیا پیغمبر کسی خاص شخصیت کو خصوصی درس دیتے تھے انکے دوسرے بھائی بھی تھے یا انکے والدان سے ایک بھی حدیث نہیں نقل ہوئی ہے۔

(۳) اکابر صحابہ کے ساتھ ہوتے تھے کس کس کے ساتھ ہوتے تھے بتانا اور ثابت کرنا ہوگا

(۴) لغت عربی میں مہارت رکھتے تھے اسکا کیا مطلب ہے کیا ابن عباس موالی تھے وہ نژادی طور پر اہل فارس روم والے تھے یا خاص قریش سے تعلق رکھتے تھے عربوں کی زبان ہے اسمیں یہ غیر عرب کی تعریف ہوسکتی ہے۔

(۵) وہ اجتہاد کرتے تھے لفظ اجتہاد دوسری صدی کا اختراع ہے اور انو حنیفہ کے ساتھ وجود میں آیا نبی یا اصحاب اجتہاد کیا کرتے تھے ثابت کرنا ہوگا اا جتہاد ایک کلمہ مدخولہ متولدہ ہے

(٦) ابن عباس اہل کتاب سے رجوع کیا کرتے تھے یہ تو بدتر ہے اہل کتاب جو خاص خاص ہیں انکی خیانتیں ثابت ہیں اہل کتاب سے پوچھ کر تفسیر کرنا سقم اسلام ہے

(۷) انہیں قدیم شعر یاد تھے یہ تو پہلے سے بھی بدتر ہے اسلام نے شاعری کو مذموم گردانا اور قرآن پیش کیا ابن عباس نے جو تفسیر قرآن پیش کی ہے تفسیر نہیں توضیح قرآن ہے جو ان سے نقل ہے اسکا ناقل مجاہد ہے اور مجاہد کتنے سال انکے ساتھ رہے دیکھنا ہوگا

تفسیر ابن عباس بروائت مجاہد ابن جبیر مجاہد ابوالحجاج المخز ومی متولد ۲۱ھ موثق ترین اصحاب ابن عباس ہیں کہتے ہیں میں نے تین دفعہ قرآن کو ابن عباس کے سامنے پیش کیا کہ یہ آیت کس کی شان اور کس مقام پر نازل ہوئی سفیان ثوری نے کہا ہے کہ تفسیر اگر مجاہد سے آیا ہے تو کافی ہے ذہبی نے کہا ہے امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مجاہد اپنے دور کے ثقہ امام اور فقیہ ہیں عالم علم حدیث تھے اعمش نے کہا ہے کہ ان سے علم پھوٹتا تھا ابن حجر کی کتاب تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۴۳۔۴۴ میں انکا نام آیا ہے۔

تفسیر ابن عباس فی المیزان

ابن عباس سے منسوب تفسیر کو چند مختبرات لیبارٹری سے گذارنے کی ضرورت ہے یہ دین ہے یہ اللہ کی کتاب ہے اس کو قیل وقالات پر نہیں چھوڑا جا سکتا جو اصول سب کے نزدیک مسلم ہے ان سے گذارنا ہوگا وہ مختبرات یہ ہیں

۱۔خود ابن عباس کی شخصیت ہے۔ ۲ ان کی علمی ماخذ کیا تھے۔ ۳ انہوں نے کس سے حاصل کئے تھے۔ ۴ خود ان سے نقل کرنے والے کون تھے۔ ۵ علم کی نوعیت وہ کس علم میں زیادہ شغف رکھتے تھے۔

دوسری ان سے منسوب کتاب تفسیر ہے یہ کس کی تخفیف جمع آور ہے کتنے صفحات ضخامت میں تھے۔

تہذیب التہذیب تالیف ابن حجر عسقلانی متوفی ۵۸۲ ج ۵ ص۲۴۲ ابن عباس کو حبر الامۃ والحبر بھی کہتے ہیں۔ کثیر علم کی وجہ سے علم انسان کے اندر دو طریقے سے ہوتی ہے شفا من سمعی ہوتی ہے کسی فرد سے حاصل کیجاتی ہے دوسرا کتابی کسی کی کتاب پڑھنے سے حاصل ہو جاتی ہے عصر رسالت سے ایک پچاس ساٹھ سال تک علم کتابی کسی کو بھی میسر نہیں تھی۔ عرب امی لکھ پڑھ نہیں کرتے تھے کتاب کا کہیں بھی ذکر نہیں آئے۔

اما علم شفاھی سمعی ابن عباس کی جو قدر و قیمت بنتے ہیں وہ پہلے مرحلے میں اپنے والد والدہ، دوسرے مرحلے میں رسول اللہ، تیسرے مرحلے میں علی ابن ابی طالب، ۴ ابوبکر عمر بن خطاب، ۵ عثمان بن عفان، عبدالرحمان بن عوف، اسامۃ بن زید بنتے ہیں۔ اس کے بعد دیگر اصحاب تابعین۔

ان کی روایات کے ماخذ مصادر میں تہذیب تہذیب ج ۵ ص۲۴۲ ہیں ان کا ذکر کیا ہے۔ ۱ رسول اللہ، ۲ عباس ان کے والد ۳ والدہ ام فضل، ۴ بھائی فضل، ۵ خالہ سیمونہ، ٦ ابوبکر، ۷ عثمان، ۸ علی، ۹ عبدالرحمٰن بن عوف، ۱۰ معاذ بن جبل، ۱۱ ابی ذر، ۱۲ ابی ابن کعب، ۱۳ تمیم الدارین ، ۱۴ خالد بن ولید، ۱۵ امامۃ بن زید، ۱٦ اجمل بن مالک بن نایعۃ

آیات متشابہات

اعراض ازقرآن

قرآن میں آیات متشابہات ہیں وہ غیر الراسخین نہیں جانتے دوکلمات میں خلط کیا ہے کلمہ متشابہ کا معنی ہے۔ ہم گھر کی ضروریات خریدنے بازار جاتے ہیں اور خریدے بغیر نہیں آتے میڈیکل سٹور سے دوا لینے جاتے ہیں اگر متشابہ دیں تو نہیں لیتے ہیں کلمہ متشابہ اور کلمہ مثل کلمہ شکل تینوں ایک ہی معنی دیتے ہیں وہ تینوں چیزیں ایک ہی نظر آتی ہیں اس مفہوم میں سارا قرآن متشابہ ہے ایک دوسرے سے جڑے ہوتے ہیں اگر لفظا نہیں ہے از روئی معنی ایک جیسا ہے متشابہ کا معنی شبیہ نہیں بلکہ انتخاب کس کو کریں گے بعض شبہات بعض جگہ ایک کلمہ پہلے آیا ہے وہی کلمہ دوسری آیت میں بعد آیا ہے بعض آیت میں ایک حرف آتا ہے دوسری میں نہیں آتا ہے بعض جگہ ایک آیت میں تکرار نظر آتا ہے آیات میں فصاحت و بلاغت استحکام معانی قرآن کے خاطر آیا ہے قرآن میں غواص یا استفراق کرنے والوں نے ہر ایک نے چند موضوعات کو اٹھایا ہے متشابہات قرآن مانع فہم آیات نہیں ہے

دوسرا کلمہ راسخ فی لعلم ہے راسخین کا معنی بہت علم والے کرتے ہیں یہ معنی ہی غلط ہے ایسی کوئی ہستی نہیں نہ ہوسکتی ہے کہ ایک ہستی کے پاس تمام علوم ہوں بلکہ مراد راسخ علم اپنے علم میں رسوخ رکھنے والے قرآن کو اپنے خیالات و مصطلحات پر نہیں چلانے سے مراد ہے جن لوگوں نے قرآن کو متشابہ قرار دیا ہے وہ اپنی جگہ متہم ہے یکے از تشابہ آیات قرآں جہالت کلی از معانی سطحی آیات قرآن ہے بعض ملحدین قرآن کے بارے میں شکوک وشبہات ڈالنے پر تلے ہوئے ہیں۔

قیمۃ تفسیر ابن عباس کتاب تفسیر والمفسر ون ھادی معرفت ج ۱ ص ۲۹۵ کتاب ابن ندیم کی فہرست دو روایت سے نقل کیا ہے ایک حمید بن قیس ۲ ابی نجیح یسار الثقفی الکوفی متوفی ۱۳۱۔ یہ کتاب ۱۳۶۷ق میں پاکستان میں چھاپا

۲۔ تفسیر ابن عباس عن الصحابہ احمد عبدالعزیز بن یحیی جلودی متوفی ۳۳۲

۳۔تفسیر ابن موسوم تنویر المقباس من تفسیر عبداللہ بن عباس چار جلد تالیف محمد بن یعقوب فیروز آباد صاحب القاموس متوفی ۲۹ ۷یہ تفسیر درمنثور کی حاشیہ میں لگایا۔

یہ تفسیر مجہول سند مجہول التبہ ہے

راوی تفسیر ابن عباس محمد بن السائب بن بشر بن عمرو بن عبدالحارث بن عبدالعزی الکلبی تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۱۵۷اپنے دو بھائیوں ''سفیان وسلمہ وابی صالح باذام مولی ام ھانی و عامر الشعبی والاصبغ بن نباتۃ وغیرھم روی عنہ انبہ ھشام والسفیان وحماد بن سلمۃ ابن المبارک وابن جریج وابن اسحاق ابو معاویہ محمد بن مروان السدی الصغیر معتمر بن سلیمان'' نے اپنے باپ سے نقل کیا کوفتہ میں دو جھوٹے تھے ان میں سے ایک الکلبی دوسرا اسدی، دوری نے یحیی بن معین سے نقل کیا ہے وہ کچھ بھی نہیں تھے لیس بشئی۔دوری نے کہا ہے تین راویوں سے نقل نہ کریں ا۔ ابن ابی لیلی ۲۔جعفر جعفی ۳۔الکلبی عامر رجعت کے قائل تھے۔اصمعی نے ابن عوانہ سے نقل کیا ہے الکلبی سے ایسی باتیں سنی ہے اگر اس کو کوئی نقل کریں تو کافر ہو جاتا ہے وہ مرجئہ تھے۔

ابن عباس کی تفسیر میں مصدر اخبر بنانے کا شور شرابہ خود ان کے علم تفسیر اور خود علوم میں بحوریت کا دعواء جو نقاد یا مبصرین تفاسیر محمد ہادی معرفت محمد حسین نے غیر شعوری طور پنڈ ورا باکس کھلا چھوڑا ہے ابن عباس میں اتنا علم کہاں سے آیا علم انسان میں تلمذ آیا ہے یا مطالعہ کتب سے آیا ہے کتب تو اس وقت میسر نہیں کتب بلاد مسلمین میں ساٹھ ستر سال گذارنے کے بعد پہنچیں اما تلمذ کے بارے میں کہ رسول اللہ سے حاصل کیا ہے اس کو دیکھنا ہے کہاں تک صحیح ہے ابن عباس ہجرت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے گیارہ سال کی عمر میں اپنے باب کی ساتھ اٹھویں ہجری ماہ رمضان کے مہینے میں اپنے باب کے ساتھ

صجفۃ میں ملاقات ہوئی۔فتح مکہ کے بعد جنگ جبیتیں اس کے بعد طالب اس کے بعد واپس مدینہ وجود کی۔تسلسل سے آمد نویں سال کو جنگ تبوک دسویں سال حجۃ الوداع گیارویں سال کے تیسرے مہینے میں آپ کی رحلت ابن عباس نے کہا سے رسول اللہ سے کسب علم تلمذ کیا۔

۲۔کتاب تہذیب تہذیب ج۹ص ۱۵۷پر عبداللہ بن عباس کے بارے میں لکھا ہے رسول اللہ اور آپ کے بعد اصحاب میں کوئی اصحاب مرد وزن نہیں چھوڑا جن کا نام نہیں لیا ہوگا گھر گھر جاتے تھے کیا ازواج نبی اصحاب سب عالم تھے۔ان میں عوام الناس نہیں تھے۔

۳۔مصادر معرفت قرآن ابن عباس کے بارے میں لکھا ہے۔

ا۔رسول اللہ سے ملازمت رکھتے تھے۔جھوٹ ۲ اصحاب کی جو تعداد بتانے کی تشکیک آ رہی ہے ۔جھوٹ ہے ۳ اہل کتاب سے لیا ہے غلط۔ ۴ اشعار عرب جانتے تھے غلط۔ قرآن کے مردود قرآن کی تفسیر کیسے بن سکتے ہیں۔

آیات قرآن عربی زبان میں ہے اللہ سبحانہ ہونے قرآن کی امتیاز کو عربی ہونا قرار دیا ہے دوسری جگہ مخاطبین پر سنت رکھی ہے کہ کتاب عربی میں نازل کیا ہے یہ قرآن نہ کسی اور زبان میں نازل کیا ہے تا کہ مخاطبین اپنا عذر میں کر سکیں قرآن عبرانی سریانی لاطینی میں نہیں ہے عربی میں ہے کا مطلب عربوں کو متوجہ کرنا مقصود نہیں ہکیونکہ یہ انکے سمجھ میں نہ آنے کی بات نہیں عرب بدو بھی سن رہے تھے عربی میں ہے لیکن نہ سمجھنے کی جو بات ہے وہ اس دعوت مشرکین کی دروس م۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکا مطلب نہ سمجھنے کا بہانہ قابل قبول نہیں یہاں اس بات کی کیا توجیہ کریں گے قبلہ نجفی نے کلمہ اہلبیت کے بارے میں سوال اٹھایا اہلبیت کو رسول اللہ نے جو سمجھا ہے وہ درست یا ہم نے جو سمجھا ہے اس امت سے پہلے کلمات کے معانی خود ازواج نے سمجھی ہے یا رسول اللہ نے تفسیر کی ہے یہاں اللہ کا مخاطب نے بناوٹی مخالف تنہا ہے یا نہ شیعہ نہ سنی غیر مسلم بھی ہے اہلبیت کا معنی۔۔۔سمجھے آپ نے اہلبیت کی تفسیر میں آیہ مباہلہ پیش کیا ہے آیۃ مباہلہ اہلبیت پیش کرنے کی جگہ ان کو نہیں گیا ہے اعزاء کی جگہ لے گیا اسی طرح کلمہ مودۃ گرچہ بعض اسی آیت کی وجہ سے بڑی معنی اخذ کرتے ہو اور بات ہے کلمہ م۔و۔دواد مضاعف دال بمعنی محبت کے ہیں اس سے زیادہ کوئی اضافی معنی نہیں دیتے بلکہ اسی میں۔۔۔۔کا عنصر ہے محبت یا مودت کی ایک گہرائی عمیق معنی ہوتا ہے وہ قبل امر و نہی نہیں ہوتا

ہیںلہٰذا قرآن میں کےاوامرونہی کاتعلق قرارنہیں پایا جاتا ہےاسکاایک سر۔۔۔۔۔۔معنی ہوتا ہے وہ کبھی کبھی متعلق امرونہی قرار پاتے ہیں جیسے کسی سائے۔۔۔۔۔۔لہذا قرآں اولاد سے نہی کیا ہے والدین سے محبت کریں والدین سےنہیں کہا کہ اولاد سے محبت کریں بیوی اورشوہر سےنہیں کہا کہ ایک دوسرے سے محبت کریں ۔

تعریف القرآن باالقرآن

قرآن کا نزول سورۃ علق کی پہلی پانچ آیات سے شروع ہوا یہ پانچ آیات ایک مبارک رات میں نازل ہوئیں جیسا کہ سورہ دخان اورسورہ قدر میں آیا ہے فی لیلۃ مبارکہ یہ رات رمضان المبارک کی راتوں میں سے ایک رات تھی ۔

افصح العرب کتاب تاریخ الاداب ج۱ص۱۰۶پرآیاہے"تیس و تمین و اشد **سعد بن بکر**"

تفسیر موضوعی کتاب مفتاح السعادۃ ومصباح السیادۃ ص۹۲۵ پر آیا ہے معرفۃ مناسب الایات والسورہ اس میں ابوجعفر بن زبیر۔۔۔۔۔۔۔

قرآن کی آیات میں غور

غارغور سے بنا ہے غورابن فارس نے مقائیس اللغت ۴۰۶ پر لکھا ہے غ۔و۔ران تین حروف سے مرکب کلمہ کا اصل دو ہیں۔

غورخلاف نجد حجاز میئں تہامہ اور۔۔۔کوغور کہتے ہیں یہ خلاف نجد ہے نجد اونچے کو کہتے ہیں

ساکن مارہ سکن س۔ک۔ن مقائیس ج۱ص۵۶۴ س۔ک۔ن

مسکن اسم مکاں جمع مساکین مسکن گھر کو کہتے ہیں کیونکہ متحرک کوسکون نہیں ہوتا

غاروں کے مساکین

عام طور پر خاص کر سطحی ذہن رکھنے والے کلمہ مساکین سے تنفر ناپسند گریزی ترفع کا مظاہرہ کرتے ہیں مساکین یعنی بیچارے حیران وسرگردان لوگ ہوتے ہیں ایسی روح عام طور پر فہم حقائق سے محروم لوگ میں ہوتا ہے یہ سوچ حقائق اشیاء سمجھنے کی کوشش نہ کرنے والوں کا ہی ہوتا ہے یہ لوگ زیادہ تر جاہل لوگ ہوتے ہیں ایسے لوگوں کو معانی کلمات بھی نہیں آتے کسی بھی لفظ کے گردوپیش غورو خوض نہ کرنے والوں کو ہی طاری ہوتا ہے انکو یہ بھی پتہ نہیں سکون کس چیز کا نام ہے سکون کہاں سے ملتا ہے سکون کب کب کیسے گھومتا ہے سکون انسان کے اندر کیسے آتا ہے سکون کے علل واسباب کیا ہیں قاری کرام جسم کو غذا ملنے سے سکون آتا ہے سکون روح لیتا ہے جسم میں سکون نہیں ہوتا وہ کہاں کدھر رکھیں وہ تو خود ساکن ہے اسمیں حرکت مرکب نباتات حیوانات انسانوں میں ہوتا ہے سکوں یعنی توقف مرکب انسان کے دل ایک سیکنڈ میں کتنی دفعہ حرکت کرتا ہے عادی حالات میں وہ کتنی بار حرکت کرتا ہے کیونکہ اسکی حرکت دوسرے اعضاء کو غذا دے سکتا ہے کبھی ہر جسم زیادہ حرکت کرنے لگتا ہے یہاں سے انسان کے اندر بیقراری پیدا ہوتی ہے دل زیادہ حرکت کرتا ہیلہٰذا کوشش کی جاتی ہے کہ اسکی حرکت کو عادی کریں اگر اسوقت ملک میں زیادہ بے قراری کی حالت میں کوئی نظر آتا ہے تو وہ ہے جس کو کھانا نہیں ملتا ہے یا جو زیادہ کھاتے ہیں۔

تفاسیر قرآن قرآن فہمی کی خاطر نہیں بلکہ قرآن کو عجمی حدیث کو عربی بنانے کی مساعی ہے اس کے شواہد میں سے ایک اعراف ۱۷۲۔۱۷۴ کی آیات ہیں جہاں اکثر بلکہ مفسرین نے عالم ذر میں بعض نے خود اوم کی صلب سے بعض نے بنی آدم کی صلب سے ان کے ذرے نکالنے اوران سے خطاب کرنے اور عہد و پیمان لینے کا ذکر آیا ہے تفاسیر میں بہت کم شاذ و نادر دیکھنے میں آیا ہے کہ مفسر نے قرآن کے کلمۃ کلمۃ سیاق وسباق قرائن وشواہد کی روشنی میں آیت پر بحث کیا ہو اکثر و بیشتر آیات کے بارے میں فوراً روایات دیکھا گیا ہے یا دکھایا جاتا ہے اس آیت کے بارے میں کتنی روایت میں ایسا ہی کیا گیا ہے حق وانصاف یہ تھا کہ آیات میں مستعمل کلمات فعل اسم مصدر اسم فاعل مفعول حروف ایک ایک کا تناسب دیکھا جائے قرائن لفظی قرائن خارجی مزاق مزاح قرآن کے مسلمات کو بیان

کریں خالق کلام کو گونگا بنایا کلامی عجماء خراسان بخارا سمرقند ہرات عراق والوں کو کلام اللہ کا قاضی بنایا اس آیت میں اللہ سبحانہ اور خلائق کے درمیان جو عہد و پیمان لیا ہے کلام اللہ نے ان سے کیسے خطاب کیا خود اللہ نے خطاب کیا جبرئیل یا ملکہ نے خطاب کیا یا پہاڑ درخت سے خطاب کرایا یا بقول ۔۔۔۔۔ سے خطاب ذریات کی کوئی زبان نہیں تھی کس زبان میں ان سے خطاب ان کے مخاطب لینے کی صلاحیت کتنی ہونی چاہیے تھی وہ بتایا جاتا تھا یہ نہیں ہے یہ سب غیر واضح مبہم ہے نحل ۱۳۵ اس عہد کے خلاف ورزی کرنے والوں کو قیامت کے دن دردناک سزا بگتنا پڑیگا عہد کے عبارات آواز زبان بیان واضح ہونا ضروری ہے خود قرآن میں آیا ہے اللہ کے ابلاغ واضح اشکار ہوتے ہیں ابراہیم ۵۲، نحل ۳۵۔۸۲ رعد ۵۴، یس ۱۷ میں آیا ہے اللہ کے ابلاغات اشکار واضح ہوتا ہے انعام ۱۴۹ ۔۔۔ میں آیا ہے۔

اگر عامۃ الناس نے اس مقاصد کے متن کو نہیں سمجھا ہے جاہل کم علم علوم عربی نہ پڑھے کی وجہ سے نہیں سمجھ سکا ہے مغیری بزرگ نے سمجھا ہے تو اپنی بیان میں سمجھاتے ہین کیا آپ کو یاد رہے کہ ایسا معاہدہ طلبی ہوا ہے قلم تکلیف یہاں دنیا میں آنے کے ۱۵ سال بعد ہوتا ہے وہ کیسے مکلّف ہو گئے قرین صحت ہے مفسرین عن قصور نہیں قرآن سے دور رکھنے کے لئے ایسی تفسیر کیا ہے۔

نقدات بر تفاسیر ماثور۔

کتاب تفسیر المفسر ون محمد حسین ذھبی ج ا ص ١٦٨ پر آیا ہے تدوین تفسیر اور تدوین احادیث دونوں تیسری صدی سے شروع کیا ہے تفسیر اور احادیث دونوں ذیل سیرت نویسی سے شروع ہوا سیرت غزوات وسرایا سے بنی ہے چونکہ آپ کی حیات اس میں گذری ہے سب سے پہلے کتاب نویسی کا شوق رغبت غزوات نبی لکھنے کا شوق سے شروع ہوا چنانچہ غزوات سے متعلق جن کا نام ذکر آتا تھا انکو بھی لکھنا پڑھنا یہاں سے سیرت نبی بھی اس موضوع کا حصہ پر سب سے پہلے تصنیف کرنے والے محمد ابن اسحٰق لکھتے تھے صاحب کتاب لکھتے ہیں تیسری صدی جہاں احادیث اور تفسیر کی تدوین کا

دور تھا احادیث جعل کرنے کا بھی دور تھا ایک طرف لکھتے تھے دوسری طرف جعل بھی کرتے تھے تاکہ ان کی احادیث تدوین میں آجاتی علم حدیث پر تحقیق کرنے والوں کا کہنا ہے احادیث اصلی سے زیادہ احادیث جعل ہوئی وہ شان نزول اور قصص انبیاء غیب گویاں تینوں کے بارے میں وارد روایات کا اعتبار توثیق مشکل بتایا ہے تدوین کثرت سے نشر ہوا ہے۔۳ جہاں احادیث لکھتے ہیں وہاں سند پوچھے جانے کے خطرے سے بچنے کے لئے اسناد حذف کرتے تھےلہذا آپ یوں کہہ سکتے ہیں تفسیر ماثور کو تین طرف سے نقد کا سامنا ہے۔

نقدات بر تفاسیر

توضیح و تفہیم قرآن کو مشروط بہ احادیث کرنے کی حکمت عملی کا مظاہرہ نمونہ دیکھنا چاہیں تو سورہ کوثر کی سے واضح ہو جاتی ہے اس نوع کی تفسیر لکیر پر چلنے والوں کی ضمیر و وجدان کس حد تک پست اندھے بہرے ہیں معلوم جائے گا۔

کتاب نور الثقلین میں کتاب ثواب الاعمال روضۃ کافی مجمع البیان تفسیر علی بن ابراہیم قمی امالی طوسی مناقب شہر ابن اشوب احتجاج طبری سے ۲۵ روایات نقل کی ہیں اس میں ۲۲ روایات مرسلات ہے اور جن کتابوں سے نقل کیا ہے وہ سب اپنی جگہ محدود کتب ہیں۔

۱۔کوثر کی تفسیر نہر فی الجنۃ کیا ہے جو جنت میں آپ کو ملے دیگر اہل جنت کو بھی ملے گا لیکن یہ کسی بھی حوالے سے آخری آیت شانئک ھوالابتر سے نہیں جوڑتا ہے۔

۲۔خیر کثیر کے بارے میں کتب وجوہ مظاہر میں بیس معانی بیان مصادر بیان کیا ہے وہ بھی آیت سے اپنی جگہ اجنبی ہے۔

نقد التفاسیر

اسباب وجوہات

قوت فھم وادراک بشر مساوات پر مبنی نہیں ہے اختلاف شناخت ہے خالق انسان

تخلیق مایشاء کرتے ہیں جس سے کوئی مستثنیٰ نہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ کی پہچان یہ قرار دیا ہے ہر ایک کلام دوسرے سے مختلف ہوگا

۲۔فرق و مذاھب جس دن وجود میں آئے چاہے کموں میں ہو یا ظہور و بروز میں امت اسلامی میں اختلاف اسکا نقطہ رہا ہے

۳۔معاشرے میں جہاں فلسفہ مفادات حاکم ہو حقائق پر پردہ یا کنارے پہ لگانا حتمی ہے

۴۔منافقین معاندین نے علوم کے لیے جوفنون ایجاد کیے ہیں انہوں نے خود ان علوم کو تکثیر اختلاف پر مبنی اشاعت کیا ہے چنانچہ علم عربی صرف ونحو ولغت کا عہد ابتکار بصرہ میں ہوا یہاں سے پڑھے لوگ جب دوسرے علاقوں میں گئے بغداد کوفہ شام مسر ہر ایک نے دوسرے سے اختلاف کیا حتیٰ انہی شہروں میں اس فن ے کے استاتذہ نے دوسرے اساتذہ سے اختلاف کیا اور طبقات میں تقسیم کیا

۵۔علم قرائت بھی انہی گروہوں متصل والوں نے تخلیق کیا سے نحو اور نحو سے قرایت میں اختلاف اور آخر میں خود قرآن میں اختلاف پھیلایا

۶۔ان سب میں قرآن سے اخلاص کسی میں بھی نہیں تھا لیکن کسی کی ملکیت میں نہیں لہٰذا ہر ایک نے اپنے مطلب کی تمہید قرآن کی ہے

۷۔فرق و مذاھب جو ضد قرآن وجود میں آئے ہیں اپنے مذھب کی تائید کیلیے قرآن کو اٹھایا ہے وہاں انہوں نے خود قرآن کو کنارے پر لگانے کا عمل آج تک چھوڑا نہیں ہے کیونکہ اس سے انکا نام بنا تھا ایسے لوگوں کو اپنے دور میں مقام ملا چنانچہ محدث نوری اور انکے شاگرد ابھی بھی انہی کی نہج پر چلتے ہوئے قرآن سے کراہت کا مظاہرہ کرتے رہے۔

نقد نقدات

ناظرین وقارئین صفحات سے پہلے اس عنوان کو وضاحت کرتا ہوں

ہم میں سے اکثر وبیشتر ایک عرصے سے یہ کلمہ سنتے آرہے ہیں نقد۔ادب کلمہ عربی زبان میں دور

جاہلیت اور دور راشدین میں مستعملات میں سے نہیں تھے جیسا کہ مصطفیٰ صادق رافضی اپنی کتاب تاریخ اداب اللغۃ عربیہ کے پہلے دور میں لکھا ہے یہ کلمہ بنی امیہ کے دور میں زبان عربی میں شامل ہوتے تھے بعد میں یہ کلمہ اشعار کے لئے مختص ہوتے تھے چونکہ امت اسلامیہ کے اذان سماعت کلمہ اشعار کو پسند نہیں کرتے تھے کیونکہ اس میں برائیاں زیادہ ہیں نیز قرآن نے اس کو مردود قرار دیا تھا اس کے بدل میں انہوں نے ادب کا نام رکھا شاعر اپنے ابتداء دور میں مرض حسد میں مبتلا ہوئے وہ اپنے سے مافوق کی سلاقی اور اپنے برابر والوں سے حسادی میں رہتے لہٰذا اسلام آنے سے پہلے بازار عکاظ میں شاعروں کا مقابلہ ہوتے تھے ایک دوسرے کی غلطیاں نکالتے تھے یہاں سے نقد شروع ہوا امۃ اسلامیہ نے قرآن شوائد کی مذمت اور خود کی چشم دید سے دینی کو دیکھتے ناپسند کرتے تھے یہاں سے بھی شعراء کی نقد شروع رفتہ رفتہ یہ سیاسی محافل تک پہنچ گیا اب کلمہ نقد تیسرے مرحلے میں داخل ہوئے اب کلمہ نقد دو دھاری تلوار کی حیثیت اختیار کرگئی ہے معاشرے میں بعض حضرات اقتدار پر ہوتے ہیں اور بعض ان کے تملق کرتے ہیں بعض خاموش رہتے ہیں تو یہ ارباب اقتدار اگر ان کی تعریف یا حمایت نہ کریں تو اس کو جینے نہیں دیتے۔

نقاد تفسیر

نقاد تفاسیر کے نقدات میں سے ایک قرآن کا عقلی تفسیر ہے یہ نقد ہو بہو صفین میں خوارج کا امیر لمومنین پر نقد جیسا ہے کہ علی کہتے ہیں ہم قرآن کی حاکمیت کے قاتلین سے جنگ کریں خوارج کہتے تھے ہم کیسے اہل قرآن سے جنگ کریں قرآن کو صرف اپنی عقل کے مطابق تفسیر کرنے والوں نے دوسروں سے کہا ہمارے سوا کوئی اور قرآن کی تفسیر نہیں کرسکتا ہے انکا مقصد قرآن تبیّن میں انحراف سے بچانا نہ تھا انکا بنیادی مقصد قرآن کی طرف جدھر سے بھی رخ کیا جائے اسکو روکنا تھا تا کہ سب یقین کرلیں کہ قرآں ہماری سمجھ میں نہیں آنے والا ہے اسطرف نہیں جانا ہے سب بھول جائیں ہمارے اور قرآن میں کوئی رشتہ نہیں ہے جب کلی طور پر قرآن میں نظروں سے اوجھل ہو جائے گا بھول

جائیں گے اور وہ مطمئن ہو جائیں تو اسودگی سے سو جائیں گے کیا جو لوگ قرآن کی من مانی تفاسیر کا رسول اللہ سے انتساب کرتے ہیں وہ اپنے اس مدعیٰ پر کوئی دلیل رکھتے ہیں دلیل دھونس دھاندلی اور ڈنڈے سے کام لیتے ہیں ابتک باطنیہ کی شاخوں نے قرآن سے منہ موڑنے کیلیے جو توانائیاں خرچ کی ہیں وہ ایک لحاظ سے کامیاب بھی ہوئے ہیں اب قرآن میدان تطبیق سے خارج ہے لیکن اذہان انسان نے جس کسی نے قرآن کا نام سنا ہے اسکی اور محمدؐ کی عظمت کو دل سے تسلیم کیا ہے اسکی دلیل قرآن کی توجہ سے روکنے والوں نے درک کیا ہے نہیں سنا سکتا ہے کیونکہ اسکا حافظ خود اللہ ہے توفیقات سلبی کے بارے میں آیت محمد ۲،۳۰ سے ۱۷

نقاد تفاسیر

دنیا دار تزاحم ہے مفادات ونظریات کی جولان گاہ ہے۔ مفادات کی جنگ تنہا مخالفین سے نہیں لڑنی ہے بلکہ اپنوں سے بھی لڑنی بلکہ اپنے قریبیوں سے لڑنا مقدم ہے تفاسیر قرآن بھی متاع عکاظ ادیان ومذاھب ہے کیونکہ تفاسیر جیسا کہ اس کلمہ سے واضح ہے فہم قرآن کے لیئے نہیں قرآن سے دوری کیلیئے، پرہیز گیری کا طریقہ سکھانے کیلیئے یہ موضوع عمل میں لایا گیا ہے لہٰذا تفاسیر کا متاع دنیا ہونا واضح ہیلہٰذا اب تزاحم مفادات کے تحت ایک طرف دعوت اور دوسری طرف قرآن کو کنارے پر لگانا ہے فخر الدین رازی اپنے دور کے بڑے پائے کے عالم بعلوم کثیرہ تھے، فلسفہ، کلام، علوم طبیعی میں تسلط کے باوجود آغائے سبحانی ومغنیہ جیسے اشعری تھے، مفسرین شیعہ ان کو امام مسکین کہتے تھے کیونکہ اشعریوں ہر تنقید کرتے تھے یہاں قاضی بننے والے بھی اعراض از قرآن تحریف قرآن میں مفسرین و ناقدین کا اتفاق پایا جاتا ہے جس طرح حکومتوں حاجیوں اور پولیس میں تنازع چلتے ہیں ایک دوسرے کی مخالفت کرتے ہیں دین سے رخ ہٹانے میں اتفاق پائیں گے مذاھب کا تھا دونوں کا التقاء دہلیز باطنیہ پر ہوتا ہے تفسیر قرآن کے ناقدین سے بھی انصاف کا تقاضا عمر بن سعد سے حسین سے دست

برداری جیسا تقاضا ہے اس سلسلے میں تشیع کی طرف سے ناقد محمد ہادی معرفت اور سنیوں کی طرف سے محمد حسین ذھبی نے تفسیر و مفسرون لکھی ہیں اس وقت دونوں انتقال فرما چکے ہیں ہم یہاں ان دونوں کے قرآن کے ساتھ ناانصاف کے بارے میں انکی اپنی کتب سے ہی نقل کرتے ہیں ہادی معرفت اپنی کتاب تفسیر و مفسرون ج ا ص ۴۰۰ پر رقم طراز ہیں القراۃ الی جنت القرآن لکھتے ہیں نبی کریم نے عترت اہلبیت کو قرآن سے ملا کر تمسک کرنے کی وصیت کی ہے اس وصیت کی عبارت کو حدیث ثقلین بتاتے ہیں یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے یہ حدیث مستفیض ہے علامہ امینی نے اس حدیث پر امت کا اتفاق کہا ہے۔اس دنیا میں جس کے دل میں دنیا سے وابستہ کسی بھی شعبہ مال دنیا ،اقتدار،شہرت،مقام،ریاست غرض دنیا سے لگاؤ کے بعد مسائل میں بنیادی تحقق خاص کر اپنے فرقہ کے خلاف امکان پذیر نہیں ہے اور یہ حدیث ثقلین کے کلمے قرآن سے متصادم کے علاوہ حقیقت خارجہ سے بھی متصادم ہے آپ نے زحمت گوارا نہیں کی اس حدیث کے متن پر غور کریں۔امت سے مراد شیعہ سنی نہیں ہے شیعہ اور سنی دونوں اسلام کو کنارے پر لگانے میں متفق ہیں اہلبیت اور اصحاب دونوں مقدسات بدعیہ جو بدیل اسلام ہیں اتفاق رکھتے ہیں ورنہ آیات قرآن جو کہ اصل اساس اہلبیت اور اصحاب دونوں مصطلحات باطنیہ ہیں، یہ دونوں گروہ طویل تاریخ انبیاء میں مخلوق بین صحیح وسقم،صالح و فاسد پایا ہے۔تصور اہلبیت کو مانتے ہیں اور نہ تصور اصحاب کو مانتے ہیں قرآن تاریخ حقیقت خارجیہ شاہد ہے دونوں جادہ اسلام سے باہر جانے کثیر تعداد پایا جاتا ہے قرآن میں نبی کریم کی دعوت پر لبیک کہنے والوں مہاجرین وانصار کہا ہے اہلبیت واصحاب نہیں کہا ہے۔

یہ مصر سے ہمیشہ اسلام کے خلاف مورچہ بندر ہے جمال الدین افغانی کو مجدد اسلام کا نام دیکر استقبال کیا کیونکہ وہ اسلام بدلنے کی تحریک کا قائد بن کر آئے تھے جامعہ الازہر ایک علمی تاریخی مرکز ہونے کی وجہ سے انکے پاس بہت تجربہ موجود ہے یہاں جامعہ الازہر بغداد کے دارالحکمۃ جیسا ہے یہاں علوم فنون سکھاتے ہیں بغداد میں نہ مصر ازہر میں اسلام نہیں سکھایا جاتا ہے اگر ان لوگوں نے اسلام سکھایا ہوتا تو آج اسلام و مسلمین کا یہ حشر نہ ہوتا مصر سے ابھی تک کوئی ایسا خالص شیعہ اور سنی

سے ہٹ کر اسلام کا داعی نہیں نکلا وہ زمین غضب اور فرش نحس پر قائم ہے

محمد عبدہ، رشید رضا، شیخ شلتوت، سلیم بشر، احمد بن فرید وجدی اسلام کے خلاف تندو تیز لکھتے اسلام سے دفاع کے نام اپنے مذھب کو اٹھاتے رہے انھی میں سے ایک محمد حسین ذھبی تھے مصر میں امام جماعت تھے انہوں نے تفسیر و مفسرون لکھی ہے انکے نقد میں انھی مردوں کو نشانہ بنایا یعنی گزشتہ فرق شیعہ کے عقائد کو اٹھایا اور شیعہ سنی اتفاق اثناء عشری کو سنیوں سے قریب کیا یہ تو قابل تصدیق چیز ہے شیعہ سنیوں کے قریب اور اسلام سے دور ہیں

نقاد دوم۔

تفسیر مفسرون محمد حسین ذہبی م ۱۳۹۷ھ مصر مھد و معھد فاطمین ہے فاطمین کا سنت و سیرت رہی ہے اسلام کے نام سے اسلام پر ضربت لگانی ہے اسلام مخالف حرکات کا مرکز رہا ہے کبھی شیعہ سنی کا اختلاف پھیلاتے ہیں کبھی تقریب بین المذاھب کا ڈرامہ رچاتے ہیں کبھی عالمی استعمار کے خلاف تحریک چلاتے ہیں، خود کو رسول اللہ سے افضل گردانتے ہیں نعوذ باللہ رسول اللہ کا نام گرامی لینے سے گریزی کیلئے اہلبیت اور اصحاب کی اصطلاح اختراق کی ہے۔ اپنے وجود شعبی میں وہ اپنے اصناف و شعب سے مرکب ہے۔ جن سے کبھی اسلام خالص اٹھانے کی توقع بے جا ہے اسکی چالیس فیصد آبادی مسیحیوں پر مشتمل ہے اگر کم حساب کریں چالیس فیصد فاطمین ہیں شاید ۲۰ فیصد باقی ہے وہ سلفیین ہیں یہ انکی جمعیت کی ترکیبی صورت ہے مصر اپنی تاریخ میں خالص اسلام کے مدافع نہیں رہے ہیں سب سے پہلے یہاں ریاست کا سربراہ بننے والے عمرو بن عاص بن وائل عمر بن خطاب جیسے ذہین و فطین تازیانہ ہاتھ میں رکھنے والے کو خراج نہیں دیا مادام العمر خراج نہ دینے کے معاہدے پر معاویہ کا ساتھ دیا ہے عدو دولد و محمدؐ تھا خوف غلبہ اسلام کی وجہ سے بطور مشروط نبی کریم کو تسلیم کیا عمر بن خطاب کو دھوکہ دیکر مصر فتح کیا ۱۲ سال عمر بن خطاب کو خراج نہیں دیا یہاں تک وہ قتل ہوئے انکے بعد عثمان کو خراج نہیں دیا عثمان نے انکو برطرف کیا انکے خلاف تحریک چلائی عثمان بن عفان کو محاصرہ کرنے

والے مصری اور عراقی تھے عثمان انکے ہاتھوں قتل ہوئے بعد میں علی بن ابی طالب کی عداوت ودشمنی میں معاویہ سے جاملا مادام الحیات خراج نہ دینے کی شرط پر معاویہ کے ساتھ صفین گئے تحکم میں ابوموسیٰ اشعری کو دھوکہ دیکر معاویہ کے حق میں فیصلہ دیا انکو بڑی تجلیل سے یاد کرتے ہیں انکے بیٹے کو عالم حدیث بتاتے ہیں اسکے بعد فاطمین جو اسلام کے خلاف اہلبیت کو استعمال کر کے اقتدار پر پہنچے تھے چار سو سال تک حکومت کی آج تک دنیا میں تحریف اسلام کا بیڑہ اٹھایا ہوا ہے۔

ذہبی ۱۳۹۷ھ الاحکام القرآن محمد بن احمد بن ابی بکر القرطبی انکے زھد وتقویٰ عرفان دنیا سے گزرے زندگی تعریف کرنے کے بعد انکی کتاب جامع الاحکام قرآن کی تعریف اجل وانفع تفاسیر کا تحفہ دینے کے بعد لکھتے ہیں انہیں قصص کہانیوں کو چھوڑ کر احکام قرآن بین کیا ہے اس میں انہوں نے قرآت قرآن اعراب کلمات امات ناسخ ومنسوخ کا ذکر کیا ہے ذہبی اپنی کتاب تفسیر ومفسرون ج ۲ ص ۸۲۷ خصاص صاحب احکام پر نقد کرتے ہیں انہوں نے سورہ حج ۱۳۹ ابوبکر وعمر وعثمان وعلی کی خلافت کی توثیق کرتے ہوئے معاویہ پر تنقید کی ہے نیز سورہ نور کی آیت ۵۵ کے تحت بھی چاروں کی درست اور شرعی تھی معاویہ نے انکے خلاف خروج کیا ہے نیز سورہ حجرات کی آیت ۹ سے بھی استدلال کر کے معاویہ کو باغیوں میں قرار دیا خصاص کا یہ عمل درست نہیں ہے ہادی معرفت نے ذھبی کی خصاص پر حملہ کو غلط گردانا ہے لیکن اگر علم میں مسائل کا حل ہے تو ہادی معرفت کو یہاں بھی علم سے خصاص اوذہبی کے درمیان قضاوت کرنا چاہیے لیکن وہ عاجز وقاصر ہیں فقہاء اربعہ چاروں عقیدت بنی عباس کے خلاف تھے یہ لوگ نفس ذکیہ کے داعی تھے چونکہ نفس ذکیہ حکومت کے خلاف تھے تینوں نے بنی عباس سے زہر کھاتے تھے بعد میں ابوحنیفہ کو پہلے گزرے امام مالک امام شافعی کو حکومت نے بلا کر صلح کی ابو یوسف جو کہ تابع ابوحنیفہ تھے طونکہ بنی عباس معاویہ کے مخالف تھے اس لیے کہ وقاص نے ان پر حملہ کیا۔

محمد حسین ذہبی تتمہ اسلام ذرکلی ج ۲ ص ۶۰ متوفی ۱۳۹۷ھ تالیف قرآن اتحاصات المعرفۃ فی تفسیر القرآن الکریم دو۔۔۔۔۔۔التفسیر والمفسر ون علم التفسیر محمد حسین طباطبائی م ۱۴۰۲ تتمہ اعلام

ذرکلی ج۲ص٦٦

نقادسوم[**اتجاهات التفسير فی القرن الرابع عشر**]

ناقدآپ فہدبن عبدالرحمٰن بن سلیمان الرومی استاددراسات القرآنیہ کلیہ معلمین ریاض ہیں اتجاہات التفسیر فی القرن الرابع عشر اپنی کتاب کی پہلی جلد صفحہ ۵۵ پر لکھتے ہیں عقیدہ اہلسنت والجماعۃ کے عنوان کے نیچے لکھتے ہیں میرا مقصد یہاں عقیدہ اہلسنت والجماعۃ کا ذکر یہ یاددھانی کروانا ہے کہ اہلسنت کے اصول جودیگر فرق ومذاھب سے اختلاف رکھتے ہیں وہی میری منہج التفسیر میرے عقیدے کے مطابق ہوگا اہلسنت والجماعۃ مجمل عقیدہ یہ ہے۔

۱۔ایمان باللہ یعنی وہ ایمان جوخوداللہ نے کتاب میں بیان کیااوررسول نے بغیرکسی تبدیلی کے بیان فرمایاہے جوصفات سورہ توحیدآیۃ الکرسی ودیگرآیات میں بیان ہواہے،اسی طرح رسول اللہ کے بارے میں فرمایاہے''**ينزل ربنا الى سماء الدنيا فی كل ليلة حين يبقى ثلث الليل الاخر وقوله : الله اشد فرحا من بتوبة عبده ميں احد كم براحلة**''

۲۔''**ايمان بكتب الايمان بان القرآن كلام الله منزل غير مخلوق منه بداء واليه يعود**''

۳۔''**الايمان بيوم الآخربكل ما اخبر به النبی مما يكون بعد الموت**''

۴۔''**ايمان باالقد ر ايمان باالقدخيره و شره من الله**''

۵۔''**تنزيه عن البداء**''

٦۔''**اثبات الرويه يعتقد اهل السنه ان اهل الجنه يرون ربهم ناظر تبرون ربهم يوم القيامه لغير احاطه ولا كيفيه كما نطلق به وجوه يومئذمن الله الاحديث روائوها اصحاب الصحاح والحصائد**''

۷۔''**الستواء**''

۸۔ ''یمین الرحمن''

۹۔ القرآن کلام اللہ منزل غیر مخلوق

۱۰۔ سلامۃ القرآن من التحریف

۱۱۔ المھد ی امام مھدی اہلبیت رسول میں سے ظہور کریں گے

۱۲۔ المیز ان والصراط حسیان

۱۳۔ محبۃ الصحاب

۱۴۔ محبۃ اہلبیت

نقد صاحب مساکین۔

اگر کوئی مذاق کرے علوم عربی میں فیل انسان ایک۔۔۔۔۔چھوڑ کر خود کو نقادوں میں شامل کرے یہ خود مذاق کنندہ کی ابتکاری ہوگی لیکن ناقد کا مقصد کسی صف میں نام لکھنا نہیں ہے بلکہ اللہ کی کتاب پر ہر طرف سے مسلسل حجلات دیکھکر حصہ بقدر جثہ ہے بے قراری ہے بیتابی میں قرآن سے دفاع کیلیے نکلے ہیں اگر کوئی یہ سمجھتا ہے نقاد مفسر میں شامل ہو یا بر بام عرش رکھنا جیسا ہے تو یہ ایک بہت بڑا اشتباہ ہوگا میری اس صف میں شمولیت اظہار برتری ہے نہ جذبہ انتقام میں طغیانی ہے بلکہ حکم قرآن کی تعمیل اگر باہر قرآن سے انحراف کرتے ہیں تو نہی از منکر ہوگا بزرگان کی تعدیات چاہے عمدی ہو یا تقصیری ہو اس سے چشم پوشی بزرگان کی استکباری میں افاقہ صغیران سے زیرک کا سبب بنے گا ایک طویل عرصہ سے قرآن کو کنارے پر لگانے خود قرآن کے داعی بن کر سوتیلی ماں کی طرح سوتیلی اولاد کو نوچتے ہیں فرقہ جو کہ ضد قرآن میں آئے ہیں انہوں نے قرآن سے بیک سہ نشانہ بنایا ہے ایک قرآن سے اپنا فرقہ حق ہونے کو اٹھانے کی کوشش کی ہے دوسری طرف قرآن کو مزید انظار سے ہٹا کر تیر سہ ساختہ بلا دنفاق سے قرآن کو نشانہ بنایا ہے اس صورت حال میں کوئی بھی خاموش ساکت بیٹھے وہ آخرت میں شامل شکایت رسول اللہ یعنی تحجیر قرآن شمار ہونگے منکرات کے مقابل میں سکوت و

خاموشی مزید حدود حق سے تجوز کا باعث ہوگا منکر کی جرائت میں اضافہ مدافعین میدان سے غائب بلکہ فرار کا سبب بنتے ہیں اسکافی زمانہ نمونہ بعض صحافی خطیب قرآن کے ساتھ احادیث کو معجزات میں شمار کروانے پر تھے دشمنان اسلام کی جسارتوں میں اضافہ اسلامیون کی حوصلہ شکنی کا باعث بنتا ہے

سوال یا جواب طلبی از مفسرین

جب آپ جانتے ہیں اوراعتراف بھی کرتے ہیں قرآن نازل ہونے کے بعد شعراء نے اپنے کلام کو جو استار کعبہ پرآویزاں تھا کو اتارا۔اس دور کے ایک نامور شاعر اعشی نے جنگ احد کے موقع پر اسلام قبول کرنے کے لیے مدینہ جانے کا ارادہ کیا تھا تو ابوسفیان نے احزاب کے نتائج تک اس کو ۱۰۰ اونٹ دے کر روکا۔قرآن نے شعر کو جھوٹ اور شاعر کو گمراہ وحواس باختہ قرار دیا ہے قرآن کے مقابلہ سے عاجز ہوگیا تو آپ کیونکر اپنی تفاسیر میں کلمات قرآن کی توثیق اشعار سے کرتے ہیں گویا آپ کا شعرا کی عمل گناہ اس پر ایمان نہیں لایا ہے صاحب مجمع البیان کی تفسیر کا طریقہ یہ رہا ہے۔

تفسیر مفسرون محمد ہادی معرفت ۲

آغائے طباطبائی،محمد صادقی تہرانی،محمد جواد مغنیہ مکارم شیرازی،جعفر سبحانی،طبرسی وطاؤس ایک انچ اپنی سرخ لکیر سے پیچھے نہیں ہٹتے تھے جہاں جہاں انکے عقائد سے غیر متصادم پایا گیا نقل کیا ورنہ کھلا کھلا حشیش برابر دلیل کے فقدان کے باوجود نص قرآن کے کلاف تفسیر بالرائے کا جولان کیا ہے یہاں محمد ہادی معرفت کی کتاب تفسیر مفسرون جو کہ انہوں نے نقد کا مظاہرہ کیا نظر آتا ہے اصل اپنے فرقے کے بنیادی جادہ فرعی پر چلنے جو کہ اصل انحراف ہے اس سے نہیں نکلے ہیں آپ قرآن جاری سبک تفسیر تو دیکھا نہیں لیکن ملاحظات پر تفسیر میں جو کچھ اظہار رائے کیا یہاں پیش کرتے ہیں

مفسرین وقرآن۔

بعض محققین علماء حدیث ورجال نے قراء قرآن کو ناقابل توثیق گردانا ہے بعض نے شعوبین

کی سازش گردانا ہے قراء تبع تابعین میں سے ہے امت اسلامیہ کو بعض صحابہ پر شکوک وشبہات ہے۔ ان سے زیادہ تابعین پر چہ جائیکہ یہ اصحنان تبع تابعین پر انکو اصول رجال سے گزارے بغیر ایک اصل مسلم گردانا بلا دلیل ہے ہر آیت میں اختلاف قراء کو پیش کرنے والے مفسر اپنی جگہ مشکوک ومخدوش ہے۔

تفسیر قرآن از احادیث کے بارے نقاد تفسیر آغائے ہادی معرفت نے تفسیر مفسرون ج اص ۳۱ میں لکھا ہے باب تفسیر میں عدم اعتماد کی بنیاد ضعف الاسناد وکثرہ المجاہل اوحذف الاسناد اوصعاف الحال رواہ وغیرہ باعث شکوک وشبہات ہے اسکے علاوہ تفسیر میں اسرائیلیات کا ہونا ہے۔

مایوخذ ولحفظ علی المفسرین

بہت سے مفسرین کے بارے میں آیا ہے ان کے مساعی جمیلہ ہونے کا واضح ثبوت میں سے ایک آیات کریمہ ہیں۔ان آیات کی کلمات جملات ترکیبی سیاق وسباق امامت کا حضرت علی سے دور کا بھی واسطہ نظر نہیں آتا ہے ان کو فضائل امیر المومنین میں شمار کرنا از روئے دلیل نہیں بغیر دلیل تحمیل یہ آیت کریمہ ہے یہ اس اصول مسلمۃ عند علماء المعانی ہے اخبار فی ذامہ تحمیل صدق والکذب ہے جبکہ ایک طرف قرائن وشواہد سے تائید نہیں ہوگی اس کو صادق یا کاذب نہیں کہہ سکتا ہے نیز یہ اخبار ایک اخبار معمولی سرسری نہیں ایک آیت کی ظاہری سیاق وسباق کو موڑ کر غیر ظاہر کی طرف موڑنا ہے اس کی دلیل قوی چاہیے اخبار واحد سے متنازعہ مسائل کو اخبار واحد سے اثبات نہیں کر سکتے ہیں یہاں سے ان مفسرین کے نیات مشکوک ہو جاتے ہیں ان کے بارے میں یزید شکوک شبہات طاری ہوتا ہے یہ غیر ثابت شدہ چیزیں علی سے انتساب دے رہا ہے جس کے ذریعے علی کو اوپر سے نیچے گرانا چاہیے کیونکہ یہ بھی ایک طریقہ عداوت بنتا ہے۔

محمد حسین ذھبی ۱۲۹۷ق اپنی کتاب تفسیر مفسرون ج اص ۲۸۵ پر لکھتے ہیں المنہج الذی یجب

علی المفسر ان ینھم فی تفسیر

۱۔ واجب ہے کہ مفسر وہ تمام فھم کتاب اللہ میں معاون و مددگار بنتے ہیں اور وہ ازوات ذرائع جو کشف السرار بات کرتے ہیں حاصل کریں۔

۲۔ واجب ہے مفسر اول فھم کتاب کو خود کتاب اللہ اخذ کریں۔

۳۔ اگر کتاب میں نہیں ملے تو سنت رسول سے حاصل کریں جو شارح وموضح کتاب اللہ

۴۔ اگر سنت رسول میں نہیں ملے تو اقوال صحابہ میں تلاش کریں کیونکہ وہ کتاب اللہ کو زیادہ جانتے ہیں۔

۵۔ اگر اصحاب کے اقوال اعمال میں نہیں ملے تو اس کے لئے کوئی چارہ نہیں سوای اپنی عقل کی طرف رجوع کریں فکر کو چلائیں واجتہاد کریں۔

۶۔ لغت کی طرف رجوع کریں یہاں اس کا خیال رکھیں معنی حقیقی اور معنی مجازی میں جو فرق ہے۔

۷۔ ہر کلام کے سیاق وسباق کو دیکھیں مفردات کلمات کے تناسب کو دیکھیں۔

۸۔ پھر آیات کے مناسب کو دیکھیں سابق اور لاحق کو دیکھیں۔

۹۔ پھر آیت میں موجود کلمات مفردہ کو دیکھیں۔

۱۰۔ پھر اسباب نزول کو دیکھیں۔

۱۱۔ اگر لفظ کا معنی احتمالات رکھتا ہے تو کوئی ایک طرف انتخاب مشکل ہو جائیں تو اجتہاد کریں یہ صرف علماء کو حاصل ہے انہی پر اعتماد کرنا چاہیے اگر معنی لغوی اور معنی شریعہ میں تزاحم ہو اجتہاد شرعیہ مقدم ہوگا۔

فہم قرآن کو مشروط من اہلبیت اصحاب اتباع کرنے والے زبان وقلم نفاق چلاتے ہیں ابتداء میں فصاحت وبلاغت قرآن اعجاز بیانی قرآن کی بات کرتے ہیں قرآن افصح وابلغ کلام ہے پھر آگے جا کے تفسیر پر دست علم وعقل استعمال کرنے کی مذمت کرتے ہیں پھر آیات سے غیر مربوط خلاف

آیات معانی ٹھونستے ہیں عالم ذر کی باتیں خلقت عقل کی باتیں کوثر سے مراد ذریۃ زہراء والنحر کا معنی نماز ہاتھ باندھ یا تکبیر میں ہاتھ اٹھانے کی بات کرتے ہیں

۲۔ کہتے ہیں قرآن میں تحریف نہیں ہوئی ہے قرآں وحی کے ذریعے ترتیب ہوا ہے پھر لکھتے ہیں مائدہ آیت یہ کسی اور جگہ سے یہاں لائی آیت ٦٧ کسی اور جگہ سے لائی گئی ہے سورہ معارج کی آیت کسی اور جگہ سے لائی آیہ تطہیر کسی اور جگہ سے لائے پھر کہتے ہیں یہ ترتیب سرکاری اصحاب کی ترتیب علی کی جمع کردہ قرآن کو واپس کیا فلاں آیت کو شامل نہیں کیا گیا

۳۔ قرآن میں تا قیام قیامت کے احکام واقعات موجود ہیں پھر کہتے ہیں علی کی کتاب اور مصحف فاطمہ کا نام بھی لیتے ہیں

سنت نبی میں تحریف۔

سنت پوری زندگی میں مسلسل مرتب یک نواخت اصول حیات کو کہتے ہیں یہی معنی قرآن میں آیا ہے انفال ۳۸ حجر ۱۳ اسراء ۷۷ کہف ۵۵ احزاب ۱۸۔ ٦۲ فاطر ۴۳ فتح ۲۳ اب دیکھیں اس میں کتنی تحریفات کی ہیں ا۔ قول، فعل، تقریر یہ پہلی تحریف ہے ۲۔ سنت اہلبیت ۳۔ سنت صحابہ۔

۴۔ سنت کا معنی حدیث یعنی مانسب الی رسول اللہ ۵۔ احادیث صحیح وضعیف ٦۔ اس میں حسن وغیر حسن ۷۔ ثقہ وغیر ثقہ ۸۔ قرآن پر سنت مقدم ہے ۹۔ تواتر ۱۰۔ متن کی حجیت ضروری ۱۱۔ کبھی کسی عالم پر اعتماد۔۔۔ ۱۲۔ پھر حدیث چھوڑ کر فقہ پر چھلانگ ماری ۱۳۔ تقلید

عائشہ ام المومنین گریہ کناں کا جمل کیلیے خراج امت کیلیے لمحہ سوالیہ بنی تھی لیکن وہ پشیمان ہوگئی تھی اسکے بعد اسلام منافی کوئی حرکت صادر نہیں ہوئی

جابر بن عبداللہ آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے اس لیے ان سے محبت نہیں بلکہ پیغمبر کی وجہ سے صدر اسلام میں ضبط کر سکتے تھے اس لیے تیسری صدی میں جمع کیا

مرکز اسلام سے دور جا کر احادیث جمع کی ہیں

قرآن منزل من اللہ العلی القدیر جو کہ ہر قسم کی تحریف وتبدیلی سے پاک ومنزہ ہے حتیٰ خود اللہ کی طرف سے نسخ کنندہ نہ آئی وعدہ دیے ہوئے کتاب روایات وغلات مردہ سے قائم امامت کیلیے استعمال دل میں خوف اللہ وخوف یوم جزاوحساب نہ ہونے کی نشانی ہے

سورہ کوثر یکے از سورہ قرآن کریم ہے قرآن کریم عربی زبان میں نازل ہوئی ہے جیسا کہ بہت سی آیات نے اس کی تشریح کی ہے عربی زبان کی دیگر زبانوں پر فوقیت برتری کو اس زبان میں فصاحت بلاغت کو گردانا ہے فصاحت اداروابلاغ مقصود میں واضح اور روشن آسان کلمات کا استعمال گردانا گیا ہے اس موضوع پر حد واصفار سے باہر کتابیں لکھیں گئی ہیں کوئی زاویہ گوشہ چھوڑا نہیں ہے جو تشنہ رہے ہیں عربی زبان کی دیگر زبانوں پر فوقیت کی وجوہات بیان کرتے ہوئے علماء نے لکھا ہے اس زبان کی ایک مادہ ہوتا ہے جو ایک جامع معنی پیش کرتا ہے اس کا ایک صیغہ ہوتا ہے صیغہ میں متکلم اپنی حیثیت کو بیان کرنے کے علاوہ مخاطب کی بھی حیثیت کو حالات کو واضح کرتا ہے۔ ۳ اصل خبر اسلام کو کبھی اسم کبھی فعل کبھی صفت مشبہ کی صورت میں بیان کرتے ہیں۔ یہاں تک کوئی بھی زاویہ ابہام اجمال نہیں چھوڑتا ہے سوائے جہاں بیان واضح عدم مراد متکلم مخاطب ہوتا یا امکان بیان نہ ہو جیسے اگر کسی کے بیان میں نقص وعیب پایا جائے اس کو متکلم غیر میں کہتا ہے موسیٰ اوالعزم میں نقص عیب پایا جاتا تھا لہٰذا ان کی درخواست اللہ ہی نے ان کے بیانات کے مترجم کیلئے ان کے بھائی کو ان کے ساتھ رکھا جب قرآن کریم افصح ابلغ کتاب ہو خالق خلق ولسان کا بیان ہو تمام نقائص ومصائب سے بری ذات ہو اس کے نقائص سے پاک بیانی کے لئے قرآن میں جگہ جگہ کلمۃ ---آیا ہو اس کتاب کو کتاب مبہم کہیں ناقص مجمل کہیں تو کیا یہ اللہ پر افتراء نہیں ہوگی قرآن کریم کی حقائق اور معارف کی توضیحات تنبیہات پر لکھی گئی موضوعات میں مرکزی پالیسی اس کو عمل گونگ ہی رکھتے ہونے کی شواہد قرائن مقصد

توضیح نہیں ہونے سے زیادہ ہونے کے دلائل پر زیر ہے اس کی ایک مثال نمونہ سورہ کوثر ہے۔

مدرسۃ القرانیہ فضائستان:۔

مدارس دینی میں درس قرآن تو نہیں ہوتے یہاں ان کے بقول قرآن سمجھنے کی زبان سکھاتے ہیں یعنی یہاں صرف ونحو سکھاتے ہیں یہاں ایمانیات قرآن یا احکامات قرآن تاریخ انبیاء ومرسلین تاریخ اسلام راشدین تاریخ سلاطین عضوض مسلمین نہیں سکھاتے یہاں قرآن کو لانے والے محمد کی نبوت ورسالت کی حدود وقیود نہیں سکھاتے ہیں یہاں اسلام کی دوسری اساس ایمان بہ یوم آخرت نہیں سکھاتے ہیں لہذا علماء فرق کی مصادر علمی مرسلات مرفوعات ومقطوعات بخاری بحار و بحرانی سیرت حلبیہ تک محدود پڑھتے ہے قرآن اور محمد میں رشتہ جزء منفی مثبت جیسا ہے ہر ایک دوسرے کے بغیر ادھورا ہے محمد کو پہچاننے کا واحد ذریعہ صرف قرآن ہے وہی آپ کی نشان نبوت ہے وہی محتوی ورسالت ہے کہ اللہ کی طرف سے مبعوث ہے۔مبعوث من اللہ ہونے کی نشانی صرف قرآن ہے جیسا کہ فصلت ۵۳ میں آیا ہے لیکن علوم عربی میں نبوغت حاصل کرنے والے علماء وفضلاء اساتذہ کی قرآن فہمی محمد شناسی کے ماخذ قرآن فہمی کے لیے تفسیر علی بن ابراہیم غالی مفرو الا ولد مجہول تفسیر حسن عسکری اور محمد شناسی میں مدینہ معاجز بحرانی ومجلسی سیرت حلبی کی مرسلات کو دیکھتے ہیں کیونکہ ان میں ایسا مواد پایا جاتا ہے جو انسان مسلمان کو قرآن سے بے نیاز کرتا ہے جیسا کہ حدیث کساء صحیح بخاری سے کرتا ہے ایمانیات احکامات ہدایات تعلیمات اہلبیت اور اصحاب سے لیتے ہیں وہ ان کے بقول محمدؐ کو ان اہلبیت واصحاب کے ذریعے پہچانتے ہیں ان کے بقول انہوں نے دین کو اہلبیت واصحاب سے لیا ہے اس کی کیا منطق ہے محمدؐ سے لینے میں کیا دشواری کیا مشکلات ہے حقیقت اور واقعیت میں کس سے لینا چاہئے وضاحت نہیں کرتیلہذا امت اس وقت محافظ اہلبیت واصحاب ہے ان کی مقدسات اصحاب واہلبیت ہیں اس لیے قرآن اور محمدؐ دنیا یہود وہنود صلیب ملحدین کی اہانت اور جسارت کا نشان بنے ہیں حکومت اور عوام دونوں محمد سے اجنبی ہوتی جارہی ہے اگر ایک خالص قرآن اور محمدؐ کو جانا چاہے تو کہاں جائیں اس کے

لئے دینی مدارس میں نصاب وکلاس نہیں ہیلہٰذا مناسب سمجھا ایک مدرسۃ فضا میں قائم کیا جا سکتے دیکھیں کہاں تک قرآن اور محمدؐ کے بارے میں معلومات وآگاہی پیش کرنے کے مواقع میسر آتے ہیں۔

۵۔تخفیف شریعت قرآن کا نہیں ہے ابوحنیفہ اوران کے شاگردوں کا ہے ابویوسف ہارون کی ہر مشکل میں تخفیف لایا تھا ابوحنیفہ کے فتاوی جو باقیوں کا مصدر ہے ان کو امام اعظم رکھا فکر تنسیخ شریعت والوں کا ہے تخفیف وہاں ہوتی ہے جہاں سنگین ہو اللہ قرآن میں فرماتے لایکلف اللہ نفسا الا وسعھا انسان کی استطاعت سے کم پر تکالیف عائد کیے ہیں جیسے اللہ کے لیے امت محمد امت انبیاء دیگران میں فرق نہیں ہے اگر ہے تو پیش کریں امت محمد نے دنیا کفر کو اپنے اوپر مسلط نہیں کیا ہے۔

۲۔ اب آتے ہیں سورہ میں موجود کلمات کے معانی اور درمیانی ربط تا کہ جواب مشرکین بنے ان کی اسراروں پر پانی پھینکیں کلمہ انّا ضمیر کو حرف مشبہ بالفعل اس میں مدغم کیا ہے تاکید ہے تاکید وہاں ہوتی ہے جہان شک کی گنجائش ہو کا اللہ کس کو یقین دہانی کرنا چاہتے تھے کیا اللہ اعطینک یہ بھی صیغہ جمع ہے تاکید کے لیے ہیں اللہ سبحانہ وحدہ لاشریک ہے وحدت اس کی ذات وشناخت ہے کیوں بعض جگہ صیغہ مفرد استعمال کرتے ہیں جبکہ بعض جگہ جمع استعمال کرتے ہیں یہاں پہلا دوکلمہ انا اعطینک میں تاکیدات کے ساتھ آیا ہے یہاں تاکید کسی کے لیے کیا ہے قریش تو ماننے کے لیے آمادہ نہیں محمد کو اللہ کے وعدے پر شک نہیں کوثر سے مراد فاطمہ کی نسل سے جاری ذریۃ کوثر نہیں بن سکتے خاندانی افرادی قوت باعث امتیاز فضیلت جاہلی معیار ہے قرآن میں اس کی مذمت آئی سورہ تکاثر پڑھیں نسل قرآن میں بطور نعمت نہیں آئی بلکہ ابتلاء وامتحان آزمائش کہا ہے امتحانی پرچہ کسی کو بھی پیارا نہیں لگتا نہ ملنے سے پہلے نہ حل کرنے کے بعد حتی جنہوں نے اچھے حل کیا ہے اس کو بھی پیارا نہیں لگتا بلکہ قرآن میں زینت کہا ہے زینت کا معنی ہے تھوڑی دیر کے لیے ہوتا ہے اولاد کتنی ہی اچھی نیک فضیلت والے کیوں نہ ہو پورا ہونے کے بعد ایک دوسرے کی حرکات ناپسند لگتا ہے فاطمہ سے چلنے کی کونسی حکمت تھی کونسی منطق بنتی ہے اس کی کوئی خوشی نہیں ہے فاطمہ سے چلنے والی نسلوں چاہے صحیح نسب والے ہو یا جعلی ہوں

دونوں نے دنیا میں خون خرابہ کیا شریعت محمد کی تنسیخ کی ہے اگر نسل سے جاری رکھنا تھا تو اسمیں کون سی مشکل درپیش تھی کیا مشرکین پہلے آپکی اولاد کو مارتے آپ کوئی روک نہیں سکتا ہے۔

مفسرین اور آیت مودۃ۔

اس آیت میں موجود ہر کلمہ کلام سے غیر مربوط تفسیر کیا ہے سراسر آیت قرآن اپنی مقاصد شوم کے لیے استعمال کئے چاہے اہلسنت کی طرف سے چاہے فریق سوم دکھانے والے ہو یا شیعہ سے وابستہ ہو اس کی توجیہ علم میں کمی نہیں کر سکتے حتیٰ دیانت مذھی میں نقد نہیں کر سکتے ہیں لیکن مذھب خود جادہ دین سے خارج ہے تو ایسی صورت میں مذھب نہیں چھوڑ سکتے ہیں مذھب جب نہیں چھوڑ سکتے ہیں تو اس بارے گزشتہ علماء نے جو لکھا ہے وہی لکھنا ہوگا چاہے آیت کہیں بھی جائے آغائے باقر الصدر کے شاگردی کا افتخار حاصل کرنے والے انقلاب اسلامی ایران کے قاضی القضاۃ آغائے محمود ہاشمی نے آیہ مودۃ پر ایک کتابچہ تصنیف کیا ہے اس میں از بدایت تا نہایت نو آیت پر غور نہیں کیا ہے وہ جو صاحب المیز ان مجمع البیان تبیان فرمان کاشف نے لکھا ہے وہی اپنی عبارات عربی جدید میں لکھا ہے قارئین آیت کے ترجمہ کو پہلے اور بعد کی آیت کے ساتھ ملا کر پڑھنے سے جو معنی اخذ کریں بنتا ہے۔

قرآن میں جہاں امنوا کا خطاب تکرار سے آیا ہے اللہ پر ایمان لائیں جہاد پر ایمان لائیں کتب نازلہ ملائکہ خوف قیامت جنت نار پر ایمان لانے کا حکم آیا ہے آخرت پر ایمان لائیں نبوت پر ایمان نماز قائم کریں روزہ رکھیں جہاد کریں فقراء مساکین مسلمین کا خیال رکھیں دوست احباب بنائیں یہ دور تک نظر نہیں آیا۔ ہاں وہ لوگ اللہ سے محبت کرتے یا اللہ ان سے محبت کرتے ہیں لیکن خود محبت کیا ہے کئی عناصر سے ترکیب پاتے ہیں محبین کا کیا حلیہ ہے کیا شرائط ہیں یہاں اشاروں کہانیوں غزلوں میں تو آیا ہے لیکن قرآن میں یہود و نصاری کے اس دعوی کے جواب میں آیا ہے کہ ہم احبا اللہ ہیں تو جواب آیا اگر اللہ سے محبت کرتے تو ہمارے نبی کی اطاعت کریں آیا ہے قرآن میں سرسری سطح عام

معاشرے میں چلنے والی گرائش سطح کا ذکر آیا ہے اولا دوں بیویوں سے دنیا کے زرزیورات مال ومتال سے محبت کرتے ہیں کیا شکل وصورت مثلث ہے مرقع ہے نہیں آیا محبت عام طور پر دنیا میں برے عزائم کے لئے استعمال ہوتے آیا ہے محبت کے بارے میں جہاں محبت والوں نے ہدایت اورنہایت لکھا ہے اس کے دس مراتب ہیں پہلا درجہ آخری درجہ دونوں برا ہے ابتداء ہوئی۔۔۔آخر عشق لکھا یہاں سے علماء فیلسوف عقلاء اہل شرع کے نزدیک موضوع بحث قرار پایا ہے۔

۱۔کسی فیلسوف سے پوچھا محبت کس چیز کا نام ہے تو کہا ایک نفس کا چندیں ابدان میں حلول کو کہتے ہیں یعنی ایک انسان کے چندہی دوست ہونگے سب کے ساتھ یکساں نہیں ہوگا جیسا کہ دو پیہوں میں ممکن ہے جہاں فرق دیکھیں گے وہاں جدائی ہوگی۔کشیدہ ہوگی سیاسی پارٹیوں پرانی دیرینہ ساتھی کیوں کٹ جاتے ہیں چونکہ وہ دیکھتے ہیں نئ والوں کے ساتھ برابر سلوک کرتے ہیں۔

۲۔ آیا میں نے کسی سے کہا ہم یہاں تمہارے شہر ایک دن تمام اشرار اخیار دونوں کو پہنچانا تو پوچھا کیسے کہا ہمارے ساتھ دونوں گروہ تھے یہاں پہنچنے کے بعد اخیار سے ملے اشرار والے اشرار سے ملے۔

۳۔مامون عباسی نے کہا دوست تین قسم کے ہوتے ہیں ا۔غذاء کی مانند ہے ۲۔دواء مانند ۳۔داء مانند ہے۔غذا جب بھوک لگتی ہے تو کھاتا ہے۔دواء جب ضرورت پڑتی ہے تو کھاتا ہے دواء سے پناہ مانگتے ہیں۔

۴۔جاحظ نے کہا مجھے حیرت ان دو آدمی سے ہے جو ایک دوسر کے ضد ہے لیکن آپس میں دوست ہے کمیت عدنانی شیعہ ہے اہل کوفہ سے محبت کرتے ہیں جبکہ ترماح قحطانی ہے ضد عدنانی ہے سنی ہے شام والے سے محبت کرتے ہیں ان دونوں میں دوستی مداوام ہے۔

اس طرح اخوت دوستی بھی ایسی ہے ہر چیز کی اساس ہوتی ہے اس کا فارمولا ہوتا ہے جس چیز کا فارمولا نہیں ملتا ہے وہ باطل بے اساس ہے وہ تند وتیز ہوا سے اڑنے نہ پھیلنے والی چیز نہیں ہے بلکہ حشیش اڑانے والی ہوا سے بھی اڑ جاتی ہے تاریخ دوستی اخوت بھی ایسی ہے سریع زوال ہوتا ہے بیجا

توقعات رکھتے ہیں مختصر سے تغیر موسم اس کو اڑا دیتی بہتر یہ ہے دوستی کی جگہ ہر ایک ایمان باللہ ایمان بہ آخرت کی طرف دعوت دیں اس سلسلے میں اگر کوئی تعاون امکان ہو وہ دوستی کی بنیاد نہ کریں ایمان باللہ کی بنیاد پر کریں تا کہ دونوں کے درمیان جدائی ہونے کے بعد بھی جوامر الیہ نے لکھا ہے وہ جاری رہیں آخرت نامۂ اعمال میں پائیں اہل ایمان اگر کہیں دور ہی کیوں نہ رہتا ہو اگر اسلام کو اٹھانے کے لئے کام کرتا ہے آپ اس کے شریک بنے گا وہ آپ کا شریک بنے گا ورنہ شکوہ شکایات تعمیرات قدیم کو زمیں بوس کرتی ہے تھوڑا سا رنجیدہ دل سے نکلتا نہیں ہے ابرار بھائی کے میرے ساتھ احسانات بہت ہیں وہ قابل نظر انداز نہیں ہے اگر کریں اس کو کفران نعمت میں شمار ہو گا لیکن یہ احسانات دوسروں سے وصول کرنے کا سخت مخالف رہا ہوں ان کو گھر سے نکالا ہوں لیکن ابرار کے عطیات تعاون کو قبول کرنے میں مجھے غلط فہمی ہو گئی تھی کہ اس ادارہ کا مستقبل سرپرست اعلی نگران ہوں گے وہ اس ادارے میں خرچ کر رہے ہیں لیکن تجربات نے ثابت کیا ایسا نہیں ہے اس کا احساس عرصے سے ہو رہا تھا میں مزید شوائد دیکھنا چاہتا تھا میں آپ برادران سے پہلے سے اور ابھی بھی یہ امید رکھتا ہوں کہ آپ حضرات اپنی افکار ونظریات عقل بدو اور نقل قرآن اور سیرت قطعیہ نبی کریم کی بنیاد پر قائم کریں یہ آیات محکمات پر قائم کریں کسی بھی بڑی شخصیت سے متاثر نہ ہوں کیوں نہ ہوں اس سے متاثر اس کا قول فعل کو حجت نہ مانیں انسانوں کو حجت ماننے والے آخر میں گمراہ ہی ہوتا ہے میں یہ تمنا بغیر محبت رہوں گا جبکہ آپ اسلام کے بنیاد اساس نظریات کو مشعل راہ قرار نہ دیں آپ لوگ مفردات قرآن کو اساس نہیں بناتے اس لئے لغزشیں کرتے ہیں اس مدعی کے لئے ایک ٹھوس ثبوت پیش کرتا ہوں وہ تفسیر قرآن کے بارے یہ دو متقابل نظریہ آیا قرآن کی معانی سمجھنے کے لئے عقل کا کوئی کردار ہے یا نہیں ہے چنانچہ آپ برادران اس میں تنازعات ہو گیا یہاں تک ڈاکٹر خضر ایک نقطہ اختلاف بن گیا اسلام کو شخصیات سے نہیں پہچانا جاتا ہے وہ کتنا ہی اعلیٰ ارفع مقام پر کیوں نہ ہو صرف محمد کی ذات ہے جسکی کی ضمانت اللہ نے دی ہے کیونکہ وہ وحی الٰہی حامل قرآن ہونے کی وجہ سے برادران میں نے آپ حضرات کی خدمات کا صرف اعتراف کیا ہے تعریف کبھی نہیں کی تا کہ میں ملاقات نہ بن جاؤں یا

پھر آپ حضرات سے مقابل مثل تعارف کا انتظار کروں میں دونوں کے مخالف ہوں۔

۱۔الا اسئلکم یہ جملہ قرآن میں تکرار سے آیا ہے سب میں نفی اجر کیا ہے یہاں یہا آیت دیگر آیات نفی اجر سے تضاد کیسے رفع کریں تا کہ حل کریں آیت کی تفسیر ان آیات سے متصادم ہے جو نفی اجر کرتی ہیں۔

۲۔مودت محبت کسی کی طلب سے نہیں ہوتی ہے اسکے عوامل طبیعی ہوتے ہیں

۳۔محبت مودت قابل قدر و قیمت عقلی نہیں رکھتا ہیں یا بالکل قابل اداء و قیمت نہیں ہوتی ہے

۴۔مودت محبت کے دس مراتب و درجات بتایا ہے ان دس میں ایک کا انتخاب ترجیح نہ دینا اس بات کی دلیل ہے پہلا مرحلہ کافی ہے سادہ معمولی معنی جو چاہنے توجہ رکھنے کے معنی ہے

۵۔یہاں استثناء متصل یا منقطع ہے کسی نے اسپر بحث ہی نہیں کی ہے۔

۶۔قربیٰ میں وارثین نہیں آتے ہیں وارثین سے باہر والے آتے ہیں۔

۷۔آیت کے ماقبل مابعد سے غیر مربوط ہے اسکی اسکے مقابل والی تفسیر اس سے زیادہ مضحکہ خیز ہے کہ نبی کریم مشرکین سے کہیں کہ ہم سے محبت کرو تفسیر بقول اہلبیت کی تفسیر بیہودہ بے معنی ہے

لیکن میرے باعث حسرت رہی دونوں علوم عربی میں نبوغت کے علاوہ دنیا جدید کے بارے میں وسیع معلومات رکھنے اور دونوں استطاعت طباعت رکھنے کے باوجود چند حقائق کو بالکل نظر انداز کیے تھے کہ اس کی صعوبات معلوم نہیں ہوگی۔

۱۔دونوں نے قرآن کے لطائف ظرائف بیانی کو پیش کرنے کے بجائے اپنے غالی ہونے کو زیادہ بلکہ بے موقع محل اثبات کرنے کی کوشش کی ہے یہان سے انداز ہوتا ہے آپ دونوں پر تاجران قرآن کی طرف سے زیادہ دباؤ تھے لیکن خود بھی اپنی درستگاہ آزدانہ طباعت کر سکتے ہیں۔

۲۔دونوں اپنی عربی مہارت کو داو پر لگا کر اردو میں نبوغت کو زیادہ اٹھایا۔

بقرہ اور ال عمران کی آیات اللہ کی راہ میں قتل ہونے پر ہونے والے زندہ کہا ہے لیکن آپ دونوں شہادت کی بات کی ہے یہ کہاں سے نکالا ہے کلمہ مشہور بمعنی مقبول کلمہ مولدہ مستورہ از صوفیہ ہے

مذاہب فاسدہ کا مصطلح ہے صدر اسلام میں یہ کلمہ اس معنی میں استعمال نہیں ہوئے ہیں یہ کلمہ امام حسین کے لیے زیب نہیں دیتا جہان آپ کے مقابل بے نظیر بھٹو سلمان تاثیر اسد زیدی وغیرہ بھی اس کا مصداق بن جائے۔

یہ عزاداری بنقل سید محمد باقر حکیم مرحوم نے اپنے والد سید آغائے محسن حکیم سے نقل کیا ہے گلے میں پھنسنے والی ہڈی ہے عرض تفسیر عاشورا اس کے بعد تفسیر قیام امام حسین جس کو ہم نے پاکستان کی معروف علماء کی خدمت ارسال کیا تھا اس بارے میں اپنا منفی مثبت کے تاثرات لکھے اس کے بعد اصول عزاداری ان دو بزرگوار پر گراں گزرے تھے کیونکہ وہ اس کو من وعن رکھے عقائد ناقل سند سمجھتے تھے آخر میں یہ سطر لکھتے ہیں ہمارے ان میں فاصلہ مقاطعہ بڑھتے گئے اس حوالے ہمارے ان کلمہ ترجمان میں ان کے مداح وہ تدام بنے ہوئے اس دور آقای نجفی کا پہلے مرحلے میں البلاغ المبین کا ترجمہ دیکھ کر خوشی ہوئی لیکن انہوں وقت جھوٹ سے پہلے اپنے تفسیر نویسی کا عقیقہ سورہ فاتحہ مجھے یہ اعتراف تو کہ آپ دونوں علم صرف ونحو ومعانی میں تبحر رکھتے ہیں علم اصول ناقد قرآن میں متجر رکھتے

کوثر ونور الاذہان کے بارے میں تاثرات ملاحظات نہیں لکھ رہا ہوں کیونکہ تاثرات تعریف میں لکھنا لکھنا پڑتے ہیں میں نے لکھا تو آخرت کی بربادی ہوگی نقد میں لکھنا دنیا کی بربادی ہے بلکہ آنکھ بند کر کے گزر جانا دین کی بربادی ہے مفسرین سے اچھے تعلقات روابط رکھتے تھے لیکن دونوں بزرگوار اپنے دلوں میں سخت تحفظات رکھتے تھے کیونکہ میں سب کے لیے ایک مکشوف انسان تھا لیکن میرا قیام امام حسین کے بارے میں تفسیرات اسلام مخالف قرآن مخالف خود امام کے مخالف والوں پر گراں گذر رہے تھے میں اس کے ناقد تھے کیونکہ میری پہلی کتاب قیام امام حسین کے بارے رائج تفسیر کے ناقد جو یہاں کے علماء مراجع عظام اس بارے حکم اسلام قرآن بتانے سے عاجز قاصر عوام سے خائف تھے حتی کہ بعض نے سد عقول کو باعث اجر وثواب لکھا تھا۔انہوں نے اللہ اور یا دخوف عوام مخالف بلاسند جائز کا فتوی دینے پر اکتفاء کیا آقای غاشی سے عصر معاصر تک مراجع میں کسی کی جرائت نہیں سوائے آقای خامنہ کے جرات مندانہ شبھانہ تاریخی بیان کو پاکستان میں ان کے نوابوں نے دبایا

اوران سے ہٹ کرخودانہوں تفسیر مالا یرجی قیامہ

لیکن قرآن کے سے نا محرم ہے محسوس ہوا تفسیر آپ اپنی دلی خواہش پر نہیں کی کسی تاجر کی خواہش پر کی ہیلہٰذا میں نے خرید کیونکہ ضروری نہیں تھا کیونکہ اسباب رنجش میں اضافہ نہیں لیکن حال ہی میں میں نے مساکن قرآن لکھنا شروع کیا تو ترجمہ کے لیے تفسیر خریدی متنازعہ آیات کے ترجمہ میں میل کچپیل البغضاء نہیں لیکن حال بلکہ زانوں زمین پر رکھ کر قرآن پر غصہ نکالنے تفسیر کیے تھے ذیل میں اس کے چند نکات ملاحظات پیش کرتے ہیں۔

دونوں بزرگوں کا اپنے علم نحو میں نبوغ نے کلمات مستعمل قرآن سیاق وسباق سے معنی اخذ کرنا تنہا مختصات قرآن نہیں دینا سر کے متکلمین کے کلام میں ہوتا آپ نے اپنی تفسیر نویسی میں دو ہی اصل کو مقام دیا ہے ایک سمایہ کہتے ہیں جو کہ غلط ہے اس کے لیے مودوں کا ذکر کرتے ہوئے مودودی خود عربی پڑھے نہیں تھے لیکن عربی میں نبوغت رکھنے والوں کے حلقے میں تھے جس طرح بیوی کو معیار باطل قرار دیتے ہیں وہ بھی آپ کو معیار دیں۔

درمنثور کے بارے میں ڈاکٹر ذہبی نے لکھا ہے۔

سیوطی جمع وکثرت نقل سے شائق تھے وہ اپنی علم میں وسعت کے باوجود توجہ نہیں کی یہ صحیح ہے یا غلط بلکہ خلط مخلطات کیے کتاب اپنی جگہ محتاج تصفیہ ہے۔ذہبی تفسیر رای کے بارے میں ج ا ص ۲۴۶ پر لکھتے ہیں تفسیر برائے سے مراد اجتہاد قرآن کی تفسیر اجتہاد سے کریں علماء کا تفسیر بالرائے کے بارے میں موقف قوم تشدد کسی کو قرآن کی تفسیر کرنے کا حق ہی نہیں ’’**دایجور لاحد تفسیر الشئی من القرآن والاخبار والاشار ان کو چاهیے احادیث بر ربصائی ۲ الرای یغلب علی صاحبه من غیر دلیل یقوم علیه اما الذی یشعره**‘‘

آغائے محسن نجفی وآقائی صلاح الدین کی تفسیر غیر مربوط بلکہ بلا ربط اور بلا دلیل اپنے عقیدے کو ٹھونسنے سے اندازہ ہوا کہ دونوں مفسرین غلو میں اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتے ہیں۔

کوئی بھی شخص اپنی حدود سے تجاوز کرتے ہیں انکے اندر ایک خوف عارض ہورتا ہے اب ان

کیلیے مشکلات کا سامنا ہے تو یہ اپنے موضوع سے باہر غیر موضوع میں شامل ہوتے ہیں وہاں بھی اپنی بات کو حرف آخر بنانے کی کوشش کرتے ہیں میرے وہم وخیال میں بھی نہیں تھا کہ یہ دونوں غلو میں اس حد تک دوبا ہوا ہے اگر آپ دونوں کو قرآن سے شغف ہوتا تو درسگاہوں میں ابتدائی سال تا فارغ ہونے تک یلیے قرآنی نصاب رکھتے لیکن شرف یہ افتخار دونوں کو نصیب نہیں ہوا اور آئندہ بھی نہیں ہوگا اگر کرتے تو یقیناً کرنے بھی نہیں دیتے شاید آپ دونوں کے ساتھ بھی وہی ہوتا ہے جیسے جن لوگوں نے قرآن کو اٹھایا انکے ساتھ ہوا امثال صاحب المیز ان صاحب فرقان برقعی کے ساتھ ہوا ابھی بھی شاید آپ لوگوں پر ٹھونسا گیا ہو کہ کوئی تفسیر لکھیں آغائے نجفی کے البلاغ ترجمہ آنے کے بعد گرچہ سورۃ فتحہ میں جو تفسیر بے موقع کی تھی لیکن ہم نے کوئی رائیت نہیں قائم کی تھی لیکن تاجر قرآن نے کہا تھا کہ ہم اسے نہیں چھاپیں گے کیونکہ شیخ صاحب کے ترجمہ سے پتہ نہیں چلتا کہ یہ ایک شیعہ کا ترجمہ ہے اس طرح لوگوں کو دباتے ہیں صاف ظاہر ہے دونوں کی تفاسیر پہلے عرصہ ہو چکا ہے آپ دونوں کا مدرسہ قرآں بطور نصاب نہ رکھنے سے ہمیں شک تھا لیکن حال ہی میں مجھے ترجمہ قرآن چاہیے تھا اس لیے خرید لیا تھا لیکن قرآن سے رسول اللہ سے کوئی ۔۔۔رکھا ہے یا نہیں چند جگہ ہم نے سرسری دیکھا تو معلوم ہوا آیات واضح نہیں کیا ہے اپنے غلو کا لوہا منوایا ہے تاجران کی ۔۔۔۔۔میں برہان کے ساتھ ہونگے لیکن معلوم ہے آیات پر تو احادیث کو ترجیع دینا ہی تھا لیکن یہ مسلسل اعتراض مجامع احادیث غث ع سمین سے پر ہے اب صحیح بخاری اصح کتاب بعد القرآن نہج البلاغہ تحت الکلام خالق الکافی تالی القرآن کے کھو کھلا ہو گیا ہے فی عسکری بحرانی حویزی کی روایات اور راوی کا آغائے خوئی اور ہادی معرفت نے پول کھولا ہے انکو صحیح روایت نہیں لکھ سکتے لیکن اجتہاد میں غلطی کا بھی اجر ہے اجتہاد استعمال کیا ہے۔۔۔۔۔دکھ سکھ کی بات نقل کر رہا ہوں ورنہ قیامت کے دن بچے گا نہیں اس حد تک قرآن سے اعراض آنکھ مچولی ستاسی سال روایہ لغت سے کھیل چشم پوشی کی نجات نہیں ہے۔

تحفظات ومواخذات بتفاسیر الکوثر ونور

تحفظات اجمالی وکلیاتی میں دونوں بزرگوں نے اپنی جگہ تفسیر نویسی تقرب بصاحب قرآن نہیں بلکہ تقرب بالغلات مردہ وسود ہادین گراں باز ہے۔دونوں صاحبان درسگاہ ہوتے ہوئے اپنے درسگاہوں میں قرآن کونصاب میں نہیں رکھا ہےاشتباہ نہ کریں نصاب میں نہیں رکھا کہا ہےنہیں کہا ہے کہ قرآن کا درس نہیں رکھا ہے،قرآن نصاب میں رکھنا اور قرآن کا درس رکھنے میں مشرق مغرب جیسا فاصلہ ہوتا ہے۔شاید قرآن کے نام سے درس غلو رکھا ہوگا،تفسیر قرآن کے نام تفسیر قمی وعسکری رکھا ہوگا۔اس کی شواھد وقرائن خود ان کی تفاسیر میں کثرت سے ملیں گے کسی بھی آیت کے معنی لینے کے معاجم معتبر کا حوالہ نہیں دیا ہے اپنی مفتخر نحو کے اصول مسلمہ سے بھی استناد نہیں کیا ہے بلکہ حدیث کو قرآن پر برتری دی ہے۔خلاف قرآن معنی کئے ہیں۔

قرآن سے اپنے مذہب سے دفاع کے لئے کی ہے لہٰذا مائدہ۳،۵۵احزاب۳۲،۳۳،۳۷ میں قاعدہ لغت اور نحوی سے عمداً انحراف کرکے احادیث مخدوش سند والمتین معانی پیش کئے ہیں۔ معنی آیات میں صحیح معنوں میں اپنے لئے مختص تفسیر کی۔جو دیگراں کے لئے قرآن کی طرف سے آنے سے روکنے کے لئے۔۔۔۔۔۔دروازہ بنایا ہوا ہے

یہاں سے آپ یہ بھی اندازہ لگا سکتے ہیں تاجران قرآن کا آپ حضرات پر کتنا دباؤ ہے

تفسیر کوثر ونورالاذہان پر تحفظات

میرا شیخین جلیلین یا شیوخ بلتستان سے اختلاف اختلاف بین شیوخ وسید نہیں کیونکہ سیادت کی عامیہ پر برتری کبھی بھی تسلیم نہیں بلکہ شیوخ سے قائدین عمائدین اولی بلتستان مراد ہے،ان کے پاس اپنے مایہ افتخار کے علوم ماسیمیٰ دینی ولیس بدین تھے جس میں ہم فیل ہونے کی وجہ سے ان کے خاضع تھے۔لیکن ان کیلئے باعث احساس کمتری مور کے پاؤں مانند مذہب تھا جس سے دفاع تنہا دہشت ووحشت کے علاوہ افہام وتفہیم ناممکن مذہب تھے دنیا میں اپنے افکار وعقائد سے دفاع کسی بھی نابغہ علوم کو میسر نہیں رہی چہ جائیکہ انہیں یہ افتخار حاصل ہے جبکہ مجھے ان کے مایہ افتخار والے علوم کے

بانیین کے برے عزائم ومنویات کا علم ہونے کے بعد کہ یہ ضد اسلام وقرآن ہے خود ہی احساس محرومیت کی بجائے اس علم سے نفرت ہونے لگی۔آپ تینوں میں سے آغائے نجفی کے تو ہم نے لقمات کھائے ہیں اعزازات دیکھے ہیں لیکن آغا جعفری کو نجف چھوڑنے کا حکم آنے کے بعد میں نے روکا تھا۔آغا صلاح قم اور جامعہ کے درمیان۔۔۔۔سے نجات دے کر شارجہ میں نے بھیجا لیکن تینوں نے مجھے اپنے موروالے مذہب سے دفاع میں عمائد مشرکین کا درجہ دیا۔

آغائے صلاح الدین صاحب جن دنوں شارجہ تھے انہوں نے مجھے ایک مدرسہ بنانے پر کام کرنے ے کیلئے کہا تو میں نے کہا آپ مدرسہ کیوں بناتے ہیں اور کوئی کام نہیں، یہاں اتنے مدارس ہیں جو ویران پڑے ہیں ایک اور ویران کا اضافہ ہوگا تو آپ نے فرمایا ''ہم دوسروں سے مختلف بنائیں گے''میں نے پوچھا وہ کیا ہوگا تو آپ نے فرمایا آپ اپنی مطارحات وتجاویز بنائیں،ہم نے بنائے آپ نے وہ منظور کیئے۔ہم آپ کو علوم حوزہ میں ایک فاضل انسان،ظاہری طور جھوٹ ،خیانت،برے صفات سے پاک انسان سمجھتے تھے گرچہ ان کے مذہبی غلو اور تھوڑا سا اسلامی موضوعات میں عدم دلچسپی سے شاکی تھے لیکن امید تھی کہ اصلاح ہوجائے گی۔ہماری بنیادی شرط اس میں درس قرآن،سیرت محمد،تاریخ اسلام،عقائد،فن خطابت تھا۔مدرسہ بن گئے افتتاحی تقریب میں مجھے دعوت دی میں نے کہا نقد آپ کو برداشت کرنا پڑے گا اس کے بغیر میرا آنا ضمیر سے خیانت ہے آپ نے اجازت دی،ہم نے اپنی تجاویز پیش کیا آپ نے منظور کیا بعد میں ٹال مٹول کیا کہا وقت لگے گا۔ایک ہفتہ کے بعد اس مدرسہ کے ایک استاد آغائے کاشانی کو ہمراہ لے کر تشریف لائے اور مجھ سے سوال کرنا شروع کیا کہ قرآن کو نصاب میں رکھنے کیلئے کیا طریقہ ہے؟ میں نے کہا میرے پاس کوئی طریقہ نہیں میری صرف تجویز پر اصرار ہے باقی اساتید جمع ہوکر بنائیں۔آپ تجویز لینے کیلئے نہیں آئے تھے مجھے پھنسانے لاجواب بنانے کیلئے آئے تھے،دوتین گھنٹے گفتگو کرنے کے بعد گفتگو ختم کرنے کیلئے کہا۔شاید میرے اس الزام کے رد میں آپ سے درس تفسیر المیزان رکھنے کا سنا،یہاں سے اندازہ ہوا آپ قرآن رکھنا نہیں چاہتے صرف اعتراض کرنے والوں کا منہ بند کرنا چاہتے ہیں

، کیونکہ جن طلباء کوقرآن کے نام کے علاوہ کچھ نہیں آتا ہے ان کو تفسیر المیز ان سے پڑھانا مقدمات خوان کو کفایۃ پڑھانے جیسا ہے۔

عمائدین علوم مایسمی دین والوں کی میرے خلاف مہم جوئی ہے جوانہوں نے بلا جواز میرے خلاف چلائی ہے جبکہ ہم ان کے کلاف زبان کھولی ہے یہ کوئی اقدامات کیے جیسے دیگران نے کیے ہیں ضعری بہشتی نے مصالحت کی ہے لیکن ہم سے جاری رکھی ہوئی ہے جبکہ میں نے اقای صلاح الدین کے ساتھ اکتلاف مکالفت کا جواز ہوتے ہوتے نہیں کیا ہے لیکن حال ہی میں میں نے اپنی مسودات میں دلیل قرآن جہاں پیش کرتے ہین ان آیات کی ترجمہ کی خاطر ان دونوں کی تفاسیر کو خریدا تھا جتا آیتوں کا ترجمہ چاہیے تھا جب دیکھا تو ترجمہ تو بہت کچھ صحیح نظر آیا لیکن تفاسیر ایات کو سمجھنے کے لیے روایات سے استناد نہیں کیے اپنے مذہب کے بے بنیاد مبانی کو ثابت کرنیکے لیے قرآ نکا نام استعمال کیا ہے قرآن کو نیچے احادیث کو اوپر چڑھایا ہے ساتھ ہی میں جھگڑا اتحاد دو مذہب اہلبیت اور مذہب صحابہ میں دکھایا ہے اور دونوں نے مل کر اسلام کو نیچے اسلام سے وابستہ شخصیات سے انتقام لیا جارہا ہے اور حتی حضرت علی کو بھی غیر مسلموس طریقہ سے مطعون کر دیا جارہا ہے ان کے قلم سے اسلام کی کوئی اساس محفوظ نظر نہیں آرہی ہے۔

۱۔ دونوں مفسرین ترتیب موجود قرآن کو ترتیب غیر وحی، بقول ان کے ترتیب سرکاری مانتے ہیں گویا بعض عبا قر غلوان سے بھی آگے غلو کیا ہے۔

۲۔ جن آیات سے علامہ حلی نے منصوصیت امامت پر استدلال کیا اس کو برقرار رکھنے پر اصرار کیا ہے

۳۔ ان آیات میں روایات سے استناد کیا ہے لیکن کسی بھی روایت کے متن اور سند میں اظہار تامل نہیں کیا ہے بطور مفروغ عنہ گویا کلمات قرآن میں اختلاف قرأت پایا جاتا ہے لیکن رویات کی متن میں یہ بھی نہیں پاتے۔

۴۔ اگر امامت منصوص من اللہ قرار دیں گے تو اس میں نقص خود اس خاندان میں سے شروع

ہوا ہے جہاں فرزندان عبداللہ محض محمد اور ابراہیم نے دعویٰ امامت کیا ہے امام سجاد کے فرزند زید بن علی اوران کے فرزندوں نے بھی نص خاص سے انکار کیا ہے۔

۵۔شیخ مفید کی کتاب ارشاد میں کسی کے بارے میں نص اللہ یا نص رسول تو دور کی بات ہے بلکہ کسی سابق امام نے بھی اپنے بعد نص نہیں کی ہے

۶۔نص رسول اللہ یوم غدیر حضور ایک لاکھ سے زائد مہاجرین وانصار کے حضور میں نص شدہ امام کے بارے میں دو مہینے بعد کسی نے بھی گواہی نہیں دی جس میں خود بنی ہاشم نے نص علی کو نہ مانا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ تنہا ابوبکر وعمر کے خلاف نہیں ہیں خود اسلام کے خلاف تشکیل حزب ہیں

۷۔امام خمینی نے حکومت اسلامیہ کے بارے میں نجف میں دیئے گے دروس میں علامہ جواد مغنیہ نے کتاب الولایہ محمد حسین فضل اللہ نے تہران میں منعقدہ خطاب میں جن صفات کو ------------سیمینار سے خطاب میں آقائے بروجردی نے بھی اعلمیت علی کو اٹھایا یہ اس بات کی دلیل ہے مسئلہ نص بے بنیاد ہے

آپ حضرات ہر ایک نے اپنا ایک ہدف بنایا ہے بظاہر ہر ایک دوسرے سے مختلف نظر آتا ہے لیکن آخر میں ایک مقصد میں ڈھل جاتے ہیں بعض نے امام حسین کے قیام کو خرافاتی بنانے استعمال کرنے کے لئے کسی قسم کی دروغ گوئی سے دریغ نہیں کرتے ------------بعض نے ملت کو الحادیوں کی اقتداء میں لانا اپنا مقصد بنایا ہے پچاس ساٹھ سال سے انہی کوششوں میں مصروف ہیں ہر قسم کی تنظیم ہر قسم کی سرگرمیاں خدا اسلام سے جاتر ہیں اسلام کا نام بھی نہیں آنا چاہیے یہ آپس میں طے شدہ ہے بعض ابھی بھی طویل المعیا دامت کی تربیت کے لئے مساجد امام بارگاہ درسگاہ بنانے پر توجہ مرکوز کی ہے غرض ہر ایک دوسرے کے کام میں خلل یا دخل نہیں ڈالنا ہے سب کا ایک متفقہ منشور یہ ہے کہ شرف الدین کو کسی بھی قسم کی سرگرمی کی اجازت نہیں دینی ہے یہ ہمارے متفقہ منشور جیسے بعض احادیث موضوعۃ پر متفقہ علیہ صحیح لگا کر تحقیق سے روکتے ہیں شرف الدین کو مفطو رو محصور کرنا ہم سب کا منشور ہے۔

تفسیر المیز ان کو آغائے طباطبائی نے قرآن کو قاضی بین حق و باطل ثابت کرنے کیلئے نہیں قرآن اصل باقی فرع بتانے کیلئے نہیں کئے تھے بلکہ قرآن کے مردودات قرآن سے متصادم عقائد و احکامات ثابت کرنے کیلئے ،قرآن کے نظم کو رد کر کے امامت ثابت کیلئے پیش کی تھی ،لہٰذا شیعہ فرقے کے نزدیک غلات خاص کرتا جران قرآن کو اپنے گرویدہ پسندیدہ عالم ثابت کیا ہے لیکن آپ دونوں کے اندر قرآن کا وہ مقام نہیں جو حدیث کو ہے۔

تفسیر ابن عربی نقل از کتاب عجائب البیان فی تفسیر اعجاز البیان فی الترجمۃ عن القرآن تفسیر سورہ بقرہ تالیف محی الدین متوفی ۶۳۸ ق

متولد ۵۶۰ مکان پیدائش مرسیۃ اندلس کا سلسلہ نسب حاتم الطائی کے خاندان سے ملتا ہے جن اندلس میں بنی امیہ کی حکومت قائم ہوئی تو ان کے والد وہاں منصب قضاء پر تھے اپنے دور کے مائیسمی عالم دین تھے۔ جلدی فلسفہ یونان ومشرق ادیان مذاہب پڑھا پھر وہ قاہرہ منتقل ہوتے ہیں وہاں سے مکہ پھر بغداد ہر جگہ صوفیوں سے ملتے ہیں آپ دو صوفیوں کے دوسرے دور کے مرشد بنے آخر میں شام ۶۳۸ ق میں وفات پائی۔

کتاب موسوعۃ میسرہ فی المذاہب والادیان صادر از مدینہ ص ۱۱۶۸ پر بحث وحدۃ الوجود میں لکھتے ہیں مسئلہ وحدت الوجود کا سنہ ۵۸۵ سال قبل از میلاد مسیح سے ملتا ہے بعد میں عالم اسلام میں حلاج ابن عربی پر منتہی ہوتا ہے یہ مذہب الحادیہ تنسیخ شریعت پر ختم ہوتا ہے۔

تفسیر کوثر محسن نجفی آپ کے علوم عربی میں نبوغت بلا متنازع ہے لیکن یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ آپ کو دقائق قرآن پر بھی تسلط تھا کیونکہ علوم عربی اور دقائق قرآن میں کوئی گہرائی میں رشتہ ہو نہیں رہا ہے بلکہ علوم عربی کے عمائدین کی یہ سعی پیہم رہی ہے قرآن نام احترام سے نہیں کہیں رشتہ شعر سے ہی رکھیں۔ چنانچہ آغائے استادان قرآن کو نہی رہا ہے آپ کے عرصہ پچاس ساٹھ سال تک درستگاہ پر درستگاہ بنائے لیکن کسی میں قرآن کو نصاب میں نہیں رکھا کسی قسم کی قرآن سے شغف آپ کے تحولات

زندگی میں نہیں دیکھا گیا حیریت کی بات ہے آپ کوتفسیر لکھنے کا شوق کیسے آیا۔کسی تاجر قرآن کی خواہش تھی یا اپنے اندر موجود علوم میں طغیانی آئی تھی علوم جس کسی میں بھی آتی ہے اس کا پہلا نشانہ قرآن اور محمد ہوتا ہے قرآن پر حدیث کو چڑھاتے ہیں محمد کو پیچھے کرنے کم وصغیر دیکھانے کے لئے اہلبیت اصحاب کو لاتے ہیں چنانچہ آپ نے اپنی تفسیر کے مقدمہ میں قرآن محمد مخالف کا عندیہ دیتے ہوئے نہج البلاغہ کے خطب و مرسلات میں ایک علی کو وحی میں شریک رسول اللہ ثابت کیا۔

صلاح الدین نے نساء ۵۹ میں آیۃ اولی الامر کے مقدم کو دیکھا نہ موخر کو۔

۲۔نہ قرآن کے دیگر آیات کا خیال رکھا ہے جیسے آیۃ ختم نبوت ختم رسالت ختم کتب ختم حجت کو دیکھا اولی الامر سے مراد امۃ نبوت ورسالت ہے جبکہ نساء ۱۶۵ میں حجت حضرت محمد کے بعد ختم ہے آپ نے تسلسل ہونے کا کہا۔

۳۔ نہ اپنے آئمہ کی تاریخ کو دیکھا حضرت علی نبی کریم کی رحلت کے بعد سے ۳۶ سے خود تابع خلفاء اوران کے جانشینی کرتے تھے اوراوامر کی اطاعت کرتے تھے۔آپ کے بعد امام حسن چھ مہینہ اقتدار پر رہنے کے بعد اس منصب سے اعتزال ہوۓ امام حسین معاویہ کے دور میں کسی قسم کے اوامر ونہی کے تمہید نہیں رکھتے تھے امام سجاد سے آخر تک سب گھروں میں حالت اعتزال میں گذرے تھے کسی نے امر کیا نہ نہی۔

۴۔نہ اولی الامر کا معنی واضح کیا وہ کون ہوتا ہے اور ہونا چاہیے اور کون ہوگا معاویہ برسر اقتدار آنے کے بعد لجام مملکت اسلامی بغیر کسی استثناء تابع معاویۃ تھے حتیٰ بنی ہاشم تمام کے تمام معاویۃ کے دربار میں جاتے تھے جنگوں میں شریک ہوتے تھے جن زوات کو ایک آدمی کو امر کا قدرت تھا نہ کبھی کیا گویا کسی نے کہا آپ جو کچھ لکھنا چاہیں لکھیں کوئی نہیں روک سکے۔

۵۔تاقیام قیامت تک اولی الامر باقی ہوتا ہے آپ کے تین امام عمر بھر جیل میں رہے ۲۶۰ ھ کے بعد سے ابھی تک کوئی اولی الامر نہیں۔

آغائے صلاح الدین جس کو میں اپنے لئے پیشکش جگہ پر بھیجا تھا وہاں سے دولت لے کے آنے کے بعد تنہا مدرسۃ کے بارے میں جو شرائط طی ہوتے تھے بھول گئے وہاں غربت کی حالت میں تین سال گذرے میری ایک دفعہ بھی خبر نہیں لی جب واہ سے واپس آئے تب نہیں آیا پوچھا نہیں ایک دفعہ ابی سینا میں مسجد آغا رضا شاہ کی نماز جنازے میں آئے تھے وہاں بھی نہیں ملے۔۔۔۔کئے ایک عالم دین شیخ رحیم نامی علیل ہوگئے تھے تو میں ان کی عیادت کے لئے گئے تو میرے پہنچتے ہی ایک حکایت سنانی شروع کی جس میں عمر بن خطاب کو تین بار ملعون کہا ہے ان کو میرے بارے میں کچھ پتہ نہیں تھا وہ تو خود دنیا و مافیہا سے غافل انسان تھے معلوم ہوا ان کو صلاح الدین نے بتایا ہے شرف الدین عمری ہوگئے ہیں۔آغائے محمد طٰہٰ قرمطی منظور کالونی آپ کے پاس میرے عقائد کے خلاف کچھ لکھوانے گئے تھے تو ان کو تین دفعہ تکرار سے کہے تھے کیا آپ مجھ جیسے افضل و کامل سے شرف الدین کے خلاف لکھنے کو کہتے ہیں۔

تفسیر کوثر نجفی

جناب صاحب تفسیر کوثر نے سورۃ احزاب کی آیت ۲۸ سے ۳۳ تک آیات سے جو معانی و نتائج اخذ کیے ہیں انکے مقام علمی کے خلاف ہے یہاں آپ نے لکھا ہے کہ اہلبیت گھر کے اندر رہنے والے ہوتے ہیں گھر میں ہمیشہ رہنے والا زوجہ ہی ہوتا ہے بلکہ مرد کے ساتھ ہمیشہ رہنے والی زوجہ ہوتی ہے اہلبیت پہلے مرحلے میں زوجہ کے لیے استعمال ہو یہاں قرینہ ہوتا ہے وہاں انصراف ہوتا ہے آپ عربی بیت غائی کے بارے میں عرض ہے یہاں بحث کلمہ مرکب اضافی کی صورت میں چل رہا ہے اس ترتیب کے ساتھ کسی معنی میں زیادہ مناسب فصاحت و بلاغت ادب عربی سے قرین ہے دیکھنا ہوتا ہے اگر دو جملوں کو جداگانہ لیا جائے تو معنی کہیں سے دور لے جائے گی اہل دائم الاضافہ ہے مضاف الیہ مانگتا ہے۔اہل الاسلام کلمہ پڑھنے والے اہل التقوٰی والمغفرۃ اہل السموٰت اہل الارض جب انسان کی طرف اضافہ ہوتا ہے تو پہلا مصداق زوجہ ہوتی ہے ان کے بعد اہل عزیز و

اقارب جوایک مرد کی کفالت ہوتے ہیں قرآن کریم میں کلمہ اہل اہل کتاب قراء ہے، اہل قراء، اہل قریہ سب مضاف ہوتا ہے جہاں بغیر قرینہ اہل الحل کہتے ہیں تو۔۔۔۔ہی مراد ہوتا ہے اسی طرح بیت بھی بیت رات سے رات گزارنے کی جگہ کو کہا ہے بیت عنکبوت۔۔۔۔۔۔۔اہل الکتاب بقرہ ۱۸۰ عمران ۱۹۰ اہل مدینہ۔۔۔۔۔۱۰۱۔۱۲۰ ۱۱ اہل قرٰی یوسف اہل الذکر نحل ۴۳ ۱ اعراف ۹۷

زوجہ قصص ۲۹ یوسف ۲۰ خاندان نبوت ۴۳ ۳ قریبی رشتہ دار نساء ۴۵ نساء ۱۳۵ ایوب نساء ۸۴ فاطر ۴۳

آغائے نجفی کا یہ افتخار ہے کہ علوم قرآن میں سبقت مذہب اہلبیت والوں کو حاصل ہے کی مثال واجب القتل قیدی کا حجاج سے افتخار جیسا ہے۔دور حجاج میں ایک سزا یافتہ شخص کا امتیاز لگتا ہے جس نے حجاج بن یوسف سے اپنی قوم کے طرہ امتیاز بتایا اور کہا امیر حجاج ہماری قوم کو عراق میں ایک امتیاز حاصل ہے کہ ہماری قوم میں کوئی نام علی حسن وحسین نہیں ہے اسی طرح شیخ صاحب کو عام طور پر علوم قرآن میں سبقت حاصل ہے کیونکہ علوم قرآن قرآن سے دور کرنے والے علوم ہیں خصوصی طور کثرت آیات منسوخ دکھانے کا امتیاز حاصل ہے چنانچہ آغائے ہادی معرفت نے اپنی کتاب التمھید فی علوم القرآن ج ۲ ص ۲٦٦ پر بحث ناسخ ومنسوخ فی القرآن میں سب سے پہلے ناسخ ومنسوخ قرآن لکھنے والے امام صادق اور امام رضا کے شاگردوں کو گردانا ہے ان میں سے ایک نام بڑی تجلیل وتکریم کے ساتھ لکھا ہے مفسر کبیر علی بن ابراہیم قمی کو جاتا ہے لیکن ان سے آگے کس نے پڑھایا ہے خود آغائے معرفت نے ان سے ناقلین کو مخدوش قرار دیا ہے لیکن خود علی بن ابراہیم قمی کے علاوہ کسی کا ذکر نہیں کیا ہے ہمیں انکے مصادر کے بارے میں بھی دیکھنا ہے۔

آپکے اس بارے میں یہ بیان ان آیات سے سے استناد پر بحث بہت لمبی کھینچیں گے آیات تو رسول اللہ عام استمداد کے بارے میں نہیں بلکہ جنگ کے مواقع پر رسول اللہ کے تصرفات کے ناقدین کے بارے میں ہے لیکن آپ نے بندہ خالص اللہ کے ہونے کے بعد اللہ سب کچھ دیتا ہے اسکے

مدرک حدیث غیر شریف قدسی جو بارہویں صدی کو کشف ہوئی ہے۔ اکتشافات میں سے ہے جو کہ بعد رحلت رسول اللہ کے تیسری صدی کی ابتکارات ہیں لیکن احدیث قدسی گیارہویں صدی کے بعد کی ماذون من اللہ ہونے کی وضاحت کروں گا۔ اذن مفردات میں آیا ہے اذن الجارحہ (کان) کو کہتے ہیں'' **وشبہ من حیث الحلقہ اذن القصد** '' دیگ کے دست گیر کیلئے استعارہ کیا ہے متعلقات کے لیے استعمال کیا ہے لیکن صاحب وجوہ النظائر دامعانی نے قاموس قرآن میں کلمہ اذن کے لیے چار مصداق بیان کیے ہیں سماع سندا۔ ارادہ۔ امر لیکن کتاب من اسرار الغۃ تالیف محمد ملناصی نے لکھا ہے اسکی دو اصل ہیں دونوں قریب المعانی ہیں ایک الجارحۃ دوسرا علم ہے لیکن عند التحلیل دا معانی کا مصادیق درست نظر آتا ہے اسکی اصل جارحۃ ہے جارحۃ ہی مصدر اولیٰ اور وسیع تر علوم ہے علم کی ماں ہی سماع ہے۔

آیۃ کریمہ ایاک نعبدوایاک نستعین قرآن کریم کا پہلا جملہ نفی شریک کا مرکزی نقطہ یہ آیت کریمہ ہے جہاں حصر عبادت حصر استعانت کریمہ حصر الوہیت حصر عبادت میں ہے حصر عبادت حصر استعانت میں یہ دو جملے بندہ جہاں تک حقیقی بنا سکتے ہیں بتائیں اگر کوئی نمازی اپنی نماز میں اس نعبد کو قالب عمل میں ڈھالنے کی سعی کرے تو کوئی مسیحا زیر تسلط اجانب رہے گا فاضل گراں نے یہاں سے ۔۔۔۔شرک کو ایک نہیں شرکاء ثابت کیا ہے کیا وہ آپکی تسلط عربی کہیں یا تاجر قرآن کا کمال کہیں لیکن یہ بات ایک حقیقت جاریہ وصارخہ ہے انکی تقصیر نہیں ہے مذاھب میں یہ گنجائش نہیں قرآن کریم لطائف وقائق کو الٹائیں پھر وہاں سے نہیں رہیں گے فرقے تفسیر قرآن اٹھانے کے لیے نہیں لکھتے قرآن کو اپنے فرق کے پیغام دینے کا مہمات بنانے کے لیے اٹھاتے ہیں جیسے راوزانہ اخبار نکالنے والوں کی یہ سعی نہیں ہوتی کہ شہریوں کو آگاہ بیدار رکھیں یہ انکا تجارت وکاروبار ہوتا ہے انکی اپنی پالیسی ہوتی ہے فرقوں میں سے جس کسی نے بھی۔۔۔۔۔۔۔الی یوم حذا اٹھایا اپنے فرقے کو اٹھانا مقصد فرقہ کے علماء وعلوم کے نوابغ ہوتے ہیں وہ فرقے کے نوابغ بنے ہو لیکن فرقہ گرائی میں درجہ حرارت میں فرقہ ہوتا ہے بطور مثال ہم نے المیز ان تفسیر کاشف مغنیہ دیکھا تھا لیکن انہوں نے اس آیت سے

شرک ثابت نہیں کیا تھالہذا ہمارے دونوں خدمت گزار وتاجران غلات نے کسی بھی جگہ لغت اصلی یا احوال مسلمہ قواعد سے جوڑنے کی کوشش نہیں کی بلکہ اس فرقہ کو دیوانہ ثابت کرنے کی کوشش کی جیسے احزاب ۳۳ شوریٰ ۲۳ مائدہ ۳۔۵۵۔۔۔میں کارنامے دیکھائے ہیں اپنی نحو کو بھی۔۔۔۔۔مارا ہے لغت کو دیکھا نہیں عبادات کی تعریف میں لکھا ہے ج ا ص ۲۰۷ خود لفظ ہے اسکی تعریف فعل آتی ہے چنانچہ کہتے ہیں عبدالمملوک الیقین میں آیا ہے العبد المملوک اسے کہتے ہیں جسکا کوئی مالک ہو چنانچہ رب مالک کو کہتے ہیں۔''**العبد و من ملک شیئا فھوا ربہ لا ....الاللہ**'' لہذا عبادت کسی ہوتی ہے اگر کوئی رب نہیں تو اس کی عبادت نہیں اور جب عبد نہیں تو عبادت نہیں ہوگا جب عبد مملوک عبد مخلوق نہیں عبد استرقاق اور عبد مخلوق میں فرق ہے عبد استرقاق کو قتل نہیں کر سکتے عبد استرقاق اگر اطاعت نہیں کرتا کھانا روک سکتے ہیں لیکن عبد مخلوق کو کھانا نہیں روک سکتے ہیں مار سکتے ہیں عبد مملوک دو قسم کے ہیں عبد زرخرید عبد مملوک مخلوق۔

سنت مقدم بر قرآن ہے[تفسیر کوثر ج ۷ ص ۴۹]

اگر قرآن بغیر سنت ثابتہ کے سمجھنے کی کوشش کی جائے تو بقول بعض قرآن اس کشتی ناخدا کی مانند ہو کر رہ جائے ہے جسکا ناخدا نہ ہوان فقرات سے پہلے فقرات یہ ہے واضح رہے قرآن کی تفسیر و تشریح کیلیے سیاق وسباق پر سنت رسول مقدمہ چونکہ سیاق وسباق سے مطلب ظاہر اور سنت رسول اللہ سے صراحتاً سمجھا جاتا ہے''**فتقدم السنة علی اسباق تقدمالنص علی انطھور** ''اسی صفحہ کے تیسری جگہ لکھتے ہیں ہم نے بہت سے مقتدر مفسرین کو دیکھا ہے کہ وہ ایک ضعیف ترین روایت کی وجہ سے قرآن کی صریح نص کے خلاف جاتے ہیں ایک مثال پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں انعام کی ان آیات کو پڑھیے انعام ۲۵۔۲۶

ا۔آیہ تطہیر میں تین باتیں ہمارے پیش نظر ہیں ایک اہل کے معنی کے تعین کیلیے سنت ثابتہ پر مشتمل دلیل کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔

۲۔آیت میں سیاق وسباق ہےتو س بارے میں سنت کی طرف رجوع کرنا ہوگا کیا سنت سیاق وسباق کے مطابق ہے یانہیں

۳۔حدیث رسول کی طرف رجوع کرنا ہے حدیث رسول میں معنی اہلبیت کیا ہے

۴۔خود سیاق کے بارے میں بات کرنا ہوگی

اہل کے معنی سنت ثابتہ میں چالیس طرق اہلسنت تیس طرق شیعہ سے نقل ہیں اہل بیت سے مراد علی و زہراء حسنین مراد ہے۔

ہمارا فہم سیاق رسول اللہ کے فہم سے مختلف ہےلہٰذا فہم الرسول اللہ عام ناظرین قارئین عبارات گزشتہ عبارت کا خلاصہ یہ ہے آیات قرآن اپنی جگہ درست لیکن معانی کلمات آیات سے نہیں سنت سے ہو گی سنت ثابتہ میں فہم رسول اللہ مقدم ہے

آیات میں موجود کلمات کا معانی سنت ثابتہ سے ہوگی سنت ثابتہ فہم رسول آیات ہےلہٰذا اہل آیات نہیں سنت ثابتہ ہے یہاں تین قسم کے فہم ہے

ا۔مذاہب کی فہم ہے جس کی ترجمانی صاحب کوثر اور نور الاذہان کریں گے البتہ یہاں پر دو جلیل القدر اپنی جگہ ترجمان فرقہ تاویلیہ سے متعلق تفاسیر کی ترجمان ہے

۲۔رسول اللہ مراد رسول اللہ نے ان آیات سے جو بھی معنی سمجھا ہے

۳۔مراد متکلم یعنی اللہ نے ان کلمات کیا معنی ارادہ کیا ہے

ہم اور اصالت قرآن بمعنی واقعی حقیقی والوں کی خصوصی فہم نہیں ہوگی کیونکہ ممکن ہمیں اسکا اعتراض میں کڑواہٹ نہیں میری عربی آپکی عربی کے مقابلے میں ٹک نہیں سکتی ہے میں دیگران کی نقل پیش کرسکتا ہوں خود شیخ صاحب کا دعوٰی ہے انکا فہم سنت ثابتہ ہے ہم پہلے مرحلے میں شیخ صاحب سے اس سنت ثابتہ کی جو تاریخ کتابوں میں ملی ہے وہ بہت وہ بہت کچھ مشکوک مخدوش کیے بعد دیگر شکوک میں اضافہ کیا آیے دیکھیے

ا۔نبی کریم نے سنت لکھنے سے سختی سے منع فرمایا تھا البتہ بعض نے لکھا ہے ابوھریرہ اور عبداللہ بن عمرو

بن عاص نے چوری سے خلاف حکم رسول اللہ لکھتے تھے

۲۔دوصدی تک امت میں احادیث کا بحران تھا مالک بن انس نے عمل مدینہ یا عمل اصحاب وتابعین پر عمل کرتے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔

۳۔ابوحنیفہ اور شافعی نے اپنی اقتباسات سے فقہ ایجاد کیا

۴۔حدیث کی پہلی کتاب تیسری صد ہجری میں بخاری آئی چوتھے ہجری میں کافی آئی ہے

۵۔مجامع روای صحاح ستہ واربعہ بلاد منافق یا غلات نشین خراسان بصرہ کوفہ بخارا میں عوامی اجتماعات کاروان سراوں میں نیلامی طریقے اجرت چواب کا طمع لالچ دے کر جمع دے کر جمع کیا ہے۔

٦۔اب تک ان مجامع احادیث سے جعلیات مقطوعات شاذات پر کثیرہ فریقین کی طرف کثرت کتب آئی ہے ان میں مجامع رویات اکراج شدہ روایات نکالی ہیں۔

۷،۔کتب تفاسیر پر تحقیق کرنے والوں میں محمد حسین ذہبی اور محمد ھادی دونوں تفاسیر کے مندرجات اور مفسرین کی امانت داری پر ضخیم کتاب تفسیر ومفسرون لکھی ہے۔

۸۔قم جامعہ مدرسین کے زیر نظر چھپنے والی تین جلد کتاب علوم قرآن میں قرآن کی تفسیر کے متعلق روایات کونقد ونقض کا نشانہ بنایا۔

۹۔ دونوں بزرگوں نے اپنی تفاسیر میں سنی مفسرین ومحدثین کی آراء کوسختی سے مسترد کیا ہے۔

۱۰۔لیکن لیکن شیعوں کے خصوصی عقائد جیسے امامت امام مہدی اثنا عشری احکام متعہ خاک پر سجدہ اہلسنت سے استناد کیا ہے یہ دین ہے مخالفین کے اقوال سے استناد کرنا غلط ہوگی اگر دنیوی امورات جیسے فسطائی میکاولی ہے مخالفین کے قول سے ان کورد کیا ہے تو یہاں نقل کرنا درست ۔

۱۱۔آپ کیا آیۃً تطہیر میں آیۃً مودت مباہلہ سنیوں سے ثابت کیا ہے۔

۱۲۔آپ کے احادیث ابھی تک متن وسند دونوں مخدوش ہے آپ کے پاس کہاں کیسے سنت ثابتہ ہے کہ اس کوایک مسلم ثبوت کے طور پر تسلیم کراتے ہیں۔

شیخ صاحب کا صاحب اذن ہونا جن آیات سے فعل خارق عادت غیرانبیاء کے لیے ثابت کیا ہے اس

کے دوتمہید بنائی ہے ایک یہ فعل انبیاء باذن اللہ انجام دیتے تھے یعنی یہ تصرفات خارق عادات بغیر میں اللہ ممکن نہیں صرف اذن رکھنے والے کے لیے مخصوص ہے تمہید دوم ہمارے آئمہ اللہ کی طرف سے اذن رکھتے تھے لہٰذا وہ بھی بھی خارق عادت والی افعال انجام دے سکتے ہیں یہاں چند ملاحظات رکھتے ہیں آیا یہ اذن انبیاء کے لیے بطور مستقل جہاں صداق استعمال کریں کر سکتے ہیں ایسی اذن تھے یا اذن تھے یا اذن کا معنی اور بھی مصادیق مفہوم رکھتے ہیں اذن کا معنی یہ نہیں وہ خود کر سکتے ہیں بلکہ جب ضرورت پڑتے تو خود اللہ کرتے تھے قرآن کی اذن کتنے معنوں میں آیا ہے دیکھنا ہوگا انبیاء دعوی کرتے تھے کہ ہم اللہ کی طرف سے آئے ہیں اس کے لیے ایک تصدیق نامہ کی ضرورت جو خود اللہ کے علاوہ کوئی نہیں دے سکتے جبکہ آئمہ بقول ااپ اللہ کی طرف سے نہیں نبی کی طرف وہ لوگوں نہیں کہتے تھے ہم اللہ کی طرف سے آئے وہ کہتے تھے ہم رسول اللہ کی طرف سے ہیں لہٰذا ان کے پاس سند رسول کی طرف سے یا باذن من اللہ فعل انبیاء کر سکتے ہیں والی آیات میں بعد بحث کریں گے لیکن تھوڑا سا ایک حقیقت کی طرف اشارہ کر کے گزر جاتے ہیں یہ ایک قسم کی نبوت توڑ سلسلوں کا ایک حلقہ ہے گرم بظاہر اسلام مزاحم میدان میں اتر کر کرنے کا آغاز حصار عثمان قتل عثمان اس کے بعد مملکت سے مزاحمت آخر میں کھیل لاحکم الا اللہ کرنے والے خارج رہا ہے اسی سلسلیعلی کے نام سے نظام گرائی قائم کرنے اہلبیت رسول اللہ شیدائی سر سری تھی یہاں تک آخر میں یہ ایک فلسفہ میں داخل ہوئے یہاں سے تشیع اور تصوف اشتراک اتحاد یا باپ بیٹا بن گئے پھر نبوت توڑ کا کھلا اعلان کر کے بغیر نزال جبرائیل اللہ سے بطور مستقیم ہدایت لینے بلکہ افعال خدا بھی علم ہندسہ کر سکتے ہیں کا فلسفہ وجود میں آیا ہے اسکا نصاب کا نام حدیث درسی رکھا حدیث قدسی اسی لیے رکھا تا کہ اسکی سند اور متن کے پیچھے نہ لگیں یہ تاجران اذن من اللہ ہیں اب آتے ہیں اذن من اللہ یعنی ارادہ وحکم مشیت اللہ کوئی چیز وقوع و پیدا نہیں ہوتی کسی بھی بندے کے اختیار میں نہیں ہے لہٰذا بعض آیات میں اللہ یہ فعل اللہ ہی کرتا ہے ہم نہیں کر سکتے ہیں کسی کو کرتے دیکھا تو اس نے اقرار کیا کہ اللہ کی اجازت سے انجام دیا ہے یہ کیا انبیاء کو کوئی اجزت نامہ بطور مستقل ہاتھ میں تھا ایسا کوئی منہیں ہے انبیاء کچھ نہیں کر سکتے جس وقت وہ وہ کرتے ہیں

اسوقت س اللہ ہی کرتا ہے انبیاء نہیں

۳۔ نبی کی اہانت عاص بن وائل نے کی ہے اسکو جواب اللہ نے دیا ہے اللہ نے کسی آیت میں آپکی دعوت کی کامیابی کے بارے میں پریشان نہ ہونے کا کہا اللہ نے نہر در جنت اور حوض اس سورۃ کے بعد نبی کریم نے اس سورہ کے نزول کے بعد مکہ میں یا مدینہ میں خوشی منائی ہو عید کی نماز پڑھی ہو یا قربانی دی ہو نہیں ملتا ہے

۴۔ آپکو جنت یا محشر میں حوض دیا اس سے عاص بن وائل بنی مخزوم والے مراد ہیں بنی امیہ کیسے ابتر ہو گیا۔ عاص بن وائل کے بیٹے نے خلافت اسلامیہ کو نبی کے خاندان سے موڑا بنی امیہ کی حکومت نسل دنیا میں اتنی پھیلی ہے تنزلی کے بعد مغرب میں حکومت قائم کی انکی نسل دنیا میں اتنی پھیلی ہے معانی آیات سے استخراج کرنے کے بارے میں دو فتاوی متصادم ہیں ایک فتوی علماء اصول فقہ والوں کا ہے انہوں نے کہا ہے فہم قرآن ہر کس و ناکس کا کام نہیں ہے قرآن ظنی الدلالہ ہے اس کے معانی بغیر احادیث نہیں سمجھ سکتے ہیں یہ حضرات غیر شعوری طور پر تجاہل گوئی کرتا ہے ایک طرف کہتے ہیں فصاحت و بلاغت قرآن کریم نے عربوں کی فصاحت و بلاغت کو چیلنج کیا تھا یہ کونسی فصاحت و بلاغت والی کلام ہی حوزات و مدارس میں عمر ضائع کرنے والوں کو سمجھ نہیں آتی ہے کسی کی سمجھ میں نہ آئے کیا جب سورہ الکافرون نازل ہوئی تھی تو مشرکین نے کسی محدث مفسر سے پوچھا تھا یہ سورہ کیا کہتی ہے اس پر اختصار قرآن سے دور رکھنے کے لیے کیے تھے متضاد جمع کیے حتی ہر وہ آیت جو قرآن میں سمجھنا ضروری اور فہم میں بھی آسان تھی اس کو قیل و قال کی جنگل بنایا جیسا آیۃ شجر ممنوعہ آدم صفی اللہ آیۃ تطہیر آیۃ شوری ۲۳ مودت آیت ولایت مائدہ ۵۵ آیت ابلاغ مائدہ ۶۷ مائدہ ۱ آیت ذر روایتوں کی بوچھاڑ سے شور و شرابہ ضد اہداف قرآن ہیں روایات کی بوچھاڑ کی گئی انہوں نے اس سورہ کے معانی ۲۶ تک بتایا ہے دوسری طرف سے جھوٹ بولنے والے ڈرپوک ہوتے ہیں اگر یہ نہ مانیں ہر کسی کی بات اپنی جگہ ہے لیکن ان کو مقصد تو حاصل ہو گیا ہے قرآن سے منہ موڑیں جس کتاب کو اللہ

نے کتاب عربی کہا ہو یعنی کتاب واضح کہا ہو یہ کتاب گونگ نہیں قرآن عرب بدو سے خطاب ہے مشرکین عرب سمجھتے تھے ابوجہل مغیرہ بن ولید ابولہب سمجھتے تھے لیکن حوزات و مدارس اور اعلیٰ درسگاہوں کے اسناد یافتہ نہیں سمجھ سکے یہ کونسی منطق ہے کیا اللہ کی کتاب سے بغاوت یا خود اللہ سے جنگ نہیں۔

عام طور ہر خاص کر سطحی ذہن رکھنے والے کلمہ مساکین سے تنفر ناپسند گریزی ترفع کا مظاہرہ کرتے ہیں مساکین یعنی بیچارے حیران وسرگردان لوگ ہوتے ہیں ایسی روح عام طور ہر فہم حقائق سے محروم لوگ میں ہوتا ہے یہ سوچ حقائق اشیاء سمجھنے کی کوشش نہ کرنے والوں کا ہی ہوتا ہے یہ لوگ زیادہ تر جاہل لوگ ہوتے ہیں ایسے لوگوں کو معانی کلمات بھی نہیں آتے کسی بھی لفظ کے گردو پیش غور و خوض نہ کرنے والوں کو ہی طاری ہوتا ہے انکو یہ بھی پتہ نہیں سکون کس چیز کا نام ہے سکون کہاں سے ملتا ہے سکون کب کب کیسے گھومتا ہے سکون انسان کے اندر کب اور کیسے آتا ہے سکون کے علل واسباب کیا ہیں قاری کرام سکون جسم کا غذا ہیں سکوں روح لیتا ہے جسم میں سکوں کی جگہ نہیں ہوتی وہ کہاں کدھر رکھیں وہ تو خود ساکن ہے اسمیں حرکت مرکب نباتات حیوانات انسانوں میں ہوتا ہے سکوں یعنی توقف مرکب انسان کے دل ایک سیکنڈ میں کتنی دفعہ کرتا ہے عادی حالات میں وہ کتنی بار حرکت کرتا ہے کیونکہ اسکی حرکت دوسرے اعضاء کو غذا دے سکتا ہے کبھی ہر جسم زیادہ حرکت کرنے لگتا ہے یہاں سے انسان کے اندر بیقراری پیدا ہوتی ہے دل زیادہ حرکت کرتا ہیلہٰذا کوشش کی جاتی ہے کہ اسکی حکت کو نارمل کیا جائے اگر اسوقت ملک میں زیادہ بے قراری کی حالت میں کوئی نظر آتا ہے تو وہ ہے جس کو کھانا نہیں ملتا ہے یا جو زیادہ کھاتے ہیں

سورہ کوثر اور تفسیر مفسرین

قرآن کریم میں سب سے چھوٹی تین آیات والی سورہ کا نام کوثر ہے قرآن کریم کی آیات شان نزول کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے بعض کا کہنا ہے کہ شان نزولوں کی توثیق بہت کم ہے ہر

آیت ہر سورہ کی شان نزول نہیں ہے لیکن بعض کی شان نزول خود سورہ میں آیا ہے جیسے قدر، ضحیٰ، علق کی پہلی پانچ آیات اور ان میں سے ایک یہی سورہ کوثر ہے اس سورے کا شان نزول اتفاقی اور یقینی ہے اس کی شان نزول میں آیا ہے

عاص بن وائل قریش کے ان دس خاندانوں میں سے تھا کتاب عمرو بن عاص تالیف محمود عباس عقاد نے نسابہ کلبی سے نقل کیا ہے قریش کے دس خاندان تھے جو جاہلیت اور اسلام دونوں میں معروف رہے یہ خاندان ہاشم۔امیہ۔نوفل۔عبدالدار۔تمیم۔مخزوم۔عدی۔جمع۔سہم۔۔۔۔۔۔۔یہ دس خاندان ہر ایک کا اپنا ایک امتیاز تھا کوئی صاحب فضیلت کوئی شرافت میں کوئی مال و دولت کوئی جنگ جو کوئی خاندانی افراد زیادہ کی بنیاد پر تھے بنی سہم کا خاندان افرادی حیثیت میں معروف تھے اور کوئی فضیلت نہیں رکھتے تھے دور جاہلیت میں عاص بن وائل مکہ کے مشہور زانیوں میں سے تھا چنانچہ عمرو بن عاص باغیہ عورت سے پیدا ہوئے تھا وہ اس کو حلقہ اسلام میں چھپا نہیں سکا عمرو بن عاص نے امیر المومنین علی کے بارے میں اہل شام سے کہا علی خلافت کے لیے اہلیت نہیں رکھتے وہ مزاج ہلکا پھلکا انسان تھے چنانچہ امیر المومنین نے اس کے نام ایک خط لکھا جس میں عمرو بن عاص کو فرزند نابغہ لکھا نہج البلاغہ خطبہ ۸۴ یعنی زنا زادہ غرض عاص بن وائل نے ایک تاجر سے مال خریدنے کے بعد قیمت دینے سے انکار کیا اور تاجر کو بھگا دیا تھا اسوقت مکہ میں لوٹ مار چلتی تھی شرافت وفضیلت کا نام ونشان دور تک نظر نہیں آتا تھا انصاف کا کوئی ادارہ نہ تھا تاجر نے کوہ ابوقبیس پر جا کر فریاد کی اہل حرم نے میرے مال کو لوٹ لیا ہے میں آپ سب سے استغاثہ کرتا ہوں کہ میرا مال واپس کیا جائے اسوقت قریش کے باقی خاندان عبداللہ جدعان کے گھر میں جمع ہوئے وہاں جمع خاندانوں نے ایک حلف اٹھایا کہ آج کے بعد مکہ میں ہر مظلوم کی مدد کی جائے گی ہم سب مظلوموں کا ساتھ دیں گے چنانچہ انہوں نے عاص بن وائل سے مال لیکر تاجر کو دیا اس حلف کا نام حلف الفضول سے معروف ہوا مشرکین نے فضیلت سے دفاع کا عہد کیا ہے ہم سب مل کر فضیلت سے دفاع کریں گے جب نبی کریم ﷺ نے اعلان رسالت کیا تو آپ کی یہ دعوت قبائل قریش کے اوپر ایک صاعقہ آسمانی بنی وہ بے بس ہو گئے تھے قریش

پریشان تھے کہ کہیں دعوت محمدؐ انکی ریاست کے لیے خطرہ بن جائے وہ حیران تھے ہر دن محمدؐ کی صدا بلند ہوتے ہوئے دیکھ رہے تھے اس دوران نبی کے دو فرزند قاسم اور عبداللہ یکے بعد دیگر وفات پائے تو مسجد الحرام میں قریش ایک دن جمع تھے ان میں عاص بن وائل بھی تھا دریں اثنا حضرت محمد مسجد میں داخل ہوئے تو قریش نے کہا ہمیں ان سے کب نجات ملے گی تو عاص بن وائل نے کہا کہ اب یہ دعوت انکی حیات تک محدود ہوگئی یہ ابتر ہے یہ بات آپ پر گراں گزری اور آپ غمزدہ ہوگئے تو اللہ نے سورۃ کوثر نازل کی قریش دعوت محمد کو انکی حیات تک محدود سمجھنے لگے تو ہر ادنیٰ سے عقل وخرد سے لے کر نوابغ عقلاء یہ سمجھیں گے یہ چند کلمات سے مرکب سورہ ان کے امیدوں پر آسمانی صاعقہ تھے قلب محمد اور آپ پر ایمان لانے والے افسردہ وغمزدہ تھے جواب کیا دیں اسکا کوئی جواب بھی نہیں بن سکتا تھا محمدؐ خود بے سہارا غیظ وغضب مشرکین کے نرغے میں تھے اس لیئے مخزون ہوگئے نص قرآن کے تحت علم غیب نہیں جانتے مستقبل محمدؐ کے اختیار میں نہیں وہ کیا جواب دیں گے دریں اثنا یہ سورہ نازل ہوئی۔ یہاں پر تین زاویوں سے بحث کرنے کی ضرورت ہے۔

ا۔شان نزول سورہ کوثر جس پر تمام علماء اعلام کا اتفاق ہے یہ سورہ عاص بن وائل کی نبی کریم کو ابتر کہنے کے جواب میں آیا ہے جواب اللہ سبحانہ نے دیا ہے یہاں ان تین آیات کا کیا معنی بنتے ہیں کس سے پوچھا جائے میرے خیال میں اسوقت ابن عباس پیدا ہی نہیں ہوئے تھے وہ تو بعثت حضرت محمدؐ کے دس سال بعد پیدا ہوئے تھے عاص بن وائل ابو جہل نے تو کچھ بھی نہیں سمجھا ہو ممکن ہے معمہ کسی اور زاویہ سے حل ہو جائے وہ یہ کہ آیت سے دور اجنبی معنی لینے کا فیصلہ تیسری صدی میں باطنیہ نے پیدا کیا ہو اس سے پہلے کلمات سے جو معنی نکلتے تھے اخذ کرتے تھے یہ اہل عقل وخرد علوم عربی کے موشگافی عرق ریزی کرنے والے ایک عمر صرف ونحو معانی بیان بدیع میں عمر تلف کرنے والے اصول تفسیر کی آیات سے غیر مربوط تفسیر کرنے والی مفسرین عظام کرام امثال صاحب المیز ان الفرقان کاشف اپنے علم و فضل میں تمام پاکستان کے لیے مثل مینار بنے ہیں ہماری حیثیت ان کی شاگردی کا افتخار بھی دینے کیلیے وہ آمادہ نہیں تھے لیکن علم اور ہوتا ہے حق کا اظہار ہر جاہل کو کرنا ہے

خود ان تین آیت میں موجود کلمات انا۔اعطینک۔الکوثر۔فصل۔لربک۔وانحر۔ھوالابتر۔ان کلمات کے معانی لغوی صیغہ اور سیاق وسباق کو ایک دوسرے سے جوڑنے سے لینا ہوگا۔اس سورے کے کلمات کے معانی مفاہیم جو کچھ تفاسیر فریقین میں لکھا ہے وہ شیعہ اور سنی تفاسیر میں فرق نہیں ہے کیونکہ خود شیعہ اور سنیوں میں بنیادی فرق نہیں ہے دونوں کی بنیاد نقطہ التقاء ایک ہی ہے قرآن کو جہاں سے بھی ممکن ہو دور ہی رکھنا ہے اس طرح خود محمدؐ کے اہلبیت اصحاب کو آگے لانا ہے اہلبیت اور اصحاب میں سے بھی جن کو اسلام کو اٹھانے میں زیادہ کردار ہو ان کو پیچھے چھوڑنا ہے مطعون مشکوک معلوم الفساد اہلبیت اصحاب کو آگے لانا ہے ان کو مقدسات جیسا تحفظ دینا ہے لہٰذا یہ مفسرین میں فرق نہیں صاحب المیزان، الفرقان، کوثر، نورالاذہان سب کا ماخذ ومصدر وہی ہے جو پرانی تفاسیر میں آیا ہے نورالثقلین، بحرانی، قمی اور عسکری مصادر ثابت ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں جو اقوال مفسرین نے لکھے ہیں اپنی جگہ مضطرب کئی گنا ابہام پایا جاتا ہے پھر انکی تفاسیر سے واضح ہوتا ہے کہ کوثر سے مراد قرآن نبوت نہ لینے پر بضد ہیں۔

۱۔خیر کثیر ہے۔ ۲۔جنت میں ایک نہر۔

۳۔جنت میں یا محشر میں نبی کریم کا حوض ہے۔

۴۔آپکی حضرت زہرا سے نسل کثیر ہے۔

۵۔اصحاب واتباع جو بعد میں آئیں گے۔ ۶۔علماء امت

۷۔قرآن کے فضائل ۸۔نبوت ہے

۹۔تیسرا احکام ہے ۱۰۔تخفیف شریعت ہے

۱۱۔دین اسلام ہے تو اس کے متبادل مذاہب کیوں بنائے؟

۱۲۔علم وحکمت لامحدود انسان محدود ہے یہاں واضح ہونا چاہیئے کہ کونسا علم ہے۔علم الحشرات، علم الخصائص، علم الجنات، علم سرقہ، علم کرپشن، علم منی لانڈرنگ، علم پانامہ، علم آف شور، علم آثار قدیمہ، علم صحافت، علم سیاست

۱۳۔علم توحید توڑ علم جھنڈا سازی مزارات کھولائی

۱۴۔آپکے معجزات ہیں ۱۵۔مقام محمود۔

۱۶۔خود قلب محمد

طباطبائی نے کل اقوال ۲۶ تک لکھا ہے آخر میں جمع بندی کر کے اپنا نقطہ نظر کو تین مصادیق میں مردود چھوڑا ہے خیر کثیر یا نہر جنت یا ذریہ از نسل فاطمہ انتخاب کیا ہے قارئین کرام ان تین منتخب سے جو معقول و منطقی نظر آتے ہیں ان تین احتمالات میں سے کونسا احتمال قرین صحت ہے لوگوں کو گمراہ کرنے کیلیے ۔۔۔۔ پڑھے بغیر متعدی ۔۔۔۔بطور مثال ہمارے ہاں تفسیر ترجمہ فرمان علی مقبول تفسیر جوادی محسن نجفی آغائے صلاح الدین جنکا عربی میں عبور تسلط جائے تردد نہیں ہے انکی عربی میں تنقیص کا احتمال موجود ہے پہلے اس نکتہ کو ذہن نشین کرنا ضروری ہے یہ تین آیت عاص بن وائل اور ان کے ہم خیال قریشی کی بات اور اللہ سبحانہ کا جواب میں ربط دیکھنا ہوگا ورنہ یہ جواب نہیں ہوگا۔
قریش کے عمائدین اور محمدؐ کا مقابلہ دنیا میں ہے محمدؐ کی دعوت اس دنیا کے نظام سے متعلق ہے نہر جنت محشر حوض کوثر قریش اور محمدؐ متنازعہ نہیں تھے ۔

۱۔نہر در جنت مستقبل بعید کے لیے وعدہ ہے۔وہاں خالص لیں ہم آپ کے مزاحم نہیں ہونگے یہاں آپ ہمارے لئے چھوڑیں

۲۔قریش یہ کہتے جو محمد کو اللہ نے دیا ہے جو عام و خاص کی بھی نظروں میں نہیں آتا ہے جنت میں نہر پر قریش کو محمد سے اختلاف نہیں بلکہ مخاصمت کا خاتمہ بھی ہوسکتا ہے آپ وہاں نہر رکھیں ہمیں اعتراض اور جھگڑا اس دنیا میں ہے۔قرآن میں ہر جنتی کو جنت میں نہر کا وعدہ ہے۔

۳۔حوض نہر کا مقابلہ نہیں کرسکتا ہے

۴۔تمام دنیا والوں کا متفقہ نقطہ نظر ہے کہ خاندان کا سربراہ نرینہ اولاد سے بنتا ہیلہذا نظام اسلام بھی اولاد نرینہ کو بنیاد بنایا ہے گھر میں رہنے والے کو زیادہ دیا جاتا ہے باہر جانے والے کو کم دیا جاتا ہے والدین کے ارث میں ماں فرض لیتا ہے اور والد بقیہ لیتا ہے۔

۵۔حضرت محمدؐ آپ کے دور میں مکہ مدینہ میں موجود منافقین فراریان جنگی فتنہ پردازان پر مشتمل ہے اس امت نے اپنے منتخب امیر المومنین کو دشمنوں کے نرغے میں رکھا ہے انہوں نے جمل وصفین میں حصہ نہیں لیا اس امت سے خوارج سنی شیعہ بنے ہیں انہوں نے حسن بن علی کو خلافت چھوڑنے پر مجبور کیا انہوں نے حسین کو مکہ سے بلایا انہوں نے بیعت توڑ کر عبید اللہ بن زیاد کی بیعت کی۔ نیز اس وقت پاکستان میں آپ کی امت تحریک انصاف پی پی ن لیگ بشمول اسلامی جماعتیں الحاد میں شامل ہیں کیا یہ محمدؐ کے لیے کوثر ہے۔

قرآن متجد دین کے۔۔۔ومقاصد چلتی دنیا میں کہاں کہاں سے استناد کر سکتا ہے ثابت کیا۔ بقول بعض مشرکین قانونی ہم شرک کو قرآنسے ثابت کر سکتے ہیں کو عملی جامہ پہنایا ہے۔

یہاں توفیقات سلبی میں ان دو بزرگوں کے ذکر میں ان کو نشانہ بنانا مقصود نہیں تھا گرچہ دونوں بزرگان میرے مخالفین کیلئے نمونے کی مثال بنے ہیں میرا موقف۔۔۔۔۔قرآن ہے۔ ان دونوں کے دلوں میں غلو کا جو مادہ پایا جاتا ہے وہ غالیوں کے نزدیک بہت قیمتی ہے کیونکہ ان کے مصادر ما قال نہیں ہوتا من قال ہوتا ہے۔

سورة کوثر اور مفسرین

سورہ کوثر کا اپنے سے پہلے اور بعد کی سورہ سے کیا ربط ہے کوثر سے پہلے ماعون ہے ماعون میں جو دین کو جھٹلاتے ہیں وہ اجتماع کی خدمت نہیں کرتے ہیں مساکین کو کھانا نہیں کھلاتے اور نماز پڑھتے ہیں تو غفلت میں پڑھتے ہیں انفاق کریں گے تو دکھاوے کا کریں گے اصل موقع پر چھوٹی چھوٹی چیز دینے کو تیار نہیں ہوتے ان آیات میں بخل کی مذمت کی گئی ہے جبکہ کوثر عطا اور فراوانی کی بات کرتی ہے کہ ہم نے آپکو اتنا دیا ہے کہ وہ ختم نہیں ہوگا

سورہ کومندرجہ ذیل نکات پر بحث کرنے کی ضرورت ہے

۱۔شان نزول جہاں مشرکین سے حضرت محمد کی نبوت کا خاتمہ دیکھتے ہیں یہ سورہ اسکے جواب میں آیا عاص بن وائل کی سوچ اوراللہ کے جواب میں ربط ہے یانہیں۔

۲۔مفسرین نے کوثر کا معنی خیر کثیر کیاہے کوثر صیغہ مبالغہ کثرت سے اسمیں کلمہ خیر کہاں سے لیا ہے

۳۔علم وحکمت مراد ہے فضائل کوثر ہے کوثر واحد میں استعماال ہوتا ہے تعداد میں نہیں

۴۔ایت میں تمام ارکان جملہ سازی موجود ہے فعل ہے اسم ہے حرف ہے مالاکلمہ انا اپنجگہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔

تفاسیر سورہ کوثر نقرات ونقدات کے نشانے پر نظرات وفقرات

کوثر سے مراد آپ کی حضرت زھراء کی نسل سے ذریۃ مراد ہے یہاں چندسوالات ہیں۔

۱۔کثرت نسل جاہلیت جاہلوں کی افتخار میں سے تھے خاندان عاص بن وائل کی افتخار میں سے تھا لیکن مشرکین میں وہ بدنام تھے۔

۲۔عرب نسل از اناث کونسل اغیار سمجھتے تھے یانسل ثانی کی حیثیت دیتے تھے اناث سے پھیلی نسل جاہلیت اوراسلام دونوں میں دوسرے درجہ کا سمجھتے ہیں رای عامۃ الناس ابھی تک اس پر قائم رہی ہیں جبکہ اسلام نےنسل کوکوئی افتخار برتری نہیں دی ہے۔

۳۔افتخار ونسل کومومنون کی آیت ۱۰۱میں نفی کیا ہے نبی کریم نے اپنی دین کی امتیازات میں قرار دیا ہے

۴۔امام رضانے اپنے بھائی زید کواس افتخار سے منع کیا ہے۔

۵۔حضرت زھراء سے پھیلے ابتدائی اولادوں میں کس نے اپنی دیگران پر برتری کا دعوی نہیں کیا ہے چنانچہ امام باقر کے علاوہ دیگر آئمہ زوجات فاطمی نسل سے نہیں تھیں۔

۶۔مفسرین شیعہ نےنسل فاطمہ سے پھیلنے والی ذوات میں سرفہرست امام حسن امام حسین تک محدود ہے جبکہ امام سجاد سے لیکر امام حسن عسکری دیگر خاندان کی نسل اناث سے پھیلی ہے

سورہ کوثر میں چار فریق متصور ہیں یہاں یہ دیکھنا ہوگا یہ تمام عناصر اصلی ہے کسی کو بھی نظر انداز نہیں کر

سکتا ہے یا بعض عنصر اصلی ہے بعض کی اہمیت نہیں ہے۔

۱۔عاص بن وائل اور عمائدین میں مشترک انقطاع دعوت محمد کے خواہاں تھے۔

۲۔حضرت محمد ہے کہ آپ ان کے طعنے سننے کے بعد دل غمزدہ ہو گئے تھے۔

۳۔اللہ سبحانہ نے محمد کو تسلی اولاد کے بدلے عطیات عنایات کیے۔

۴۔امت محمد امت قرآن کا اس میں حصہ دار بنتے ہیں یا نہیں۔

۵۔دین اسلام کو اس عطیۃ سے اثر پڑا ہے یا نہیں ہے۔

تفاسیر کوثر بہ خیر کثیر۔

کثیر مفردات میں آیا ہے مائدہ۶۴ مومنون ۷۰ انبیاء۲۴ بقرۃ۲۴۹ نساء۱ بقرہ ۱۰۹ علیہ وسلم ص۱۵ قلت وکثرت زیادہ تر محدود میں استعمال ہوتا ہے کثیر بذات خود کوئی فضیلت نہیں رکھتا ہے چنانچہ اسلام کثر افراد خاندان پر افتخار کا مذہب نہیں چنانچہ عاص بن وائل کثرت افراد رکھتے تھے مگر بدنام تھے

خیر قرآن میں ۲۲ معنی میں آیا ہے

۱۔ایمان انفال۲۳

۲۔اسلام نون۱۲

۳۔مال بقرۃ۱۸۰

۴۔عافیت انعام۱۷

۵۔اجر

۶۔افضل

۷۔طعام قصص۲۴

۸۔ظفر احزاب۲۰

علم دو قسم کے ہیں ایک سے مال بناتے ہیں تو اس علم کی قیمت اس مال کے برابر ہو گی علم جس سے دنیا حاصل ہے اس کی کوئی وقعت نہیں۔

علم شریعت سے مراد یعنی نبوت ہے یہ نبوت دیگر انبیاء کی بنسبت کثیر ہے کیونکہ آپ کی عالمی ابدی ہےاور وسیع ہے۔

مصادیق ہمیشہ حسب سیاق وسباق سے اخذ کرتے ہیں ہاں دینے والا اللہ ہے جس کو دیا ہے وہ محمد ہے محمد کس کثرت کے خواہاں تھے نہ وہ علم کثیر کے خواہاں تھے نہ مال نہ حسن و جمال وکمال زوجات کے خواہاں تھے محمد صرف اس دین کے فروغ کے خواہاں تھے وہ اس کی راہ میں حائل مشکلات سے پریشان تھے۔

یہاں یہ سوال پیش آتا ہے دشمنان محمد کو سب سے زیادہ کونسی کوثر بری لگے گی وہی اللہ محمد کو دیں گے۔

جب مومن طاقت کے اصل سرچشمہ سے وابستہ ہوتا ہے تو تمام دیگر طاقتوں سے بے نیاز ہوجاتا ہے اور کسی دوسری طاقت سے مدد لینے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتا ہے غیر اللہ سے استمداد کا مطلب یہ ہوگا کہ سلسلہ اللہ پر منتہی نہ ہو اور اس غیر اللہ کو اذن خدا بھی حاصل ہو تو یہ اللہ سے براہ راست استمداد کے خلاف نہیں ہے کیونکہ مخلوقات جس طرح اپنے وجود میں خالق حقیقی سے مستغنی نہیں اسی طرح اپنے افعال میں بھی مستغنی نہیں ہے اس کا ہر فعل فیض الٰہی کا سرچشمہ ہوتا ہے اگر خدا اپنے خاص بندوں کو وسیلہ لانے کی اجازت دے رکھی ہے تو استمداد در حقیقت خدا سے استمداد ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ولوا انہم کلموا

نسا ۶۴۔۔۔۔۵۹۔۶۴

تفسیر کوثر کے بارے میں جو موقف محسن نجفی نے انتخاب کیا ہے اسمیں مرحلہ وار آپکی ترجیحات یہ رہیں ظہور وسیاق وسباق پر سنت ثابتہ مقدم ہے آپ نے لکھا ہے سنت ثابتہ کی تشریح اور توضیح نہیں کی شاید مراد وہی ہوگا جو کہ کتب میں تکرار سے آیا ہے اسکے تین مصادیق ہیں قول وفعل و تقریر رسول اللہ

۲۔قول وفعل وتقریر اہلبیت

۳۔قول وفعل وتقریر اصحاب

ان تینوں کے بارے میں کہتے ہیں قول فعل وتقریر کو سنت کہنے کی یہ اصطلاح کس کی ہے رسول کے قول وفعل وتقریر کو سنت کس نے کہا ہے یا یہ اصطلاح رسول اللہ نے نہیں بتائی ہے

اگر بفرض قول فعل وتقریر رسول اللہ حجت ہے تو قول وفعل وتقریر اہبیت واصحاب حجت ہونے کی کیا دلیل وسند ہے فرض کریں سنت ہو حجت ہونے کی کیا دلیل وسند ہے

امت اسلام کا اصل اساس جس کا کوئی شریک بدیل نہیں ہوسکتا ہے اسکا کوئی قائم مقام نہیں ہوسکتا وہ قرآن ہے امت اسلام حضرت محمد کو رسول من اللہ، نبی قرآن کی روشنی میں مانتے ہیں قرآن اللہ کی طرف سے صرف حضرت محمدؐ تک محدود ہے اسکے بعد اسکا سلسلہ ختم ہے نساء ۱۶۵ قرآن میں سنت رسول حجت ہونے کا ذکر نہیں قرآن میں محمدؐ نمونہ تطبیق وعمل ہے جن آیات سے سنت رسول ثابت کیا ہے وہ آیات متشابہ ہیں چنانچہ سنت اصحاب واہلبیت حجت ہے؟ ثابت کریں آپ نے سنت ثابتہ کہا ہے اس سے غلط فہمی دور نہیں ہوتی ہے شیعہ اور سنی دونوں مل کے کوئی سنت ثابت نہیں کرسکتے آپکی مراد صحاح ستہ وار بعہ میں موجود روایات ہیں انکا علماء نے پول کھولا ہے

کوثر، محمد ہم نے ایک ایسی نعمت دی وہ ختم ناپذیر، گزند ناپذیر ہے وہ کیا ہے؟ وہ کتاب ہے اس کا ۔۔۔۔کریں، اس کا شکر کریں۔

سورہ کہف کی پہلی دو آیت میں اس کتاب کی عظمت کا خلاصہ کیا ہے۔

۱۔﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذی أَنْزَلَ عَلی عَبْدِهِ الْكِتابَ ﴾ہم نے یہ کتاب آپ پر نازل کی ہے، یہ کتاب تمام کتب آسمانی اور زمینی کا محکم وقیم وناظر کتاب ہے، یہاں اس کتاب کی تین صفات بیان کیں ہیں۔

۱۔نازل من اللہ ہے ۲۔آپ پر نازل ہوئی ہے ۳۔قیم دین ہے۔

۱۔﴿ذٰلِكَ الْكِتابُ لا رَيْبَ فيهِ هُدىً لِلْمُتَّقين.بقرہ. ۱ ﴾

۲۔﴿نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقاً لِما بَيْنَ يَدَيْهِ .العمران. ۲ ﴾

۳۔﴿ کِتابٌ أُنْزِلَ إِلَیْکَ فَلا یَکُنْ فی صَدْرِکَ حَرَجٌ مِنْهُ لِتُنْذِرَ
بِهِ.اعراف. ۲ ﴾

۴۔﴿ تِلْکَ آیاتُ الْکِتابِ الْحَکیمِ ..یونس. ۱ ﴾

۵۔﴿ کِتابٌ أُحْکِمَتْ آیاتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَدُنْ حَکیمٍ خَبیر ..هود. ۱ ﴾

۶۔﴿ تِلْکَ آیاتُ الْکِتابِ الْمُبینِ..یوسف. ۱ ﴾

۷۔﴿ تِلْکَ آیاتُ الْکِتابِ وَ الَّذی أُنْزِلَ إِلَیْکَ مِنْ رَبِّکَ
الْحَقُّ..رعد. ۱ ﴾

۸۔﴿ کِتابٌ أَنْزَلْناهُ إِلَیْکَ لِتُخْرِجَ النَّاس..ابراهیم. ۱ ﴾

۹۔﴿ تِلْکَ آیاتُ الْکِتابِ وَ قُرْآنٍ مُبینٍ..الحجر. ۱ ﴾

۱۰۔﴿ تِلْکَ آیاتُ الْکِتابِ الْمُبینِ..الشعراء.. ۲ ﴾

کوثر محمد:۔

ایک دفعہ تبینّ وتوضیح آیات قرآن کریم کو بلا دنفاق کفر ونفاق میں گھڑے گئے قیل وقال سے صرف نظر کر کے خود کلمات کے معانی مطابقی، تصنعی ،لزومی کی تحلیلات کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کریں کہ یہی طریقہ طبیعی فطری اولی فھم قرآن کریم ہے رجوع کریں،ان تین آیات میں یہ نکات آئے ہیں۔

۱۔عمائدین مشرکین نبوت ورسالت محمدؐ کو حیات محمدؐ تک محدود سمجھنے لگے تھے،وہ اس سمجھ میں پر امید تھے چونکہ وہ غیب پر ایمان نہیں رکھتے تھے۔

۲۔اللہ سبحانہ نے ان تین آیات کے ذریعے دوام نبوت ورسالت محمدؐ کا یقین دلایا ہے کہ نہیں ان کی سوچ غلط ہے ایسا نہیں ہوگا۔گردش امور ہمارے ہاتھ میں ہے آپ کی نبوت رسالت آپ کی ذات تک محدود نہیں کیونکہ جو چیز ہم نے آپ کو دی وہ کثیر ہے ختم ناپذیر ہے آپ کو ان کی چہ مگوئیوں کی طرف توجہ رکھنے کی بجائے خالص بطور دائم ہماری طرف رہیں اوران سے دوبدو مقابلہ معارضہ محاربہ

مناظرہ کریں فتح آپ کی ہوگی اور شکست و ہزیمت ان کا مقدر ہوگی۔ہم نے آپ کو بہت سی چیزیں دی تھیں ان میں سے کوئی دوام پذیر نہیں تھی۔زوجہ کو ایک دن جانا ہے،اولاد فتنہ آزمائش امتحان تھی گئے نہیں گئے تب جانا تھا،آپ کی گود سے گئے۔بہت سے مومن فاسق فاجر غدار سب ہو چکے بہت سی چیزیں دی تھیں وہ قلیل تھیں کثیر نہیں تھے۔آپ کے علاوہ دیگران کو بھی دیا ہے اس عاص کو بھی دیا ہے ،بنی مخزوم کو بھی دیا ابولہب کو بھی دیا ہے اسی لئے تو یہ لوگ مغرور ہو گئے تھے۔

قربیٰ:۔

بقرہ ۸۳،۱۷۷،نساء ۸،۳۶،انفال ۴۱،اسراء ۲۶،روم ۳۸،شوری ۲۳،حشر ۷۔

قربیٰ مادہ قرب سے ہیں قرب مقابل "بعد" آتا ہے دونوں کلمات قرب و مراتب رکھتا ہے۔زمانی اور مکانی دونوں میں آتا ہے وہ از لحاظ مصادیق معنی نہیں ہے اس کے بعد درجات میں آتا ہے۔﴿وَ لا تَقۡرَبُوا مالَ الۡيَتيمِ ..انعام ..۱۵۲﴾﴿وَ لا تَقۡرَبُوا الزِّنى..اسراء ۳۲﴾توبہ ۲۸.زمان انبیاء ۱.

ہر کے لیے اپنے علاوہ دوسروں سے تین مراتب رکھتا ہے عزیزان اقارب و اولاد بعض نسبت بعض اقرب ہوتا ہے اولاد و والدین اقرباء میں نہیں آتا ہے انسان دیگر انسانوں کے حوالے سے یا تو عزیز ہے یا قریب یا بعید ہے،پھر قریب میں نسبی محاورت دینی وطنی آتے ہیں۔

تفسیر مفسرین:۔

تفسیر سورہ کوثر کتب تفاسیر میں جو مطالب پیش کئے ہیں اور ان تمام احتمالات سے جن احتمالات کو انتخاب کیا گیا ہے کہ سورہ کوثر سے مراد خیر کثیر ہے یا جنت میں نہر ہے یا ذریۃ از نسل فاطمہ ہے۔فصل سے مراد عید کی نماز نحر سے اونٹ کی قربانی یا تکبیریں،رفع یدین یا قبض یدین سب شان نزول،سیاق وسباق سورہ میں بعض کلمات سے ہٹ کر ہیں۔اس اصول بدنیتی عزائم سوء،اعراض از

قرآن کی تجدید کے علاوہ کوئی اصول وموازین تفاسیر کلمات عقلاء عالم سے مطابق نظر نہیں آتے ہیں یہ تفاسیر آیت سے تنہا غیر مربوط ہی نہیں بلکہ اجنبیت کوثر بے معنی بے صحت کے علاوہ کچھ نہیں بتاتے ہیں ۔اب ہم آتے ہیں خود کلمات سورہ،شان نزول،وقت نزول کے دشمنان کے علاوہ عصر معاصر کے عمائدین مشرکین وعمائدین منافقین فرق کے

ارمان وآرزو کا جواب خود قرآن سے پیش کرتے ہیں۔

کوثر،محمد ہم نے ایک ایسی نعمت دی وہ ختم ناپذیر،گزند ناپذیر ہے وہ کیا ہے؟ وہ کتاب ہے اس کا۔۔۔کریں،اس کا شکر کریں۔

سورہ کہف کی پہلی دو آیت میں اس کتاب کی عظمت کا خلاصہ کیا ہے۔

۱۔﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذى أَنْزَلَ عَلى عَبْدِهِ الْكِتابَ ﴾ہم نے یہ کتاب آپ پر نازل کی ہے،یہ کتاب تمام کتب آسمانی اور زمینی کا محک وقم وناظر کتاب ہے،یہاں اس کتاب کی تین صفات بیان کیں ہیں۔

۱۔نازل من اللہ ہے ۲۔آپ پر نازل ہوئی ہے ۳۔قم دین ہے۔

۱۔﴿ذلِكَ الْكِتابُ لا رَيْبَ فيهِ هُدىً لِلْمُتَّقين.بقره. ۱﴾

۲۔﴿نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقاً لِما بَيْنَ يَدَيْهِ .العمران. ۲﴾

۳۔﴿كِتابٌ أُنْزِلَ إِلَيْكَ فَلا يَكُنْ فى صَدْرِكَ حَرَجٌ مِنْهُ لِتُنْذِرَ بِهِ.اعراف. ۲﴾

۴۔﴿ تِلْكَ آياتُ الْكِتابِ الْحَكيمِ ..يونس. ۱﴾

۵۔﴿كِتابٌ أُحْكِمَتْ آياتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَدُنْ حَكيمٍ خَبير..هود. ۱﴾

۶۔﴿ تِلْكَ آياتُ الْكِتابِ الْمُبين..يوسف. ۱﴾

۷۔﴿ تِلْكَ آياتُ الْكِتابِ وَ الَّذى أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ الْحَقُّ..رعد. ۱﴾

۸۔﴿كِتابٌ أَنْزَلْناهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاس..ابراهيم. ۱﴾

۹۔﴿ تِلْكَ آياتُ الْكِتابِ وَ قُرْآنٍ مُبين..الحجر. ۱﴾

۱۰۔﴿تِلْكَ آياتُ الْكِتابِ الْمُبين..الشعراء..۲﴾

کوثر محمد:۔

ایک دفعہ تبین وتوضیح آیات قرآن کریم کو بلا دنفاق کفر ونفاق میں گھڑے گئے قیل وقالات سے صرف نظر کر کے خود کلمات کے معانی مطابقی، تضمنی ،لزومی کی تحلیلات کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کریں کہ یہی طریقہ طبیعی فطری اولی الفہم قرآن کریم ہے رجوع کریں،ان تین آیات میں یہ نکات آئے ہیں۔

۱۔عمائدین مشرکین نبوت ورسالت محمد کو حیات محمد تک محدود سمجھنے لگے تھے،وہ اس سمجھ میں پر امید تھے چونکہ وہ غیب پر ایمان نہیں رکھتے تھے۔

۲۔اللہ سبحانہ نے ان تین آیات کے ذریعے دوام نبوت ورسالت محمد کا یقین دلایا ہے کہ نہیں ان کی سوچ غلط ہے ایسا نہیں ہوگا۔گردش امور ہمارے ہاتھ میں ہے آپ کی نبوت رسالت آپ کی ذات تک محدود نہیں کیونکہ جو چیز ہم نے آپ کو دی وہ کثیر ہے ختم ناپذیر ہے آپ کو ان کی چہ مگوئیوں کی طرف توجہ رکھنے کی بجائے خالص بطور دائم ہماری طرف رہیں اوران سے دوبدو مقابلہ معارضہ محاربہ مناظرہ کرنا ہے فتح آپ کی ہوگی اور شکست و ہزیمت ان کا مقدر ہوگی۔ہم نے آپ کو بہت سی چیزیں دی تھیں ان میں سے کوئی دوام پذیر نہیں تھی۔زوجہ کو ایک دن جانا ہے،اولا دفتنہ آزمائش امتحان تھی گئے نہیں گئے تب جانا تھا،آپ کی گود سے گئے۔بہت سے مومن فاسق فاجر غدار سب ہو چکے بہت سی چیزیں دی تھیں وہ قلیل تھیں کثیر نہیں تھے۔آپ کے علاوہ دیگران کو بھی دیا ہے اس عاص کو بھی دیا ہے ،بنی مخزوم کو بھی دیا ابولہب کو بھی دیا ہے اسی لئے تو یہ لوگ مغرور ہو گئے تھے۔

تفسیر مفسرین:۔

تفسیر سورہ کوثر کتب تفاسیر میں جو مطالب پیش کئے ہیں اور ان تمام احتمالات سے جن احتمالات کو انتخاب کیا گیا ہے کہ سورہ کوثر سے مراد خیر کثیر ہے یا جنت میں نہر ہے یا ذریۃ از نسل فاطمہ ہے۔فصل سے مراد عید کی نماز نحر سے اونٹ کی قربانی یا تکبیریں، رفع یدین یا قبض یدین سب شان نزول، سیاق وسباق سورہ میں بعض کلمات سے ہٹ کر ہیں۔اس اصول بد نیتی عزائم سوء، اعراض از قرآن کی تجدید کے علاوہ کوئی اصول وموازین تفاسیر کلمات عقلاء عالم سے مطابق نظر نہیں آتے ہیں یہ تفاسیر آیت سے تنہا غیر مربوط ہی نہیں بلکہ اجنبیت کوثر بے معنی بے صحت کے علاوہ کچھ نہیں بتاتے ہیں ۔اب ہم آتے ہیں خود کلمات سورہ، شان نزول، وقت نزول کے دشمنان کے علاوہ عصر معاصر کے عمائدین مشرکین وعمائدین منافقین فرق کے
ارمان وآرزو کا جواب خود قرآن سے پیش کرتے ہیں۔

اللہ نے محمد کو کوثر دیا ہے

قرآن کی یہ خبر نزول قرآن قائدین وعمادین مشرکین پر کس حد تک اثر انداز ہوئی۔کتب شان نزول یا کتب سیرت میں کوئی رد فصل نہیں دیکھا۔لیکن باطنیہ وبنا تھا پر بہت گراں گزرا حواس باختہ ہو گئے یہاں تک کہ اس کو قیل وقال، عبقر ونحول وخریف میں تبدیل کیا۔علم صرف والوں نے کوثر کو صیغہ مبالغہ کہنے پر اکتفاء کیا کیونکہ اس سے زیادہ اس کا موضوع نہیں ہے ان کا موضوع رفع ونصب، جرد جزم، مذکر ومونث کے گرد رہتا ہے بعض غلات آیات متشابہات کی تلاش میں رہتے ہیں علی کے نام سے قرآن اور محمد سے دور کہاں سے کہاں تک استناد کرتے ہیں مزید ان کی تفسیر قرآن کے ذریعے قرآن اور محمد سے الرجعت کا واضح ثبوت ان ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نکل سکتی ہے۔ایک معمولی کم خواندہ سرسری ماضی مضارع متکلم مخاطب وغائب ضمیر جاننے والے اس سورہ کے کلمات بمعہ اعراب کا جائزہ لیا۔

یہاں چند نکات ملاحظہ کریں

مشرکین مزاحمت پر اترئے ہوئے تھے آیات میں غور نہیں کر رہے تھے سرسری لے رہے تھے

یہاں اللہ مشرکین کو دیکھا نہیں رہے تھے آیات کا محور خود محمد کو بنایا آپ کو مخاطب بنایا

محمد کو اللہ کے وعدوں پر کسی قسم کے شک وشبہ نہیں تھے اس کے باوجود سورہ کا آغاز کلمہ ان اور انا سے شروع کیا بتحقیق ۔۔۔۔۔۔ دینے کا وعدہ فرمایا ہے

کوثر یعنی بہت زیادہ، بہت سے کم، زیادہ میں کتنا فرق ہوتا ہے؟ زیادہ فرق ہوسکتا ہے اور کم بھی فرق ہوسکتا ہے لیکن جب بہت زیادہ ہوگی تو ختم نہیں ہوگی اولاد زینیات حکم اولاد ہونا الگ بات لیکن انسان کا وارث جاہلیت اسلام دونوں میں بلا امتیاز اولاد ہی ہے

ورنہ اولاد احزاب ۳۳ میں اہلبیت سے مراد شوریٰ ۲۳ کو دیں شوریٰ ۲۳ کی سند احزاب ۳۳ کو دیں اور مزید توثیق کے لئے اہلبیت کو علی سے استناد دیں کسی کو پتہ نہیں کہ شیعہ وسنی باطنیہ کی دو شاخیں ہیں باطنیہ کو اہل بیت بنا کر اسلام کے خلاف، محمد وقرآن کے خلاف دیئے گئے بیانات کو حدیث کہا ہے کیا دنیا میں کوئی ہے کہ کسی کے اہل بیت کون ہیں کسی کے اقرباء کون ہیں اس میں کیا کوئی اختلاف ہوتا ہے دہشت وحشت دولت سیاست سے خوف ہراس پھیلا کر رکھا ہے۔

فھم وادراک آیات قرآن کریم کو روکنے کے منصوبے

قرآن کریم کے فہم وادراک کو روکنے کیلئے متعدد ومختلف وسائل وذرائع وطریقے اختراع کیے ہیں۔ان میں سے ایک کا عنوان تفسیر برای رکھا ہے۔رای سے مراد وہ معنی مراد نہیں جو ان تین حروف ''ر۔ا۔ی'' سے مرکب کلمہ سے بنتے ہیں بلکہ مصنع مصطلحات کی مصطلح مراد ہے۔جہاں وہ ہر کلمے کے دو معنی بناتے ہیں، ایک معنی فہم عامۃ الناس رکھتے ہیں اور ایک معنی اپنے لئے مخصوص رکھتے ہیں تا کہ جہاں وہ سوالات کا سامنا ہوتا ہے کہتے ہیں کہ ہماری مراد وہ نہیں ہے بلکہ ہماری مراد یہ ہے۔یہاں رای سے جو عامۃ الناس سمجھے اعمال عقل مراد ہے لیکن اپنے لئے وہی رای اجتہاد مراد ہے۔

تفسیر برای کی ممانعت پر اتفاق

پہلے آتے ہیں کلمہ رای کی طرف کلمہ رای کے بارے میں صاحب مقائس ۳۹۰ق لکھتے ہیں ''اصل یدل علی نظر و ابصار بعین و بصر فا الرائے مایراہ الانسان فی الامر ''اسکی جمع آراء آتے ہیں۔''والرای ما رت العین من حال حسنه'' صاحب قاموس قرآن نے رای کا معنی ''دیدن دانش''، دانش نگاہ کرنا لکھا ہے یعنی آنکھوں سے دیکھنا، قرائن وشواہد سے سمجھنا یعنی کسی چیز کا جانا دونوں معنوں میں استعمال ہوتے ہیں قواعد صرو فی کے تحت یہ کلمہ لفیف مقرون عین اور لام دونوں حرف علت ہیں کتاب نزھۃ الاعین میں ابن جوزی ۵۹۷ق ص ۱۳۸۔۔۔باب الرویۃ لکھتے ہیں۔''الروية فی الاصل : ادراک المرئی بالعین.و الرواء:حسن المنظر.والروية اصلها من روات فی الامر اذا دبرته''علماء تفسیر نے رویت کے چھ معنی بیان کئے ہیں۔

۱۔''النظر و المعاينة'' جبکہ زمر۶ میں آیا، منافقین۴، دھر۲۰۔

۲۔''العلم'' بقرہ۱۲۸، نساء۱۰۵، انبیاء۳۰، سباء۶، نوح ۱۵۔

۳۔''اعتبار'' نحل۷۹،　　　۴۔''سماع'' انعام۶۸

۵۔''التعجب'' نساء۴۹، ۶۰　　　۶۔''اخبار'' بقرہ۲۵۸، فیل۱

مفسرین قرآن کریم سے اخلاص حسن نیت نہیں رکھتے ہیں بلکہ بدنیتی ہی رکھتے ہیں اس کے کثیر شواہد ملتے ہیں ان میں سے ایک تفسیر برای کا مجمل مبہم غیر واضح ممانعت ہے۔قرآن کریم کلام خالق عظیم کا کلام ہے آپکا کلام دیگر جن ملائکہ انسانوں کے کلام میں اشتراک ایصال مرام مقصود بسامعین مخاطبین ہوتا ہے البتہ بعض کے کلام بعض دیگر کی بنسبت رساتر بلاغ تر ہوتا ہے عربی زبان دیگر زبانوں پر فوقیت رکھتی ہے قرآن اس زبان میں نازل ہوئی ہے متکلم قرآن خالق کلام ہے۔ خالق کلام نے فرمایا ہمارے خطاب بالغہ ہیں دوسروں کی بنسبت رساتر ہے۔

قرآن اور دیگر کلاموں کو سمجھنے کا پہلا وسیلہ ذریعہ اس کتاب کی زبان کو سمجھنا ہے زیادہ سے زیادہ

باریکی ادائیگی لطائف طرائف کا بھی توجہ دینا ہے لیکن قرآن دیگر کتابوں کی بنسبت ایک امتیاز خاص کے حامل ہے۔ بہت حیرت کی بات ہے دنیا میں مجامع عمومی سے مخاطب متکلمین اپنے مخاطبین سے بار بار یہ نہیں کہتا ہے کہ ہمارا خطاب دیگر مخاطبین کی بنسبت آسان فھم وادراک والا کلام ہے ہم نے اپنے کلام کو سمجھنے کیلئے آسان کیا ہے، عام کلاموں کو سمجھنے میں دشواری جیسی انسانی عقل ہمارے کلام میں نہیں پائیں گے۔ آخر اللہ اتنا اصرار وتکرار کیوں کیا اگر اللہ کا کلام آسان ہے تو لوگ خود درک کریں گے مخاطب کو اس کا اظہار کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی، اللہ تعالیٰ کا خلاف متعارف عادت جاریہ اپنا کلام آسان ہونے کا اظہار واصرار ایک قسم کا اعجاز ہے۔ وہ اس کو سمجھنا سہل وآسان میسر ہونے کا بار بار تکرار کیا ہے دوسرا طریقہ کلام کے سیاق وسباق پر غور وخوض کرتے تفکر وتدبر کرنا ہے چنانچہ خود قرآن میں اس چیز کی طرف دعوت دی گئی ہے سبا۴۶ بقرۃ۲۱۹ نساء۸۲ محمد۲۴ رعد۱۹ زخرف۱۸۴ اعراف۱۸۴۔

قرآن کریم کے کلمات مادہ صیغہ سیاق وسباق نظم سب سے صرف نظر کر کے تفسیر یا تاویل قرآن پر اصرار کرنا کہ ہم قرآن کی تفسیر کرتے ہیں تاویل کرتے ہیں وہ بھی ان قیل وقال سے جو بلاد منافقین والوں کے مصانع ہیں، شخص عاقل کو یہ سمجھنا چاہیئے اس میں دغل دلس تغریر وتزویر دھوکہ شعبدہ ہے یا تحریف کر کے لانے والوں نے رکھا جو آیت چاہے اپنی جگہ پر یا کسی اور جگہ پر ہو اس کے کلمات کے مادہ ہوتا ہے صیغہ ہوتا ہے ان سے بھی ہٹ کر احادیث تر وتازہ امین وحی نازل جیسا مظاہرہ کیا ہے قرآن نازل ہوئے عرصہ دراز گزرے احادیث کو من وعن قبول کریں ورنہ ہم منوا سکتے ہیں ایسی تفاسیر آیات کے مخالف معنی کریں گے باطل ہوں گے۔

تفسیر بالرائے قرآن سمجھنے پر قران کے نام سے پابندی کے دفعات:۔

تفسیر بالرائے کے شور شرابہ چھوڑ کر دوسروں کو قرآن سے نزدیک ہونے سے روک کر خود نے تفسیر بالرائے۔۔۔۔۔۔اڑا دیں۔

تفسیر بالرائے علوم القرآن عند المفسرین [ناشر مرکز الثقافۃ والمعارف القرانیۃ] ج ۳ ص ۲۴۹

’’ہود بن حکم نے ابن عباس سے نقل کیا ہے نبی کریم نے فرمایا‘‘من قال فی القرآن لغیر علم ملیتبوہ معقدہ من النار‘‘

’’عن ابو بکر ای ارض تقلنی و...سماء تظننی ان فسرت القرآن ...وقال بعض اھل العلم بلغنی انہ من فسر القران برایۃ فان اصابۃ ثم یوجبر و ان اخطاء انھم‘‘

’’عن زرارۃ عن ابی جعفر لیس شئی البعد من القول الرجال من تفسیر القران ان الایۃ ینزل اولھا فی شعر و اوسطنا فی شئی اواخر ما فی شئی لم قال انما ....من فسر آیۃ من الکتاب اللہ فقد کفر‘‘

’’قال الطوسی واعلم ان الروایۃ ظاھرہ فی اخبار اصحابنا بان تفسیر القرآن لا یجوز ...لابشر ....عن الشئی وعن الائمہ ....من قولھم حجۃ یقول .

تفسیر قرآن

آیات قرآن کی تفسیر بالرائے کون کرتا ہے اس سوال کا جواب انتہائی اہمیت کی حامل ہے کیونکہ باتفاق مفسرین تفسیر قرآں بالرائے کرنے والوں کے لیے وعید جھنم دی گئی ہے روایات ہیں اسکی شدید مذمت ہونے کی وجہ سے کسی کی جرات نہیں کی کہ وہ قرآں کی تفسیر بالرائے کرے اسی نہیں پر عمل درآمد کی مثال تاریخ اسلام میں کم ملتی ہے لیکن قبل از اسلام قریش کی خانہ کعبہ کے طواف غیر قریش اپنا لباس اتار کر کرنے کی منع جیسا ہے انکی منع کی وجہ غیر قریش کو قریشیوں کے دست نگر محتاج مندر رکھنا یا ذلیل، احساس حقارت میں رکھنے جیسا ہے، کسی کی جرات نہیں ہوئی وہ اپنے لباس میں طواف کریں لہذا وہ برہنہ طواف کرتے تھے خواہ وہ عورت ہی کیوں نہ ہو یہاں بھی کچھ اسطرح ہوا ایک ہی خاندان کو تفسیر بالرائے کرنے کی اجازت ہے اسی وجہ سے قرآن کی تبیّن وتوضیح رک گئی تفسیر بالرائے والوں کے لیے دروازے کھلے ہیں۔

یکے از تفسیر روائی تفسیر صافی ہے تالیف احمد بن مرتضیٰ معروف بہ فیض کاشانی متوفی ۱۰۹۱ تفسیر ومفسرون ج ۲ ص ۳۳۵ پر لکھتے ہیں انہوں نے اپنے تفسیر بارہ تماہید لکھی ہیں انکو مقدمات تفسیر کا نام دیا ہے صاحب تفسیر مفسرون کہ بہتر تھا مناسب تھا جن روایات سے آیات قرآنی کی تفسیر کی وہ روایات اسرائیلی ہیں تمام روایات اہلبیت نقل کی ہیں اسکا ایک نمونہ خود تفسیر سے ملاحظہ فرمائیں ج ۱ ص ۸۴ اھنا الصراط المستقیم کی تفسیر میں امام صادق سے نقل کرتے ہیں ہمیں طریق ھدیٰ تیری محبت اور تیری جنت کی جانب جانے کی رہنمائی فرما پھر علی سے نقل کرتے ہیں ہمیں توفیق عطا کرے صراط سے مراد امیر المومنین ہیں صراط سائے مرامعرفت امام ہے ایک اور روایت میں امام نے کہا کہ ہم صراط مستقیم ہیں قمی سے نقل کرتے ہیں صراط بال سے باریک تلوار سے تیز بعض مثل برق بعض گھوڑا بعض پیدل اور بعض گرتے گزرتے ہیں اور بعض کو جہنم کی آگ اور شعلے پکڑ لیتے ہیں ایک اور روایت میں لکھا ہے کہ صراط سے مراد صورت انسانی ہے جو طریق مستقیم پر چلتے ہیں صراط سے مراد امام ہے غرض غلو سے بھری روایات ہیں کل آیات کو اہل بیت کی شان میں نقل کیا ہے

تفسیر درمنثور تالیف جلال الدین سیوطی تفسیر ومفسرون ج ۲ ص ۳۳۲ لکھتے ہیں عبدالرحمٰن بن ابی بکر بن محمد سیوطی م ۹۱۱ھ انکا اصل فارس ہے پہلے بغداد میں رہے پھر بغداد سے مصر گئے اور وہاں سے اسیوط میں گئے انہوں نے تین تفاسیر لکھی ہیں اسمیں صرف آیات کو نقل کیا ہے انہوں نے کسی میں تحقیق نہیں کی صحیح اور غلط کو اکٹھا کیا ہے زیادہ تر اسرائیلی اور جعلی روایات ہیں گزشتہ علماء سے نقل پر اکتفا کیا ہے

اکثر واغلب تفاسیر تفسیر بالرائے ہے کیونکہ مفسرین کتنی ہی نبوغ علوم عربی فلسفی وتاریخی کیوں نہیں رکھتا ہو وہ ایک مذھب سے وابستہ ہوتے تھے بلکہ مذھب کے اقتصادی اجتماعی سیاسی شخصیات سے وابستہ ہوتے تھے اسکی تمام ضروریات وسہولیات انکی طرف سے ہوتی تھیں خاصکر دور قدیم میں کتاب ضخیم لکھنا بہت سے امکانات جیسے اصل قلم کاغذ وغیرہ کا ایک شخص متحمل نہیں ہوسکتا تھا

جب تک کوئی کفالت نہ کرے اس شخص کے پاس اور بھی آدمی ہوتے تھے تنہا یہ شخص منحصر نو دنہیں ہوتا لیکن عالم دین کیلیے یہ مقتدر شخص لا ثانیہ ہوتا تھا چنانچہ اصول کافی ،من لایحضرۃ الفقیہ ،استبصار ،تہذیب التبیان سایہ آل بو یہ میں لکھی گئیں علی اور محمد میں برابری علی کو برتر اور محمد گو کمتر کہنے والوں کے درمیان ہوتے تھےلہذا تمام کتب انکی مرضی سے لکھی گئی اسی طرح کتاب اہل سنۃ خفیہ علاقوں میں لکھی گئی ہیں لہذا تفاسیر مذاھب کی رسالہ عملیہ مذہبی ہے ایک ۔۔۔۔۔۔سوائے مصلحت مذھبی ۔۔۔۔۔نہیں کیا ہے

قرآن فہمی اور تفسر باالرائے کی ممانعت میں جمع کے امکان پذیر ہیں

تفسیر باالرائے کی مخالفت متفقہ علیہ مسئلہ ہے اسکو استثناء حاصل نہیں ہوا ہے جن نے ابتدائی دنوں میں لکیر کھینچتے وقت بطور رمزی جس کے لیے کو در کھی صرف وہی کریں گے جن کے پاس کو دنہیں وہ نہیں کر سکیں گے رکھی ہے کہ ہماری پالیسی ہے کہ ہماری بنیادی پالیسی کے خلاف نہ ہولہذا قرآں فھمی کے خواہشمند کو پہلے مرحلے میں تفسیر باالرئے کی دیوار کو گرانا ہوگا اس میں کسی خاص شخصیت کو متہم کرنا نا انصافی ہوگا اس میں عصر حاضر میں آغائے عزت رے آغائے سبحانی میدان میں سرفہرست ہیں یہاں کے مسلمانوں کو یہاں کی شخصیات کا تعارف کرانا ضروری ہے جنہوں نے صرف اپنی تفسیر باالرائے کو نافذ کیا ہوا ہے اسمیں یہاں تفسیر لکھنے والے علماء افاضل کا نام آتا ہے اس فہرست میں آغائے ڈھکو آتے ہیں آپ جب یہاں تازہ تازہ پہنچے تو اپنا تعارف توحیدی سے افتتاح کیا تھا آپ نے دعا فرح کو شرک قرار دیا تھا اس طرح آغائے جوادی اور آغائے محمد حسین نے یاعلی مدد اور دعاء فرج کی مخالفت کی تھی لیکن بعد میں علم کو اور اونچا کرنے کی اجازت دی دوسری دو شخصیات جناب محسن نجفی اور صلاح الدین نجفی کا دورہ پیش کیا دونوں صاحبان مدارس ہوتے ہوئے قرآن کو نصاب میں شامل نہ کرنے کی وجہ سے انکی تفسیر سے بدظن ہی رہے تھے لیکن ہمیں اب ترجمہ آیات کی ضرورت محسوس ہوئی تو ہم نے ان دونوں تفاسیر کو خرید ااور دیکھا انکے علوم نحوی اور صرف غیر مبارک ہیں برکت غیر دلنشین

کی وجہ سے انتار شد نہیں تھا بہر حال میری اردو خرابی کو درست کرنا ضروری ہے جب پہلی جلد سے شروع کیا تو دونوں نے اپنے بزرگوں کی تاسی ءشرک ممنوع کی وضاحت سے تفسیر بالرائے جو خاص الخاص کو اجازت ہوتی ہے استعمال کرتے ہوئے شرک کی دو قسمیں بتائی تھی شرک مجاز اور شرک غیر مجاز
۔

تو اس کی چند آیات نہیں بلکہ قریب یا تفاسیر قرآن سے اجنبی ہی پائینگے بطور نمونہ چند آیات پیش کرتے ہیں احزاب ۳۳، شوری ۲۳، مائدہ ۶۷، مائدہ ۳، سورہ کوثر۔ یہاں ان میں سے چند نمونے پیش کرتے ہیں۔

۱۔شوری کی آیت ۲۳ ہے یہاں کلمہ قربیٰ ہے کلمہ قربیٰ مادہ قرب سے اسم تفضیل مونث ہے کلمہ قرب اپنی جگہ کلمات ظرفیہ میں سے ہیں قرآن کریم میں قرب زمانی اور مکانی دونوں کے لیے آئے ہیں ظرفیہ کے بعد ہر قرب کے لیے بھی استعمال کیا ہے اس حوالے سے انسان جب خود کو دیگر انسانوں سے جوڑتا ہے تو بھی ایک دوسرے سے قریب نظر آتا ہے۔

۲۔اپنے قریب اعزاء میں ماں باپ کی طرف قریب افراد کو قربیٰ کہتے ہیں جن میں سرفہرست اپنے اولاد کے لیے باپ اور ماں کے رشتہ دار ہوتے ہیں ان کو اقرباء کہتے ہیں اگلے مرحلے میں اباعد آتے ہیں قرب نزدیکی قرب مکانی بقرہ ۳۵ قرب زمانی اقترب للناس ۴۷ انبیاء قرب نبی بقرہ ۸۳ نساء ۷ قرب مقام و منزلت واقعہ ۱۰ قرب خلاف البعد

انسان دوسرے انسانوں کے برابر میں تین مراتب رکھتا ہے خود ذات اور اس کے تطبیق اولاد والدین زوجہ اباعد مد مقابل بعد اور اعزاء کے در قربیٰ ہوتے ہیں۔

مصادیق تفسیرات قرآن بالرائے۔

قرآن کریم کی تفسیر بالراء آیات متشابہات کی وجہ سے نہیں بلکہ علی تعمد عناد اور بغضا للقرآن کیا ہے اس کی دو اہداف مدنظر رکھا گیا ہے ایک قرآن کو یکسر بغیر کسی استشناء رعایت کنارے لگائیں اپنے اپنے فرقوں کی آراء و نظریات کے لیے استعمال کریں منع تفسیر برای سے مراد خلاف بافی الکلمات کلمہ رمزی

ہے اس کے شواہد بہت ہیں۔
یہ احادیث مذمت برای وعید جہنم دیا ہے اگر کسی نے ہماری ہدایت خلاف کریں گے دنیا اس کے لیے جہنم ہوگی عذاب ہوگا یہ احادیث جو نبی کریم سے استناد کیا ہے وہ جعلی ہے کیونکہ نص آیات کثیرہ کے تحت نبی کریم حوادث مستقبل سے واقف وآگاہ نہیں تھے چنانچہ کثیر آیات میں تکرار سے آیا ہے یہ آیات ہیں اصحاب سب پڑھے لکھے نہیں تھے بعض بدو منافق تھے عمر ابو بکر عمر بن خطاب از قلب یسطون قریش تھے قرآن لہجہ قریش میں نازل ہوا وہ رائے قائم کرنے کی بنیاد وحاق وقلب جانتے تھے من جملہ قرآن کی تفسیر برای مصداق جلی روش پر ہے۔

۱۔احزاب۲۲۔۲۳

۲۔شوری۲۳

۳۔مائدہ۳۔۵۵۔۶۷

۴۔نساء۵۹

۵۔نمل۴۰

ان تمام آیات میں عربی لغت اور قواعد نحوی التذکیر وتانیث سیاق وسباق ونظم آیات سب کو وراء ظہرہ کر کے نادیدہ بنی مشتبہات کو رائے کو صدر کلام بنایا ہے ان سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کل آیات قرآن کے ساتھ ایسا کیا بعض علم میں ہے لیکن خوف طوالت کی وجہ سے صرف نظر کیا ہے۔
مجھے کسی قسم کا شوق ورغبت نہیں کہ مقام ومنصب مال ودولت اعزاز نہیں چاہیے ہیں حوزات علمیہ کے فضلاء علوم شعوبی کے اساتید اعزاز یافتہ مراجع کے پاؤں کے نیچے کیڑے مکوڑے جیسے پستے ہوئے انسان ہوں بعض فضلاء علماء جن کی نظروں میں ہم درس ناخوندہ تھیدوں سے گرے انسان میں شمار ہے جبکہ ہم سے بھی گرے لوگ ان کے نزدیک محترم موقر گذرے ہیں ہم نے خدمت کی ہے وہ بھول گئے وہ مجھے تذلیل وتحقیر سے دیکھنے لگے میری کتابوں پر پابندی لگائی اولادوں کو ہم سے چھینا ہے ہم ہمہ وقت اس دنیا سے رخصت کے لیے آمادہ ہیں یہاں رہنے جیسے مخالفین کے خلاف دعا نہیں کرتا ہوں

ان کو احکم الحاکمین پر چھوڑتا ہوں اس سے میں صرف جہنم سے نجات کی درخواست کرتا ہوں قرآن میں جن گناہوں کے لئے جہنم کا وعید دیا ہے وہ ہم نے نہیں کیا ہے باقی بندہ کو پتہ نہیں کہ اس نے مولا کو کہاں کہاں ناراض کیا ہے مجھے میرے اوپر گذرنے والی مسائل نے پریشان نہیں کیا ہے مجھے اپنے میں لادینوں کے نرغے اوران کے دین کے بارے میں طنز اور علماء الحادیوں سے دوستی نے اس دین کے اصول مبانی پر نظر کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔

اہلبیت سے مراد تفسیر سازان فارس ومغرب ہے اصحاب سے مراد مردان اولین کو پیچھے ہٹا کر سازشان کواوپر لاناتھا فقہاء سے قرآن حدیث سے رسول اللہ ان کے قائدین کی تاریخ سیاہ ہیں۔

مذاہب کی قرآن سے روکنے کی سدیں:۔

۱۔قرآن فہمی میں عقل استعمال کرنے کی مذمت کے بارے میں کتاب علوم القرآن عند المفسرین ج ۳ص ۲۴۹ پر آٹھ احادیث اہل سنت سے اور سات روایات شیعوں کی نقل کی ہیں جن میں فہم قرآن کیلئے عقل استعمال کرنے سے شدت سے منع کیا ہے۔

تفسیر بالرائے۔

تفسیر بالرائے کے شورشرابہ چھوڑکر دوسروں کوقرآن سے نزدیک ہونے سے روک کرخود نے تفسیر بالرائے کواپنی جاگیر بنائی ہے۔

تفسیر بالرائے علوم القرآن عند المفسرین [ناشر مرکز الثقافۃ والمعارف القرانیۃ] ج۳ص ۲۴۹

''ہود بن حکم نے ابن عباس سے نقل کیا ہے نبی کریم نے فرمایا'' **من قال فی القرآن لغیر علم ملیتبوہ معقدہ من النار''**

''عن ابو بکر ای ارض تقلنی و...سماء تظننی ان فسرت القرآن ...وقال بعض اھل العلم بلغنی انه من فسر القران برایة فان اصابة ثم لو جبر و ان اخطاء انھم''

''عن زرارة عن ابی جعفر ليس شئی البعد من القول الرجال من تفسير القران ان الاية ينزل اولها فی شعر و اوسطنا فی شئی اواخر ما فی شئی لم قال انما ....من فسر آية من الكتاب الله فقد كفر''

''قال الطوسی واعلم ان الرواية ظاهره فی اخبار اصحابنا بان تفسير القرآن لا يجوز ...لابشر ....عن الشئی وعن الائمه ....من قولهم حجة يقول ...'

قرآن اللہ کا انسانوں کے عقل سے خطاب ہے۔عقل ہی پر تمام احکامات ایمانیات عملیات اخلاقیات کی ادائیگی متوقف ہے۔اطفال مجانین پر احکام نافذ الناس یہ حکم فطرت کے خلاف ہے اگر پتھر دیوار پر ماریں گے تو واپس خود کو لگیں گے۔ایک طرف فہم القرآن میں رائے داخل کرنے سے منع کرتے ہیں یہ مشرکین کی وہ فریاد مانند ہے''لا تسمعو لهذا القرآن'' قرآن کو نہ سنو''اللغو فيه''شور شرابہ کرو۔قرآن کے خلاف یہ اعلان جنگ ہے قرآن محارب قرآن بننے سے جان چھڑانے کیلئے حدیث کا نام لیتے ہیں کہ قرآن کو حدیث سے سمجھائیں،حدیث کسی کی بھی ہو،قول صحابی ہو،قول تابعی ہو،قول اہلبیت ہو۔انہوں نے کیسے قرآن کو سمجھا ہے؟ جھوٹ کیلئے جھوٹ بولنا ہی پڑتا ہے احادیث تیسری صدی میں تدوین ہوتی ہے۔معانی قرآن میں وقت نزول قرآن معاصر خلوت وجلوت رسول اللہ میں شاہد وحصور عین رہنے والے سے اپنی کفالت میں پرورده علی کے ساتھ ابوبکر وعمر سے معانی قرآن کے بارےء میں کوئی حدیث نہیں آئی ہے تو لکھتے ہیں ابوبکر کو قرآن نہیں آتے تھے،عمر کو نہیں آتے تھے،عثمان کا تو نام ہی نہیں لیتے،عمار یاسر، بلال حبشی، چچا عباس کا بھی نام نہیں سنتے ہیں۔ تفسیر قرآن سے متعلق جن سے روایات نقل کرتے ہیں۔اپنی جگہ مخدوش انسان تھے۔یہ قرآن کو اصول سے معزول کر کے اپنے اصول جا گزیں کرنے کیلئے سازش ہے۔

جس کتاب کو اللہ نے ھذا بیان لناس کتاب غیر ذی عوج کہا ہو جس کتاب کو غیر عوج کہا ہے جس کو تحریفات سے پاک کہا ہو اس کو احادیث مخدوش ومشکوک سے باندھنا اس سے زیادہ معارضہ

قرآن نہیں ہوسکتا ہے۔حدیث دوسرا سد ہے یعنی قرآن حدیث سے سمجھیں تا کہ لوگ قرآن سے دور ہی ہو جائیں، سد سوم مفسرین فرق ہیں انہوں نے نص قرآن پر احادیث کو حاکم وقاضی بنایا ہے۔

تفاسیر ماثورات کے بارے میں آقای محمد ہادی معرفت اپنی کتاب التفسیر والمفسر ون ج اص ۴۷۶ پر لکھتے ہیں ان ماثورات کی اسناد اکثر و بیشتر مقتصلہ خودساختہ ہے چنانچہ بعض تفاسیر میں اسناد معدوم ہے ان میں سرفہرست محمد بن مسعود عباش متوفی ۲۳۲ تفسیر فرات کوفی متوفی ۳۰۰ تفسیر اب الجارود زیاد بن منذر ۱۵۰ تفسیر امام حسن عسکری تفسیر نعمانی ۳۶۰ تفسیر علی بن ابراہیم ۳۲۹ تفسیر سید ہاشم بن سلمان بحرانی ۱۱۰۷ تفسیر نور الثقلین وھکذا افصلل تفصلل تفسیر مقبول احمد تفسیر علامہ محمد حسین ڈھکو تفسیر علامہ ذیشان تفسیر کوثر تفسیر نور الاذہان آیات کلمات سیاق وسباق سے صرف نظر کر کے روات غلات مردہ منحرفہ سے استناد کیا ہے ترجمہ وتفسیر فرمان علی۔

مصادیق تفسیرات قرآن برای

قرآن کریم کی تفسیر برای آیات متشابہات کی وجہ سے نہی بلکہ علی محمد پر تشدد وتجید عناد اور بغضاء للقرآن کیا ہے اس کے لئے دو اھداف کو مدنظر رکھا گیا ہے ایک قرآن کو یکسر بغیر کسی استثناء کے رعایت کے کنارے لگائیں۔

۲۔اپنی اپنی فرقوں کے آراء نظریات کے لئے استعمال کریں منع تفسیر برای سے مراد عکس مایقال راد ہے کلمۃ رمزی ہے اس کے شواھد بہت ہیں۔

ا۔یہ احادیث مذمت وحید جھنم ہوگا عذاب دردناک ہوگا یہ احادیث جو نبی کریم سے استناد کیا ہے وہ جعلی ہے کیونکہ نص آیات کثیرہ کے تحت نبی کریم امورات مستقبل سے واقف وآگاہ نہیں ہے یہ آیات ہے۔

۲۔اصحاب سب پڑھے لکھے نہیں تھے بعض بدومنافق تھے ابوبکر،عمر بن خطاب از قلب یطون قریش تھے قرآن قریش کے لہجے میں نازل ہوا وہ رائے قائم کرنے کی نیات وحاق وقلب کلمات جانتے تھے

من جملہ آیات قرآن کی تفسیر برای مصداق جلی روش یہ ہے۔

۱۔احزاب۲۲۔۲۳

۲۔شوری ۲۳

۳۔مائدہ ۳، ۵۵، ٦۷

۴۔نساء۵۹

۵۔نمل ۴۰

ان تمام آیات میں عربی لغت اور قواعد نحوی مفتر الذکر وتانیث سیاق وسباق ونظم آیات سب کو وراء ظہر کر کے نادیدہ اپنی شبہات کی رای کو صدر کلام بنایا ہے ان سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کل آیات قرآن کے ایسا کیا بعض علم میں ہے لیکن خوف طوالت کی وجہ سے صرف نظر کیا ہے۔

تفسیر قرآن کتاب قواعد التفسیر جمعا ودرائۃ امابنقل ثابت اوررای صائب پھر نقل ثابت میں پانچ نقل کا ذکر کیا ہے۔

۱۔قرآن ۲۔سنت ۳۔اقوال صحابۃ ۴۔اقوال تابعین ۵۔اللغۃ

یہ پانچ قسم کی نقل بالترتیب ہوگی۔

۱۔تفسیر القرآن بالقرآن یہ تصوائی ہے امکان نہیں کیونکہ فرضی وظنی ہے کہ تفسیر قرآن بدون سنت ثابتہ کا امکان نہیں ہے تو ایک آیت سے دوسری آیت کی تفسیر اگر ممکن ہے بھی تو غلط ثابت ہوگی استقلال نہیں بلکہ یہ استدلال رسول اللہ سے یا اصحاب سے یا اجماع سے کیا ہوگا۔

۲۔تفسیر القرآن باالسنۃ مراد از سنہ، اصطلاحی سنۃ تھے مصادر نیز استدلال کیا ہے نحل ۴۴ سے اس سے جائے شک وتر دید نہیں کہ آیت کی جو تفسیر رسول اللہ کریں گے وہ مقبول ہی ہوگی۔

مذاہب بظاہر افکار ونظریات مختلف بعض مواقع پر متضارب دکھاتے ہیں لیکن ’’فی الحقیقه

والواقع یرجع کلهم الی الباطنیه''مشرب واحد سے پیتے ہیں ھدف واحد کیلئے لکھتے ہیں، مشترکہ ہدف رکھتے ہیں منشور باطنیہ پرعمل پیرا رہتے ہیں اندر اسالیب ہوتے ہیں اور مرکزی نقطہ لوگوں کوکلمات وعبارات اسلام وقرآن سے نظریں ہٹانا ہوتا ہے خاص کروہ چھوٹے معمولی ہی کیوں نہ ہواختلاف زندہ رکھنا ضروری ہے چنانچہ ایران میں انقلاب اسلامی کے ابتدائی دنوں میں ہفتہ وحدت منائی، اس میں بدعت میلادی میں وحدت نہیں دکھا سکے،۱۲اور ۱۷کوایک نہیں کیا۔اس نقطہ مشترک کو قبلہ بنا کر پھر گیند جس طرف مارتا ہے اپنی اپنی لیاقت وصلاحیت طریقہ اسلوب ہوتا ہے۔ جوبھی زیادہ سے زیادہ قرآن سے فاصلے پرلے جانے کا انداز اپنائے وہ لائق تحسین ہے اماایک دوسرے کامخالفت وہ فلسفہ تشتت مذہبی کی بنیاد پر ہوتا ہے اس میں چنداں قباحت نہیں چاہے کسی کوامام مفسرین کہیں کسی کو امام متجددین کہیں اور کسی کوامام کل بتائیں۔قرآن نا قابل فہم کتاب بتانا نقطہ متفقہ علیہ ہے۔

اس مدعی کے شواہد وقرائن محدودنہیں غیر محدود ہیں،ان میں سے چنداہم نکات اختلاف نمائی پیش کرتے ہیں،سب سے پہلے کلمہ اولی الامر پیش کرتے ہیں۔''اولی الامر''اولی معلوم ہے بمعنی صاحب ہےاورامر کیلئے ابن فارس نے چنداصول بتائے ہیں۔

۱۔امر بمعنی شان ہےاس وقت امر کی جمع امورآتا ہے۔

۲۔امر مقابل نہی اس وقت امر کا جمع اوامرآتا ہے۔

علماءمعانی بیان نے کلمہ امر کے معنی''**طلب الفعل علی جهته الاستعلی**''بتایا ہے ''مزمل۲''پھرانہوں نے اس کے چارصیغے بتایا ہے۔

۱۔خودصیغہ ۲۔مصدر بمعنی الفعل جیسے صبرایاآل یاسر

۳۔مضارع مقترین بلام ﴿لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ مِنْ سَعَتِهِ وَ مَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنفِقْ مِمَّا آتاهُ اللَّهُ لا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْساً إِلَّا ما آتاها سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرا..طلاق.۷﴾

۴۔اسم فعل جیسے صہ لاکلم

معاشرہ انسانی میں دوقسم کےاولی الامرہوتے ہیں۔

۱۔اولی الامر نظام وضعی جمہوری، آپ مانے یا نہ مانیں، ایک شخص یا گروہ نے کرسی اقتدار پر بزور طاقت قبضہ کیا اب اس کے خلاف کچھ کر نہیں سکتے ہیں وہ اس معاشرے کا حاکم مطلق ہے، صاحب امر کی اطاعت کریں یا ملک چھوڑیں یا جیل جائیں یا دردناک عذاب سہنے کیلئے آمادہ ہوں۔ چنانچہ خوارج خود حکومت کے خلاف تھے مخالفین کو موت کے گھاٹ اتارتے تھے کیا ہمارے ملک میں ضیاء الحق، پرویز مشرف کے مارشل لاء وہ اولی الامر نہیں تھے؟

۲۔اولی الامر مسلمین ہوتا ہے سورۃ نساء کی آیت ۵۹ میں بطور حصر اطاعت اوامر کیلئے تین مدارج لکھے ہیں۔

۱۔اطاعت اللہ، ''له الحق و له الامر''، یہاں چون و چرا نہیں۔

۲۔اطاعت رسول، یہ منتخب من اللہ ﴿وَ ما كانَ لِمُؤْمِنٍ وَ لا مُؤْمِنَةٍ إِذا قَضَى اللَّهُ وَ رَسُولُهُ أَمْراً أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَ مَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَ رَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلالاً مُبيناً..احزاب.۳٦﴾

۳۔اطاعت اولی الامر، یہ استقلال نہیں رکھتا ہے، یہ تابع اللہ و رسول ہے۔حضرت داؤد و سلیمان و حضرت محمدؐ کے علاوہ جامعہ پر کسی نبی نے حکومت نہیں کی خود نبی کریم کے دور میں مدینہ سے باہر مکہ ،طائف، بحرین وغیرہ میں اولی الامر معصوم نہیں تھے، خطاء کار و غلط کار بھی تھے، نبی کریم کی طرف سے منسوب والی و منتظمین امت کو منتشر و پراگندہ رکھتے۔معاشرہ اسلامی میں اسلامی حکومت کو روکنے کفر و الحاد والوں کیلئے میدان خالی رکھنے کیلئے اولی الامر کیلئے کلمہ معصوم بے معنی نا قابل تطبیق کا نزاع چھوڑ کے رکھا ہے۔

تفسیر بالرائے صرف باطنیہ سے مخصوص ہے

شیعہ اور سنی دو نہیں دو دکھائی دیتے ہیں دونوں کے اختلاف رائے سے کوئی مثبت نتیجہ نہیں نکلتا ہے دونوں کے متفقہ مفتوحن کو کنارے پر لگانا مقصود ہوتا ہے دونوں کے خلاف تفسیر کرنے والے مجرم ہلیں دردناک سزا کے مستحق ہیں پہلے سزا وہابی یا غلات کا دیا جاتا ہے ان دونوں کی رگشت معلوم لیکن قرآن اور محمد والوں کا برگشت مجہول رکھا جاتا ہے ورنہ مسئلہ اتنا پیچیدہ نہیں ہے۔۔۔غواصی او قیانوس سے

پوشیدہ ہو شیخ طوسی طبری طباطبائی جواد مغنیہ صادقی تہرانی محسن نجفی صلاح الدین نجفی قمی اماراتی اپنی بلوغت رکھنے والے علم کو بھی کنارے پر چھوڑ کر دشمنان اہلبیت کا۔۔۔۔محبت علی وز ہراء اور حسنین کے نام قرآں و محمد یاران باوفا اسلام حتٰی خود علی سے دشمنی مول کر علی علی کہتے ہوئے علی کے عمر بھ لمحات مصائب و مشکلات میں برداشت کر کے احیاء اسلام کے اہداف کو لات مار کر کے پاؤں تلے دبا کر چلنا عربی قواعد سے نا آشنائی نہیں ہے سب سمجھ رہے ہیں قرآن کو ہر جگہ کنارے پر لگا کر دیا رنفاق میں جمع کردہ مجاہل کو اہل حدیث غریب کو اہل قرآن بغیر حدیث لنگڑا اپاہج کتنے ناخدا قرار دیں اسلام و مسلمین کا نام احتیاط سے لیکن قرآن اور محمد کا نام سستے مال سستے کا نام پیارے لینے کے مترادف ہے اگر قرآن کے بارے کوئی جگہ ہے اپنی درسگاہ میں ابتدا سے آخر تک نصاب میں کیوں رکھتے ہیں اگر محمد کے نام ص لگانا نہیں بھولتے ہیں افاضل الرائے کو ایک دو گھر روزانہ درس حیا تمحمد دینے کے لیے کہیں بیس تیس صفحات لکھنے کیلیے کہیں پتہ چلے گا آپکا بنیادی مقصد قرآن اور محمد کو کنارے پر لگانا ہے ابو بکر عمر و عثمان ممدوح ہے علی کے فضائل کے نام تمام صفات رذائل علی کے نام سے حل کر کے موسوعہ بنایا ہے تفاسیر غلات۔

۹۔تفاسیر بابیہ البہائیہ

۱۰۔تفاسیر خوارج

۱۱۔تفاسیر تراجم بزبان اردو

ان گیارہ انواع کی تفاسیر کے بارے میں پہلے مرحلے میں قارئین کرام سے ایک استفسار و استفہام عقلی وجدانی کروں گا ان مشارب مختلف نظریات والوں سے خالص قرآن کو سمجھنے کی کوشش کم اپنے عزائم و منویات منوانے کیلیے بطور وسیلہ قرآن کو اٹھایا ہے کے بارے میں کئی مفسرین نے کی ہوگی ہم اپنی جگہ اپنی رائے پیش کرنے سے پہلے ایک اور سوال کا اضافہ کریں گے ان مذاہب اور مشارب ارباب نظریات والوں کے کئی اہداف و مقاصد کے تحت قرآن کی تفسیر کے لئے اٹھتے تھے یقیناً اپنے مذہب کو حق کے طور پر منوانے کے لئے اٹھے ہیں بلکہ اپنے مذہب کو قرآن سے ثابت کرنے کے لئے

اٹھے ہیں اگر یہ احتمال قرین صحت پائینگے تو سمجھ لیں ابھی تک کسی نے بھی خالص قرآن فہمی کی غرض سے قرآن کی تفسیر نہیں کی ہے بلکہ تمام تر توجہ بنیادی محرک اپنے فرقے کو ثابت کرنے کے لئے مواد اکٹھا کیا ہے یہ ایک اہم دلیل ہے تفاسیر خالص قرآنی نہیں ہیں اب آتے ہیں پہلے مرحلے میں تفاسیر و ماثوری نص پورے کا پورا تفسیر نقل پر۔۔۔ ہے اس تفسیر کی امتیاز یہ ہوگی باقی تفاسیر میں ان کی شرکت زیادہ ہوگی خود ان کی تفاسیر کا حصہ کم ہی ہوگا۔

تفاسیر باطنیہ

باطنیہ نے پہلے تفسیر کی دو قسم بتائی ہیں ایک تفسیر ظاہری جو الفاظ و کلمات کے لغوی نحوی صرفی قواعد کے مطابق معانی اخذ کرتے ہیں جس کو تفسیر ظاہری کہتے ہیں جس سے صاحب قرآن نے تمام اصناف انسانوں سے منکر معاند کافر منافق اور مومن سے خطاب کیا ہے دوسری تفسیر باطنی ہے فرقہ باطنیہ نے تیسری یا چوتھی صدی میں اختراع کی ہیں انکا کہنا ہے کہ قرآن کے ظاہری الفاظ سے معانی اخذ نہیں کیے جا سکتے ہیں کیونکہ ظاہری الفاظ مراد اللہ نہیں ہے بلکہ باطنی الفاظ مراد ہیں تالیف محمد حسین ذہبی نے بعض آیات قرآن کی تفاسیر کے نمونے پیش کیے ہیں انہیں غلط گردانا ہے جبکہ خود ظاہری معانی روکنے کیلئے کلمہ تفسیر اور تاویل کہتے ہیں فہم قرآن بغیر تفسیر اہلبیت و اصحاب درست نہیں ہے کہتے ہیں سنت شارح موضح قرآن ہے اس کے بارے میں اصول تفسیر و قواعد تالیف دکتور خالد عبدالرحمن العلک ص ۷۹ پر لکھتے ہیں امام شافعی نے کہا ہے کل ما حکم بہ رسول اللہ فھو بافھمہ رسول اللہ من القرآن جو کچھ نبی کریم نے فرمایا ہے وہ وہی ہے جو رسول اللہ نے قرآن سے سمجھا ہے ایک مسلمان کے لیے یہ بڑا المیہ ہے وہ علماء کی پہاڑ شکن گرنٹ اساس اسلام پر مارے اور اصول اسلام تہہ و بالا ہوتے نہیں دیکھا اگر یہی غلطی شخص عامی کرے یوں اسے دفن ہونے کے لیے جگہ بھی نہیں ملے گی آپ نے اللہ کے کلام کو معمہ بنایا اسکو محتاج سنت بنایا پھر سنت کا معنی قول فعل اور تقریر رسول بنایا پھر سنت اصحاب و اہلبیت کو بھی سنت رسول میں شامل کیا پھر ان سے تعدی کر کے اصحاب کو دیکھنے والوں تابعین کے قول

وفعل کو بنایا دھاندلی در دھاندلی کی ہے انسان مسلمان کے لیے یہ ایک بڑا المیہ ہے وہ علماء کی پہاڑ شکن گرفت یہ بات اپنی جگہ کلیت نہیں رکھتے ہیں کیونکہ رسول کبھی خارج از قرآن سے بھی بات نہیں کرتے تھے پھر پیغمبر سے نقل کرتے ہیں الا وانی اوتیت القران ومثلہ معہ اگر سنت میں نہیں ملا تو اصحاب کے اقوال کی طرف رجوع کریں فھم ادری اگر قول رسول میں نہیں ملے نہ اقوال صحابہ اور تابعین میں ملے پھر لغت عرب کی طرف رجوع کریں یہاں چند سوال جواب طلب ہیں

۱۔صاحب اصول تفسیر نے قرآن فہمی کے لیے سنت رسول کی طرف رجوع کرنے کا کہا ہے سنت رسول لکھنے سے خود رسول نے منع کیا تھا سنت آپ کی رحلت کے دوسو سال لکھی گئی کس منطق کے تحت رجوع کریں یہ سب پیغمبر سے نقل ہوئے ہیں اس کا کیا ثبوت ہے یہ کس نے کہا ہے۔

۲۔آپ نے پہلے سنت رسول جو جس کی تدوین خود رسول اللہ نے منع کیے تھے اس کو تفسیر قرآن قرار دیا پھر صحابہ ردیف رسول اللہ کس منطق کے تحت پھر تابعین آخر میں لغت عرب کی طرف رجوع کرین یہ الٹا کیوں کہا گیا عام طور پر خود لغت سے سمجھنا پہلا مرحلہ ہوتا ہے۔

۱۔اس قرآن کو اللہ نے عربی کہا ہے یعنی واضح روشن کہا ہے بذات خود واضح ہے چند آیات میں قرآن کو کتاب مبین کہا ہے۔ ۲ ھذا بیان للناس کہا ہے علماء کی تفسیر قرآن اوران آیا کریمہ میں کیسے مطابقت بنائیں گے۔

مذہب اہلبیت و مذھب اصحاب کا فہم قرآن کو تفسیر سے مشروط کرنا انکی ابتکار نہیں بلکہ وہی لائحہ عمل باطنیہ کو دوام دینے کا تسلسل ہے باطنیہ نے کہا تھا قرآن کا ایک ظاہر ہوتا ہے اور ایک باطن ہوتا ہے ظاہر مراد اللہ نہیں بلکہ باطن مراد ہے کون جانتا ہے باطن صرف امام جانتا ہے امام غیب میں ہے ہم ان کی طرف سے تفسیر کرتے ہیں۔ امام سے مراد خود متکلم ہے لیکن باطنیہ کا یہ عمل عمل ابلیس تھا جو کھل کے اللہ نے کہا لاقعدن علی صراط المستقیم۔۔۔۔۔۔۔اسی لائحہ عمل کو دوسرے الفاظ وقوالب میں پیش کیا اسکا نام تفسیر رکھا تفسیر حسب توضیح وتشریح مفسرین ونقاد مفسرین اجتہاد شخصی ہے اگر مسائل حلال وحرام بتایا اس کو فتواء کہتے ہیں اگر قرآن سے متعلق بتایا تو اس کو تفسیر کہلاتے گا۔جس طرح احکام

کوانوں نے فقہ کے نام سے پیچھے چھوڑا تھا قرآن کوتفسیر کے نام سے پیچھے چھوڑا ہے پھرانہوں نے تفسیر میں ایسا طریقہ تنظیم کا رانتخاب کیا ہے کوئی بھی قرآن کے نزدیک نہ ہوسکے یادرکھیں انہوں نے کہا تھا قرآن کی تفسیر بالرائے درست نہ ہونے کی ایک دلیل بھی قابل قبول نہیں ہوگی پھر مفسروں کے لیے جوشرائط وضع کی ہیں اسکے بعد طریقہ تفسیر بیان کیا ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی کسی صورت میں قرآن آگے نہ پڑھے جس طرح اسلام سے تو تنے اسلام سے مزاحمت کرنے کیلیے فرقے بنائے ہیں اور فرقوں میں اختلاف افتراق انتشار تضاد رکھا ہے اور اسکی شکل کوتبدیل کرنے کی کوشش کی ہے یہاں سے خارج نہ ہولیکن دونوں کی منزل مزاحمت اسلام کے مورچہ میں ملتی ہے اسطرح یہاں تفسیر قرآن میں تفسیر اہلبیت اور تفسیر اصحاب میں تضاد نمائی کا مظاہرہ کیا ہے اسی طرح تفاسیر پرنقد کرنے والے فرقوں نے ایک دوسرے کی مخالفت نمائی کا مظاہرہ کیا ہے ابھی تک ناقدین تفاسیر کی نقد ہم نے دیکھی ہیں نقد محمد حسین ذہبی اور نقد شیخ محمد ہادی معرفت ہے جہاں ہادی معرفت نے ذہبی کی مخالفت دکھائی جس طرح یہاں تفسیر میں نجفی صلاح الدین نے مودودی کی دیکھائی ہے لیکن یہ بات ثابت ہے کہ دونوں فریقوں کا ہدف قرآن کو دور رکھنا ہے اس بات کے بہت سے قرائن اور شواہد ملتے ہیں

علوم قرآن

النسخ اصطلاحی

ارفع اور ثابت فی الشریعہ

دین وشریعت میں نسخ احکام ایمانیات میں کسی بھی صورت نسخ امکان پذیر نہیں ہے احکام شریعہ میں النسخ احکام اختتام مدت کے بعد رفع ہوتا ہے اس کو نسخ بھی کہتے ہیں جیسے اوامر ونواہی امتحانی مدت کے بعد خود بخود نسخ ہوتا ہے چنانچہ حکم قبلہ بیت المقدس خاص مدت کیلیے تھا آغائے خوئی نے البیان فی

التفسیر القرآن ۲۹۵ میں ناسخ ومنسوخ نسخ قرآن کی تین صورتیں بتائی ہیں

۱۔النسخ التلاوۃ دون الحکم اس کیلیے مثال آیہ رجم کا نسخ تلاوہ ہے حکم رجم باقی ہے

۲۔حکم اور تلاوۃ دونوں کے نسخ کا نسخ

۳۔حکم نسخ ہوا تلاوۃ نسخ نہیں ہوا ہے یہ موضوع موضوع بحچ رہا ہے اسپر کتابیں لکھی گئی ہیں

علوم قرآن خلاف قرآن

ناسخ منسوخ قرآن

حکم الثابت فی القرآن کے نسخ کی تین صورتیں ہیں

۱۔حکمقرآن خود قرآن سے نسخ ہوا ہے

۲۔حکم قرآن سنت متواتر سے نسخ حکم قرآن جماع سے نسخ آئمہ معصوم سے نسخ صادر ہوا آغائے خوئی اس قسم کے نسخ ہونے سے کسی قسم کا اشکال عقلاً نہیں پایا جاتا ہے

۳۔حکم قرآن از قرآن سے نسخ اسکا بھی اشکال نہیں اسکی مثال آیہ نجو سے دیتے ہیں ایک حکم ثابت قرآن کو ایک اور آیت سے دونوں کے درمیان تنافی دیکھکر نسخ کردیا یہ نساء ۸۲ سے شناخت

۔۔۔۔۔۔قرآن میں آیات منسوخہ بنانے ثابت کرنے والوں کی ترتیبی فہرست کتاب التمھید ج ۲ ص ۲٦٦

۱۔ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن الاصم المسمی اصحاب امام صادق الرسالہ فی ناسخ والمنسوخ

۲۔اصحاب امام رضا دارم بن جہینہ النقمی الداری واحمد بن محمد بن علی القمی والحسن بن علی بن فعال

۳۔مفسر امامی کبیر علی بن ابراہیم القمی ناسخ اوالمنسوخ

۴۔محمد بن عباس امعروف ابن حجام

۵۔ابوعبید القاسم بن سلام

علوم قرآن

علوم قرآن سے وابستہ علماء کا کہنا ہے کتب تفاسیر پڑھیں کتب تفاسیر انسان کو قرآن سے

نزدیک کرنے کی بجائے دور کرتی ہیں چنانچہ کلمہ تفسیر خود قرآن سے دور کے معنی نکالنے کو کہا ہے اکثر و بیشتر تفاسیر اس طرح کی ہیں بطور مثال سورہ کہف میں موسیٰ جس بندے سے ملے تھے قرآن میں اس کو عبد صالح کہا ہے جبکہ کتب تفاسیر میں اس کو خضر کہا ہے کلمۃ عبد الصالح سے خضر کیسے نکالا ہے کیسے اطمینان کریں عبد الصالح سے مراد خضر ہے اور خضر کون تھے کہاں کے رہنے والے تھے اس کی شناخت کیسے ہوئی ایسے بہت سے سوالات آتے ہیں۔ ایسی مثال بہت ہیں سورۃ نمل ۴۰ میں من عندہ علم الکتاب کا حامل آصف بن برخیا بتایا ہے مجھول ہے سورہ کوثر کا معنی محضر میں لگانے والے حوض مراد ہے۔ سورۃ احزاب ۳۳ کی آیت میں اہلبیت آیا ہے اہلبیت یعنی گھر والے چاہے اردو میں یا عربی میں گھر والے کہیں یا انگریزی میں فیملی پہلی مصداق بیوی ہوتی ہے آپ یہاں اہلبیت سے آپکی بیٹی داماد مراد لے رہیں ہیں آپ نے آیت سے دور کیا یا نزدیک گویا آپ نے احادیث سے معانی قرآن آسان نہیں بنایا ہے بلکہ احادیث کو اٹھانے کے لیے قرآن سے آیت تلاش کی ہیں

۲۔ دوسری مثال قرآن کریم میں قیامت کے دن بعض گناہ گار شفاعت سے جنت جائیں گے جبکہ چندین آیات میں آئی ہیں قیامت کے دن شفاعت نہیں ہوگی ایک جس کے حق میں یا جس کو شفاعت کرنے کی اجازت ہوگی ان کی شفاعت ہوگی۔

۳۔ جن کو شفاعت کرنے کی اجازت ملے گی پھر مفسرین لکھتے ہیں وہ انبیاء ہوں گے یہ بات انہوں نے کہاں سے نکالی ہے۔

۴۔ قرآن شناسی والوں کا کہنا ہے قرآن کی موجودہ ترتیب و تنظیم وحی سے ہوئی ہے کہ نبی کریم کی ہدایت کے مطابق ترتیب ہوا جبکہ مفسرین کا کہنا ہے اکثر و بیشتر جگہ عام انسان بھی درک کرتے ہیں آیات ایک دوسرے سے غیر مربوط ہے لیکن تفاسیر سور کوثر کی تین آیات میں کوئی رابطہ نظر نہیں آتا ہے فصل نماز وانحر قربانی یہا آیت سے نہیں بنتی ہے یہ دونوں اعطاء کوثر نہیں بنتی ہیں۔

فہم و تبیین آیات قرآن کے لئے کلمۃ تفسیر اور اصول تفسیر فرقوں کے اقصاء قرآن تمہید جنات سازشی کہنا زیادہ مناسب رہے گا کیونکہ کلمۃ تفسیر اپنی مادہ اور صیغہ دونوں حوالے سے کلمات قرآن کی

وضع لغوی سے صرف نظر کر کے دور جا کر معانی تلاش کرنے کو کہتے ہیں قرآن کریم اسی کیلیے تعلیم تبیین کتاب آئی ہے جبکہ دنیا میں ہر کلمہ کا معنی جو عاقل کے منہ سے نکلے الفاظ وکلمات کے مطابق ہوتا ہے وہی مراد ومخصوص متکلم ہوتا ہے صاحب نے ہر قسم کی غموض عوج غریب الفھم کو کلمات صارفتہ سے رد کیا ہے اس کے باوجود فرقوں نے قرآن فھمی کو رد کرتے ہوئے کثیر دفعات لگائیں ہیں ان کی دفعات اور ان کے جوابات کو ہم نے بحث اجتہاد وتجدید وتقلید میں اور احکام قرآنیہ میں تفصیل سے بیان کیا ہے یہاں صرف مفسرین کی خیانت کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے ان کے عزائم سوء بقرآن کی واضح دلیل اقسام تفسیر مصادر تفسیر بیان کرتے ہوئے اس کی پانچ درجات مراتب بیان کیا ہے سب سے آخر پانچویں مرتبہ کو تفسیر قرآن لغت عرب کیا ہے اول کو آخر اور آخر کو اول کیا ہے ہر محکم قرآن از لغت میں بھی تشکیک پھیلاتے ہوئے انہوں نے صدر اسلام قلب قریش میں رہنے والوں کو لغت عرب سے نا آشنا قرار دیا ہے کہا ہے ابوبکر عمر کو قرآن میں مستعمل کلمات کا معانی نہیں آتے تھے یہ از روی طبیعت و تاریخ کذب صریح ہے کیونکہ مدینہ دوران خلافت ابوبکر وعمر الحاد سے محفوظ تھا یہاں علاقہ مفتوحہ سے آنے ولائے نہیں ہوتے تھے۔

جمع قرآن کس نے کیا ہے اصل قرآن کس کے پاس ہے تلاوت قرآن کی کتنی قسمیں ہیں ظاہر قرآن چھوڑ کر باطنی قرآن کی طرف توجہات موڑنے کے کیا طریقے ہیں اسی عمل نامشروع کو سند دینے کیلیے ایک حدیث وضع کی گئی ہے جسمیں قرآن کے برابر متوازی حجت ذکر آتا ہے ان میں بقول بعض ظاہر ظاہر قرآن پرسنت سابقہ کو برتری اور مقدم بتایا ہے اسمیں ایک اور حدیث بنام حدیث ثقلین متعارف کیا ہے اس کے متن اور سند میں تجسس وجستجو کو روکنے کیلیے اسکو متواتر بنایا ہے پھر اسکو سنیوں کی کتابوں میں درج کیا ہے بانیوں نے بنایا ہے

یہاں خطرہ ہلاک غیر سنی پناہ دہندہ بنایں جہد مسلسل عمل پیہم ہر قسم کا قرآن کو اٹھانے والوں کے سر پر حریت معاشرے مطعون غرض ہدایت اور حکم عمر سعدی پر عمل پیرا حدیث ثقلین سے صرف نظر نہیں کر سکتے ہیں قرآن پر ہونے والی قاری ضربتوں ختم بخاری ختم حدیث کساء ختم امن یجیب سورہ حمد

شفاء امراض لاعلاج طاعون کرونا وغیرہ لیکن مرض الحادومرض نفاق سے قاصرزندوں کی ہدایت سے معاصر مرتد وملحد مرنے والوں کیلیے رفع درجات کی تلقین ساتھ قرآن کا مقام اہلبیت کے برابر ہے اہلبیت کی تعداد سرحد کہاں تک پہنچی ہے نہیں معلوم حضرت علی وفاطمہ حضرات حسنین تو امت جانتے ہیں لیکن ان میں امام حسن سے پھیلنے والے عشاق اقتدار امام زین العابدین سے پھیلنے والے غلات امام صادق سے پھیلنے والے بنیان گزار باطنیہ خانہ کعبہ کے۔۔۔۔۔۔اصفہان میں دعائے توسل کرنے قلعہ الموت اور فرانس میں تنسیخ شریعت بھی شامل رکھا تعلیمات انہی اہلبیت کا امام صادق امام باقر امام زین العابدین تو گھروں سے نکلے نہیں غرض۔۔۔۔خود حضرات حسنین علی وفاطمہ بھی۔۔۔۔ کیا خود رسول اللہ قرآن کے برابر ہیں کیا قرآن میں ایک کلمہ کے اضافہ کے مجاز ہیں کیا قرآن بغیر ایک لمحہ منصب نبوت۔۔۔۔سکتا ہے کیا محمدؐ کو بدیل محمدؐ پر قرآن کہ سکتے ہیں جس نے محمدؐ کو قرآن سکھایا کیا وہ قرآن کے برابر ہوسکتا ہے ۔

علوم قرآن کے مولفین ومصنفین قرآن کے مخالف ہونے کے شواھد وقرائن کثیرہ پایا جاتا ہے ان میں سے ایک غرائب القرآن تصنیفات ہے۔

۱۔غریب مادہ غرب سے ہے غرب کا معنی معاجم مقائس مین بعد کو کہا ہے مغرب کو اس لیے مغرب کہتے ہیں جہان سورج ناپید ہوجاتا ہے معلوم نہیں کہاں گئے ہیں اس تناسب میں ہر غیر معلوم غیر مانوس کو غریب کہتے ہیں ’’واستغرب الرجل ‘‘معلوم نہیں ہو یا نہیں ہوسکا کس نے کیوں مارا ہے اسی مناسبت سے علم معانی میں شرائط فصاحت میں لکھا ہے کلمات غریبہ نہ ہو یعنی بعید از فہم نہ ہو چنانچہ دوسری صدی کے علم بیان کے نامور عبداللہ مقفع جسے مخالفین نے قرآن کے معانی لکھنے کیلئے کہا تھا ان سے کلام فصیح کی تعریف کے بارے میں سوال کیا کہ کلام فصیح کسے کہتے ہیں اس نے کہا کلام سننے میں ایسا ہو کہ شخص عامی بھی یہ کلام بول سکتا ہے۔کتاب اسالیب بیان میں آیا ہے اللہ نے حضرت محمدؐ کو خطاب میں کہا یا محمد کہ دیں’’ما انا من المتکلفین ‘‘سورہ ص ۸٦،کلام کا حسن یہ ہے کہ اسمیں موجود

سب کچھ واضح ہو رسول اللہ کی تعریف میں آیا ہے آپ نے فرمایا'' افصح من نطق بضاد '' یہاں سے واضح ہوتا ہے جنہوں نے دعویٰ کیا قرآن میں کلمات غریب ہیں قرآن میں کلمات غریب کا تصور ہی غلط ہے۔ قرآن پر افتراء باندھا ہے کتاب علوم البلاغۃ تالیف احمد مصطفیٰ مراعی فصاحت متکلم کی شرائط میں لکھا ہے۔

۱۔ عدم تنافر الحروف ۲۔ عدم غرابۃ اللفظ ۳۔ عدم مخالفۃ القیاس ۴۔ عدم الکراہۃ فی السمع

قرآن فہمی کے اصول۔

سب سے پہلے فرق و مذاہب کا امت اسلامی کو قرآن فہمی سے دور رکھنے کے لئے پہلی اقدام تفسیر کی تصنیفات و تالیفات ہے۔ جہاں انہوں نے کسی بھی متکلم کے کلام فہمی کے لئے جو اصول دنیا میں جاری ہے اس سے نظریں ہٹا کر کوئی نئے اصول وضع کیے ہیں۔ حقیقت میں یہ قرآن سے دور کرنے کا طریقہ ہے اس میں کسی کو مستثنیٰ کرنے کی گنجائش نہیں ہے تمام فرق کا یہ متفقہ طریقہ کار ہے کہ قرآن پہنچنے کے تمام راستے بند کئے جائیں۔

۱۔ قرآن فہمی کا پہلا طریقہ قرآن جس زبان میں نازل ہوا ہے اس زبان کا اصل طریقہ استعمال ہی اس کا پہلا ذریعہ ہوتا ہے۔ چند اصول تفسیر لکھنے والوں نے فہم قرآن کی جگہ تفسیر قرآن رکھا ہے۔ تفسیر کا مطلب کلمات سے دور معانی بتانے کو کہتے ہیں۔ علماء دین نے بہترین تفسیر قرآن کو خود قرآن قرار دیا ہے یعنی قرآن سے قرآن فہمی۔ یہ ابتدائی مرحلے میں بہت اچھی نظر آتے ہیں لیکن یہ اپنی جگہ دور کرنے کی تدلیس ہے ہے۔ چونکہ قرآن فہمی میں ایک آیت کو سمجھے بغیر دوسری آیت کو سمجھنا مشکل ہے۔ تو دوسری آیت کا کہاں سے سمجھ میں آئے گا۔

۲۔ دوسر تفسیر قرآن سنت رسول کو قرار دیا سنت رسول سے مراد ان کی قول و فعل تقریر رسول اللہ اس کی سند انہوں نے قول شافعی سے لیا ہے جو پیغمبر نے حکم کیا ہے وہ پیغمبر نے قرآن سمجھ کر کیا ہے پیغمبر نے فرمایا ہے اللہ نے مجھے قرآن دیا ہے یعنی سنت نہیں دیا سنت کے معنیٰ عمل رسول ہیں عمل رسول اللہ اوپر

سے نازل نہیں ہے یہ شافعی کا نقل درست نہیں یعنی اگر آیت سے نہیں سمجھیں گے تو آپ دوسری طرف رجوع کریں گے یعنی سنت کی طرف روایات صحیحہ کی طرف رجوع کریں گے۔ اگر سنت پیغمبر میں آیت کے معنی نہیں ملیں تو اقوال اصحاب کی طرف رجوع کریں گے اگر سنت پیغمبر، قول صحابہ اور تابعین سے نہیں ملا تو لغت کی طرف رجوع کریں گے اگر ان میں گروہوں سے نہیں ملے تو درجہ پر لغت کو رکھا ہے یہ آپ نے مقدم کو موخر اور موخر کو مقدم کیا ہے۔ دنیا میں کسی کے بھی کلام کو سمجھنے کے لئے سب سے پہلے اس کی لغت کو سمجھنا ہوتا ہے قرآن عربی میں نازل ہوا ہے عربی کو قرآن سمجھ میں نہ آنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن پہلے مرحلے میں عرب سے خطاب ہے عربوں میں خاص کر قریش سے خطاب ہے کلمچنانچہ سنت رکھا ہے ہم نے قرآن کو عربی میں نازل کیا ہے واضح اور روشن کیا ہے میں واضح کیا ہیلہٰذا اللہ نے قرآن عربی ہونا دلیل قرار دیا ہے دنیا کا ہر کلام اس کی لغت سے سمجھا جاتا ہے آپ نے قرآن فہمی کے لئے لغت میں جن لوگوں کی نشاندہی کی ہے کہ ان کے لغات میں دیکھیں یعنی ان کی لغات کو حجت گردانا ہے جبکہ قرآن جس معاشرے میں نازل ہوا ہے جن ذوات سے پہلے مرحلے میں خطاب کیا ہے ان کو نا سمجھ قرار دیا ہے۔ قرآن قریش کی زبان میں نازل ہوا ہے جبکہ آپ نے ابوبکر اور عمر کو قرآن نہ سمجھنے والوں میں شامل کیا ہے فہم قرآن کے لیے جو طریقہ بتایا جاتا ہے وہ بد نیتی پر مبنی ہے اسکی بدنیتی پر مبنی ہونے کے اور بھی شواہد ملتے ہیں قرآں نے شعر وشاعری کو رد کیا آپ نے پورے دین کو شعر میں پیش کیا ہے مدح ومنقبت نبی اور فضائل علی واصحاب کو شعر میں بیان کیا ہے ۔آپ نے دوسری صدی میں آنے والے شعراء کی زبان کو شارع قرآن بتایا ہے یہ بھی ایک خیانت ہے تو قرآن فہمی میں قرآن کو سنت اور صحابہ سے سمجھا قرآن فہمی میں لغت عرب سے سمجھنا یہ سب ذو معانی کلمات ہیں ان سب طریقوں میں خیانت سوء نظر آتی ہے

قرآن فہمی کیسے پیدا کریں

علوم قرآن سے وابستہ علماء کا کہنا ہے کتب تفاسیر پڑھیں کتب تفاسیر انسان کو قرآن سے نزدیک کرنے کی بجائے دور کرتی ہین چنانچہ کلمہ تفسیر خود الفاظ سے دور کے معنی نکالنے کو کہا ہے اکثر و بیشتر تفاسیر اس طرح کی ہین بطور مثال سورہ کہف میں آیت موسی مجمع بحرین میں جس بندے سے ملتے ہے قرآن میں اس کو عبد صالح کہا ہے جبکہ کتب تفاسیر میں اس کو خضر کہا ہے کلمۃ عبد الصالح سے خضر کیسے نکال لیا ہے انسان کے لیے اطمینان کریں عبد الصالح سے مراد خضر ہے اور خضر کون تھے کہاں سے معلوم کریں ایسی مثال بہت ہیں

۲۔ دوسری مثال قرآن کریم مین قیامت کے دن بعض گناہ گار شفاعت سے جنت جائیں گے جبکہ ایکا آیت آئی ہے قیامت کے دن کوئی شفاعت نہین ہوگی ایک امت جس کے حق میں شفاعت کی اجازت ہوگی ان کی شفاعت ہوگی۔

۳۔ جن کو شفاعت کرنے کی اجازت ملے گی پھر مفسرین لکھتے ہیں وہ انبیاء ہوں گے یہ بات انہوں نے کہان سے نکالی ہے۔

۴۔ قرآن شناسی ولوں کا کہنا ہے قرآن کی موجودہ ترتیب و تنظیم وحی سے ہوئی ہے کہ نبی کریم کی ہدایت کے مطابق ترتیب ہوا چنانچہ اکثر و بیشتر جگہ عام انسان بھی درک کرتے ہیں آیات ایک دوسرے سے مربوط و منظّم ہیں لیکن تفاسیر سورکوثر کی تفسیر میں رابطہ نظر نہیں آتا ہے فصل نماز وانحر قربانی یہا آیت سے نہیں بنتی ہے۔

قرآن فہمی کے اصول۔

فرق و مذاہب کا قرآن فہمی سے دور رکھنے کے لئے کئے گئے اقدامات میں سے ایک تفسیر کی تصنیفات و تالیفات ہے۔ جہاں انہوں نے پوری تاریخ بشریت میں متبادل رائج اصول کے خلاف الفاظ و کلمات متکلم کے ماوراء معانی تلاش کرنے اور کلام سے غیر مربوط معانی کو قرآن کے معنی یہ نام سو ٹھونسا ہے کسی بھی متکلم کے کلام فہمی کے لئے جو اصول دنیا میں جاری ہے اس سے ہٹ کر کوئی نئ اصول وضع کی ہے لیکن حقیقت میں یہ قرآن سے دور کرنے کا طریقہ ہے اس میں کسی کو مستثنیٰ کرنے کی گنجائش

ہیں تمام فرق کا یہ متفقہ طریقہ کار رہے کہ قرآن پہنچنے کے تمام راستے بند کئے جائیں۔

ا۔قرآن فہمی کا پہلا طریقہ قرآن جس زبان میں نازل ہوئی ہے اس زبان کے اصل طریقہ استعمال ہی اس کا ہوتا ہے۔چند اصول تفسیر لکھنے والوں نے فہم قرآن کی جگہ تفسیر قرآن رکھا ہے۔تفسیر کا مطلب کلمات سے دور معانی بتانے کو بتایا ہے لیکن بدنیتی کو چھپانے کے لیے آخر کو اول اور آخر کو اول لایا۔انہوں نے بہترین تفسیر قرآن کو خود قرآن کی آیات قرار دیا ہے یعنی قرآن سے قرآن فہمی۔یہ ابتدائی مرحلے میں بہت اچھی نظر آتے ہیں لیکن یہ اپنی جگہ منطقی نظر نہیں آتے کیونکہ قرآن فہمی ایک آیت سے بغیر دوسری آیت کو سمجھنا ممکن نہیں جب تک آیات کو دآیات سے سمجھنے کا طریقہ واضح نہ ہو جائیں۔تو دوسری آیت کا کہاں سے سمجھ میں آئے گا۔اس کے لئے انہوں نے یہ بات کی ہے کہ قرآن ایک جگہ مجمل بیان کرتے ہیں دوسری جگہ تفصیل بیان کرتے ہیں ایک جگہ مختصر کرتے ہیں دوسری جگہ بسط کلام کرتے ہیں یہ اس صورت میں ہوتا ہے جب انسان پہلے مرحلے میں قرآن کو سمجھ لے یہ پیچیدہ طریقہ ہے۔

۲۔دوسرا طریقہ تفسیر سنت رسول ہے اس دفعہ سنت رسول کی تعبیر ایک نئ تعبیر کی ہے اس کا سند محمد بن ادریس کو دبا دیتے ہیں سنت کے معنی عمل رسول ہیں عمل رسول اللہ اوپر سے نازل نہیں ہے یہ نقل شافعی درست نہیں ہے یعنی اگر آیت سے نہیں سمجھیں گے تو آپ دوسری طرف رجوع کریں گے یعنی سنت کی طرف رجوع کریں گے۔اگر سنت پیغمبر میں آیت کے معنی نہیں ملیں تو اقوال اصحاب کی طرف رجوع کریں گے اگر سنت پیغمبر،قول صحابہ اور تابعین سے نہیں ملا تو لغت کی طرف رجوع کریں گے یعنی تیسرے درجہ پر لغت کو رکھا ہے یہ آپ نے مقدم کو موخر اور موخر کو مقدم کیا ہے۔دنیا میں کسی کے بھی کلام کو سمجھنے کے لئے سب سے پہلے اس کی لغت کو سمجھنا ہوتا ہے قرآن عربی میں نازل ہوا ہے عربی کو سمجھ میں نہ آنے کی کوئی وجہ نہیں ہے عربی کو عربی اس لیے کہا ہے سمجھنے میں آسان ہے اللہ نے یہاں سمجھنے آسان زبان ہونے کا ایک احسان بتایا۔کیونکہ پہلے مرحلے میں اہل عرب سے خطاب ہے دنیا کے ہر کلام اس کی لغت سے سمجھا جاتا ہے آپ نے قرآن فہمی کے لئے لغت میں جن لوگوں کی

نشاندہی کی ہے کہ ان کے لغات میں دیکھیں یعنی ان کی لغات کو حجت گردانا ہے جبکہ قرآن جس معاشرے میں نازل ہوا ہے جن زوات سے پہلے مرحلے میں خطاب کیا ہے ان کو نا سمجھ قرار دیا ہے۔ قرآن قریش کی زبان میں نازل ہوا ہے جبکہ آپ نے ابوبکر اور عمر کو قرآن نہ سمجھنے والوں میں شامل کیا ہے۔ آپ نے دوسری صدی میں آنے والے شعراء کی زبان کو شارح قرآن بتایا ہے یہ بھی ایک خیانت ہے تو قرآن فہمی میں قرآن کو سنت اور صحابہ سے سمجھا قرآن فہمی میں لغت عرب سے سمجھنا یہ سب ذو معانی کلمات ہیں ان سب طریقوں میں خیانت سوء نظر آتی ہے۔

قرآن فہمی میں عقل استعمال کرنے کی ممانعت

یہ روایت اصول تفسیر قرآن سے متعلق تصنیف میں تمام کتابوں شیعہ اور سنی دونوں نے اتفاق سے نقل کی ہے من جمل تفسیر والمفسر ون تالیف ھادی معرفت ج اص ۶۰ تفسیر والمفسر ون محمد حسین میں اصول تفسیر یہ روایات ان آیات سے متصادم ہیں جن میں نبی کریم سے نفی علم غیب کیا ہے اگر کوئی امت اسلامیہ کی خیر سعادت کے لئے اللہ نے بعض غیوب سے نبی کریم کو آگاہ کیا ہے وہ اپنی جگہ بلا اشکال ہو سکتے ہیں لیکن امت کا زوال بدبختی یا قیام اساعۃ سے متعلق جس کا فلسفہ ہی اخفا پر استوار ہے ایسی خبریں امت کے لئے شقاوت بدبختی کا باعث بنتی ہیں

نبی کریم کے دور میں تفسیر رائی کی اصطلاح ہی ناپید ہے اس دور میں آیات کے معنی اخذ کرتے تھے سوائے جو ان کے مفادات سے متصادم ہو

آیات قرآن کو عقل سے سمجھنے یا نہ سمجھنے کی بحث معتزلہ نے شروع کی اشاعرہ نے مخالفت کی ہے تفسیر قرآن محمد بن جریر طبری سے شروع ہوتی ہے

یہ قرآن کی جگہ احادیث جاگزیں کرنے کی تمہید کا سلسلہ پیش کرتے ہیں

شیعہ اور سنی دونوں نے عملاً ان احادیث کو مسترد کیا ہے

مائدہ ۳۔ ۵۵۔ ۶۷ تکمیل دین از امامت، احزاب ۳۳ سے ازواج نبی کو اہل بیت سے خارج کر

کے داماد، نواسوں کو اہل بیت گردانا۔ پھران کو معصوم گردانا۔شوری۔۲۳ میں اجر رسالت میں تفسیر رائی، عقل مخالف تفسیر کی ہے

اس روایت کو باتفاق فریقین سے نقل کرنے اور تصدیق کرنے سے پتہ چلتا ہے یہ روایت باطنیہ کی ۔۔۔۔۔۔شاخیں عدول نہیں کرسکتی ہیں

۔۔۔۔۔۔۔

موضوعات قرآن

۱۔قرآن کریم کی ۶۶۳۲یا۶۶۶۶ آیات پورے کا پورا ایک ہی موضوع ہے وہ ہدایت انسان ہے۔

۲۔ ہرایک سورہ اپنی جگہ ایک موضوع ہے اس لحاظ سے ۱۱۴موضوع ہیں۔

۳۔ ہرایک سورہ میں دسیوں موضوعات ہیں پھر قرآن میں کتنا موضوع بنتا ہے اس کا احصا ابھی تک کسی نے نہیں کیا شاید امکان بھی نہ ہو۔موضوعات ایک دوسرے سے جوڑنے سے بھی موضوعات بنتے ہیں بلکہ قرآن میں مستعمل کلمات سے بھی موضوعات بنتے ہیں۔

۴۔قرآن کریم کی ہر آیت اپنی جگہ ایک موضوع ہے۔

۵۔قرآن بتمامہ بسم اللہ حمد سے لے کر الناس تک نبی کریم کی نبوت کی نشانی ہے۔

۶۔نشانی صرف آپ نبی ہے تنہا نہیں بلکہ نبی عالمی اور خاتمی بھی ہیں بلکہ آپ کے لائے دین اسلام دین خاتم دین جامع وکامل ترین دین ہے۔

۷۔ابدالا وابدا اور دوائم الدھر ہے۔

۸۔کل احکامات انفرادی اجتماعی سیاسی اقتصادی ہرایک مکمل لاشریک والی کتاب دشمنان اسلام یہود ونصاری دفعات لگا کر رد نہیں کیا لیکن مدارس وحوزات باطنیہ کے نمک خواروں نے نقص و عیب کی دفعات لگا کر حوزات و مدارس بے دخل کیا ہوا ہے۔

۹۔قرآن تمام معارضین سے دوبدومقابلے میں ہےاس حوالے سے جن وبشر سے تحدی اس کتاب میں مخالفین اسلام ومحمد سے دوبدوہونے کی دعوت دی ہےعلماء نے تحدی دعوت معارضہ کی وضاحت میں بہت سے اقوال بتائے ہیں لیکن سب کا متفقہ نکتہ یہ ہےقرآن مجموعی اور تفصیل دونوں حوالے سے منظّم کتاب ہے یہ بذات خود ایک آیہ عظمی ہے آیت کا معنی حیرت وتعجب آور ہے بشر جہاں کسی کی چیز کے اسباب ووجوہات جاننے سے قاصر ہے وہاں بہت کچھ فرض کیا ہے شعر گوئی عربوں میں اک نئی ایجاد تھی وہ عام انسان کے لیے ناممکن سمجھتے تھے تو انہوں نے شعر گوئی کو جنوں سے نسبت دی ہے انہوں نے کہا جن نے بتایا ہے لیکن شعر ایک انسان دوسرے انسان دوسرے انسان سے سیکھتا ہے بلکہ دوسرے انسان پہلے سے زیادہ آگے نکلے لیکن قرآن نے شعر کو بھی تحدی کیا ہے قارئین کرام آیت خالی نشان نہیں بلکہ محیر العقول نشان کو کہتے ہیں واضح ہوتا ہے ہمارے رائج استعمال مجتہدین کے لیے آیۃ اللہ العظمی ایک غلو مکروہ مزموم ہے لہذا اس موضوع پر لکھنے والے علماء نے لکھا سورہ کوثر اپنے سے پہلے اور اپنے بعد کی سورہ مربوط ومنظّم ہے لہذا کلمہ کوثر۔اور فصل میں اور فصل اور نحر،نحر اور ثانی ربط ہونا ضروری ہے۔

عنوان قرآن کے عنوان سے موسوعۃ مصطلحات مفتاح السعادی ومفتاح السیادہ صاحب کتاب نے بہت سے عناوین مضمون کیے ہیں ان تمام عناوین پر بحث ہونی چاہیے لیکن قرآن سے متعلق موضوعات پر۔۔۔۔۔۔کرنے والوں نے جن موضوعات کو اہمیت دی ہے تکرار کیا ہے یا جن لوگوں نے اپنی درسگاہ میں شعبہ علوم قرآن کھولا ہے یا مستقل درسگاہ بنائی ہے یا مقدمہ تفسیر لکھی ہے انوں نے انہی موضوعات کو اولیت دی ہے ان موضوعات پر بحث وتمحیص کے بعد قرآن کی جگہ احادیث کو جاگزیں کیا ہے یا دین اسلام کو شراکت بین اللہ ومحمد یا بین قرآن وحدیث یا قرآن بغیر حدیث کشتی ناخدا جیسا ہے۔آپ کونسی سنت ثابتہ کی بات کرتے ہیں؟

صحیح اور سقم کی قضاوت کئے بغیر ایسی قضاوت۔۔۔۔نظیر۔۔۔ثابت کریں فرقوں نے تقسیم کی

اور مدنی سے تاریخ جمع قرااں سے ناسخ ومنسوخ سے حجیت ظاہر یسے بحث معجزات تحریف قرآن کلمہ تفسیر کے استعمال سے بحث عام وخاص شان نزول سے ہر ایک نے اپنا مقصد نکالا ہے قرآن اٹھان انکی غایت طفیلی تھا یہ ارادہ حق سبحانہ۔۔۔۔۔کر اس قرآن کو اپنے حفظ میں رکھیں گے مخالفین قرآن سے کچھ تحریف قرآن نکلوایا ہیا گر یہ حضرات قرآں سے حسن نیت رکھتے ہیں تو کیوں اپنی درسگاہوں سے سکو در بدر کیا ہے مفسرین جس ابھی نام لیں تمام متعصب اور فرقہ کے مدافع شخص تھے انہوں نے قرآں وقرآں کی خاطر نہیں اٹھایا بلکہ قرآں کے نام سے اپنے فرقے کا شان بلند کیا ہے موقع محل پر قرآن کو نیچے دکھایا ہے۔

قرآن کی سوروں کی ترتیب اور سور میں موجود آیات کی ترتیب میں بے ربط نامی کوئی چیز نہیں ہے دنیائے کفر والحاد دشمنان اسلام وقرآن اور اندرون ملت اسلامی میں منافق نژاد و لے بہت ہاتھ پیر مارتے رہے ہیں کہ سور اور آیات میں ربط نہ ہونے کے بارے میں کہتے ہیں یہ جمع خلفاء جمع ابوبکر وجمع عثمان ہے اس طرح طنز کرتے ہیں لیکن جس ہستی نے کتاب نازل کی تھی اس نے اس کتاب کی ترتیب ونظم کو بذریعہ وحی کیا ہے چنانچہ نبی کریم مدینہ پہنچنے کے بعد ایک گروہ جن کو لکھنا آتا تھا انکو انتخاب کیا اور بعض ایسے ذوات کا انتخاب کیا جو آیات کو حفظ کریں حافظہ غیر معمولی ہوتے تھے انکو جمع کیا جو بھی آیات نبی پر نازل ہوتی تھی اسکی تلاوت کے بعد کاتبین سے فرماتے تھے یہ آیت اس آیت کے بعد اور اس سورۃ میں لگا دیں اس طرح پیغمبر کی ہدایت کے مطابق حافطین قرآنی آیات کو منظّم کیا ہے اگر چہ ایک کتاب کی صورت میں پیش نبی کی تھی لیکن کاتبین اور حافظین کہا جاتا کہ کون سی آیت کہاں لگانی ہے نبی کریم کے بعد ابوبکر کے دور میں ایک جنگ یمامہ نامی ہوئی تھی اس میں حافطین قرآن بہت سی جانیں کھو چکے تھے تو عمر بن خطاب نے ابوبکر کہا حافظان قرآن بہت سے ضائع ہوئے اگر اسطرح حافظین قتل ہوتے رہے تو ڈر ہے قرآن ہی ہمارے ہاتھ سے ضائع ہو جائے ابوبکر نے پہلے مرحلے میں انکار کیا اور پیغمبر نے ایسا کرنے کا حکم نہیں دیا لیکن عمر کے کے اصرار پر حافظین و

کاتبین کولایا گیا اور حافظین کی تصدیق کاتبین سے کیا اور کاتبین کی تصدیق حافظین سے کیا اور اسطرح ترتیب دی اس سب کے بعد عمر کے قتل کے بعد عمر نے اپنی بہن حفصہ کے سپرد کردی عثمان کے دور ایک اور فتنہ نے سر اٹھایا لوگوں نے قرآن کو ہیر پھیر لانے کے لیے لحان بدل دی اس لیے عثمان نے قرآن کی ایک قرأت رکھی جس پہ قرآن حسب ترتیب رسول اللہ موجود ہے اسکے ثبوت خود قرآن میں پایا جاتا ہے ایک آیت دوسری آیت سے ربط رکھتی ہے اسے علماء نے آیت میں تناسب کہا ہے اس سلسلے میں قاضی ابوبکر ابن عربی م ۵۴۳ھ نے اپنی کتاب شرع المریدین میں کہا ہے آیات قرآن بعض اوقات ایک کلمہ جیسا ہے جس طرح کلمہ میں ایک حرف دوسرے حرف سے مربوط ہوتے ہیں یہ ایک بڑا علم ہے قرآن کریم کی موجود ترتیب کو دیکھنے والے کے ذہن پہلے مرحلے میں قرآن میں آیات کی ترتیب کو دیکھتا ہے مثلا سورت علق ابتداء الم نشرع ضحیٰ ابتداء میں نازل ہوئی ہے لیکن آخر میں لکھا گیا ہے اس لیے لوگ اسے بے ترتیب گردانتے ہیں اسکا جواب یہ ہے قرآن حسب نزول ترتیب نہیں کیا ہے بلکہ ایک جامع کتاب کی حیثیت سے ربط کی بنیاد پر ترتیب ہوئی ہے قرآن ایک تحدی کرنے والی مقابلہ کرنے والوں کو دعوت دینے والی کتاب ہے اس کتاب میں کوئی خامی کمی بیشی پایا جاتا ہے تو بتا دیں یہ تحدی جو قرآن نے کیا ہے کوئی انسان اس سے پیش نہیں کر سکتے تھے یا اس سے کہ وہ اپنے صفوں میں متحد تھے علماء نے قرآن سے مقابلہ نہ کر سکنے کے راز کو نظم کہا ہے قرآن میں نظم ہے جو کسی کتاب میں نہیں پایا جاتا ہے قرآن میں نظم دلیل ہے کہ یہ اللہ کی کتاب ہے قرآن میں دو قسم کا نظم ہے ایک کلمہ میں نظم ہے کلمہ جن حروف سے ترتیب پایا ہے اس میں بھی ربط ہے اور اسی کو فصاحت کہتے ہیں فصاحت میں یہ اپنی اوج بلندی پر مینار ہے دوسرا نظم آیات ہے ایک آیت کا دوسری آیت سے ربط ہے یہی سبب ہے قلب مومن میں آیات کے ربط کو دیکھ کر ایمان راسخ ہوجاتا ہے فخر رازی نے کہا ہے ربط آیات جاننا ایک بڑا علم ہے اس میں بہت سے لطائف حقائق باریک ظریف سامنے آتا ہے آیات میں بے ربطی کے تصور سے بہت سے خلل نظر آئیں گے جو کہ اس کتاب کا نقص سمجھا جائے گا۔

تبیّن وتوضیح آیات قرآن خارج از مادہ وصیغہ وحروف مبانی ومعانی وسیاق وسباق از احادیث

سے کرنا بد نیتی پر مبنی ہے ان کی اسناد صحیح تھی تب بھی یہ درست نہیں ہوگی یہ الوہیت کو اقنوم ثلاثہ سے تفسیر کرنے کی طریقہ کا رواج دینا ہوگا کیونکہ احادیث کی تعریف میں کہا ہے مانسب راصحاب والتابعین الی رسول اللہ ہے علاوہ ازیں نبی کریم کے منع کے باوجود لکھنے والی احادیث حکم وقت رکھتا ہے مصطلح جدید اسمگلینگ اسکو قاچاقی کہتے ہیں اسکے علاوہ دوسری تیسری صدی کے بعد جمع کردہ احادیث وہ بھی دیار منافقین میں جمع ہوئے وہ بھی کسی ذمہ دار ادارے کی نگرانی میں نہیں بلکہ رائگاں۔

اعجاز قرآن نظم قرآن

قرآن کریم کی سور اور آیات میں ربط ہے جب ہم کہتے ہیں کہ آیات اور سورہ آپس میں مربوط ہیں بے ربط نہیں ہیں تو یہاں سے ہر سورۃ کے بارے میں سوال پیش آتا ہے بطور مثال سورہ بقرہ کا سورہ الحمد سے کیا ربط ہے سورہ الحمد اور بقرہ انسان کو اپنی تخلیق اپنی وابستگی اپنی بقاء اللہ سے جوڑتا ہے اسی کی طرف سے آیا ہے اسی کی طرف سے زندگی اور اسی کی طرف برگشت کرنا ہے اور ہمیشہ اسی کی بندگی میں رہنا ہے اور اسی کے سائے میں ہی رہنا ہے اللہ کی اطاعت و بندگی میں رہنے کے لیے نظام و آئین چاہیے منہج الحیات چاہیے نیز اس منہج الہی پر چلنے والوں ذواتوں کا نمونہ چاہیے نیز اللہ کی راہ سے بھٹکنے والوں کا انجام کیا ہے معلوم ہونا چاہیے سورہ حمد کے سات آیات اسی محور کے گردش کرتے ہیں سوال سورہ بقرہ حمد کے مضامین سے کس قسم کا رشتہ ہے توجہ دیں تو پتہ چلے گا اس سورہ میں سب سے پہلے جسکی طرف توجہ دی ہے آئین ہے جیسا کہ ذالک الکتاب آئین حیات قرآن ہے ہادی قرآن ہے ہدایت کون پاتے ہیں وہ پاتے ہیں جو برے انجام سے ڈرتا ہو ھدی اللمتقین جو برے انجام سے پرہیز کرتے ہیں یہ مختصر آیت آئین اور مالک یوم الدین سے آگاہ کیا گیا ہے یعنی اس دن صرف اللہ ہے ایاک نعبد صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں سوال یہ ہے کہ اسکی عبادت کیا ہوتی ہے بتایا یقیمون الصلوٰۃ یعنی اقامہ صلاۃ ینفقون بمارزقنکم انفاق کرنا انفاق یعنی مال کو ضائع کرنا مال کو بیوقوف ضائع

کرتے ہیں اور عاقل نہیں کرتے تو نتیجہ یہ نکلے گا مالک یوم الدین رکھنے والے ہی مال کو ضائع کرتے ہیں یعنی اللہ کی راہ میں دیتے ہیں تو گویا کچھ نکات حمد میں بیان ہوئے ہیں اور بقرہ میں انکی وضاحت اور دلیل ملتی ہے۔

۲۔اھد نا الصراط المستقیم صراط المستقیم کی ہدایت کرے اور اس راہ پر چلنے والوں دکھادے جب صراط مستقیم ہوگی تو دو تصور آتے ہیں اللہ کے کہنے ہر اس صراط پر چلنے والے دوسرا گروہ بھی دو ہیں ایک وہ جو برا ہے اور اس راہ سے منحرف ہوا اور قہر وغضب الٰہی کا نشانہ بنے ہے ایک گروہ ان سے بھی آگے ہے بہت گمراہ ہوا ہے سورۃ بقرہ میں تین گروہ کا ذکر ہے سواء علیھم ءانذرتھم اکفر مطلق ۲ منافق ۳ مومن۔

اعجاز قرآن نظم قرآن میں ہے قرآن کریم کی سور اور آیات ایک دوسرے کے ساتھ مناسبت تامہ رکھتے ہیں ایسا نہیں جس طرح گلہ گوسفند کا چرواہا ہوا ایک اجتماع میں بڑے چھوٹے سیاہ وسفید عالم وجاہل صالح وفاسد کا غیر مربوط اجتماع ہو لیکن دانشگاہوں بین الاقوانی اجلاسوں حکومتی اجلاسوں میں پورا ربط کا خیال رکھا جاتا ہے۔لیکن قرآن کریم دین مبین اسلامی کی توحید سے لیکر ایمان بہ معاد حشر ونشر تک منافقین وملحدین نے ان میں تہہ وبالا شمال وجنوب ولومہ وموخر کرنے کی سر توڑ کوشش کی وہ اپنی جگہ نا قابل انکار ہے یعنی نظم قرآن میں اختلاف اپنی جگہ علماء میں موجود ہے علماء سے مراد علماء اسلام نہیں بلکہ علماء فرق ہے اسلام قرآن سے گرائش رکھنے والے بھی رہے آپکو اشکال واعتراض سے بچانے کیلیے طرف بقابل کی آراء کا بھی اظہار کرتے آئے ہیں اس اختلاف سے تمام اختلاف کو دو۔۔۔میں سمویا ہے ایک آیت خود آیات من اللہ ہیں یہ ترتیب بھی من اللہ ہے اسکے مقابل بعض نے آیات قرآن کو حجیت سے گرانے کے لیے کیا نہیں کیا ہے کہ یہ ترتیب اصحاب نے کی ہے لیکن قرآن جو ہمارے پاس موجود ہے ہر سورہ ہر آیت کی ایک دوسرے کے ساتھ مناسبت اور مربوط ربط کو دیکھا جائے تو کمال ربط وہم آہنگی نظر آئے گی مثلا پہلے مرحلے میں سورہ بقرہ اور سورہ حمد کا آپس میں ربط دیکھتے ہیں عالم ایمان میں ایمان باللہ کا آغاز ان نکات میں خلاصہ ہوتا ہے انسان سمیت تمام مخلوقات ایک خلق کی مخلوق ہے اسکا منکر کوئی نہیں ہے لیکن ذی حیات مخلوقات یعنی جو صاحب حیات ہے اس

سے کچھ نکلتا ہے محتاج ارزاق والی مخلوقات انکو رزق دینے والا ایک رازق ہے عالمین کو رزق دینے والا یعنی نباتات حیوانت وانسان سورۃ م حمد کا آغاز اس سے ہوا ہے اعتراف بہ ربوبیت رب عالمین پہلا نقطہ ہے

۲۔ کائنات کا مبداء ایمان رب سے شروع ہوتا ہے اسکی ایک انتہا ہے اسکی طرف مالک یوم االدین آیا ہے ایک دین ایسا آئے گا جب اللہ کی حکومت سب دیکھیں گے

۳۔ جب انسان کے لیے ایک مبداء ہے خالق ورب ہے اور دوسرے عالم میں منتقل ہونا ہے تو اسکا متقاضی لازمی ہے اسکی عبادت کی جائے اس کی عبودیت کا اعتراف کریں یعنی میں اسکا بندہ ہوں یعنی یہ ایاک نعبد ہے اسکے بعد اس کے اندر یہ تصور نہ آجائے کہ میں کچھ اپنا استقلال بھی رکھتا ہوں اسکا بھی انکار کرے یعنی تم اپنا کوئی استقلال نہیں رکھتے ہو کمال استقلال کلی صرف غنی کل کو حاصل ہے جب انسان ایک مبداء کی طرف سے آیا ہے اور اسکا ایک انجام ہے اسکے درمیان انسان کو اسکی بندگی کرنا ہے تو ہدایت کہاں سے لے اس کے لیے ہدایت چاہئے اسکے لیے اھد نا الصراط المستقیم یعنی میں تو بندگی کرتا ہوں لیکن کیسے بندگی کروں تو ہی راہنمائی فرما انسان کے لیے ہدایت کافی نہیں ہے نمونہ بھی چاہیے مثال چاہیے اس لیے کہا صراط الذین انعمت علیھم یعنی مجھے ہدایت کے ساتھ ان ذوات کو دکھا جو اس راستے پر چلے ہیں اب انسان اس راستے کے بارے میں ہدایت آنے کے بعد اسپر چلنے اور نہ چلنے والے اختلاف میں پڑ گئے کچھ لوگ اس راستے پر چلے جو اللہ کی نعمتوں کے سزاوار ہیں پوری بشریت کے لیے وہ راہنما بن گئے اس لیے انکی بھی راہنمائی کریں اور جو اس راستے سے بھٹک گئے اور تیرے غضب کا نشانہ بنے انکی بھی راہنمائی کریں۔

اللہ نے ایمان لانے کے بعد اللہ کے راستے سے منحرف ہونے والوں سے دوری اختیار کرنا بھی ایمان کا حصہ ہے اسکے فورا بعد سورہ بقرہ میں آتا ہے ابتداء میں بھی ہدایت کا ذکر ہے مالک یوم الدین وبا الآخرۃ ھم یوقنون کی تفسیر ہے ایاک نعبد کی تفسیر الذین یقیمون الصلاۃ ویوتون الذکواۃ صراط الذین انعمت علیھم کی تفسیر یومنون بما انزل الیک ہے اس کے بعد ضالین ومتمرین کی تفسیر بقرہ میں ہے ۔

قرآن مخلوق بشر نہیں ہے۔

کیونکہ تالیفات تصنیفات اول وسط آخر میں اختلاف ہوتا ہے ابتداء عمر، یں لکھی گئی کتاب آخر عمر میں لکھی گئی کتاب آزاد ماحول میں لکھی گئی اور پابندیوں کے چھاؤں دباؤ خوف چہ میگوئیوں کے دباؤ میں لکھی گئی کتاب میں آسمان وزمین کا فرق پایا جانا حتمی ہے لیکن قرآں میں کہیں بھی کوئی آیت اول سے آخر تک دوسری آیت سے مختلف ومتضاد نہیں ہے دلیل ہے کہ یہ کتاب کسی بشر کی نہیں بلکہ خالق کون ومکان کی کتاب ہے۔

۲۔قرآن اس ہدایت نامہ کی مانند ہے جو صنعت گران اپنے مصنوعات کے ساتھ مستریوں کو دیتے ہیں یہ قرآن ایک کتاب ہدایت خالق کون نے اسی کون میں رہنے والوں کیلیے بھیجی ہیالہٰذا اکثیر آیات میں آیات کونیات کو پڑھنے کی دعوت دی ہے سورہ نحل۔۔۔۔۔۔تک روم ۲۱ ۔۲۷ سورہ واقعہ ۵۷ ۔۶۰ سورہ فاطر ۳۹۔۴۱

کائنات آپ اپنے چھوٹے باغیچے میں لگے پودے بی یا درخت شاخ تنا بننے کی شکل میں موزوں منظوم ہماہنگ نظم بدیع نہیں دیکھتے اپنے بچوں کے قد وقامت پاؤں اور ہاتھ سر اور دھڑ اور دانت میں ہماہنگی موزوں نہیں دیکھتے قرآن اسی کا نازل کردہ ہے یہ کتاب اول سے آخر تک ایک ہی موضوع ہے یہ کائنات بمعہ ساکنان ایک مخصوص اور محدود مدت کے لیے ہے یہ تمہارے یہاں کے قیام کیلیے نہیں اسمیں سور جیسے الرحمٰن ،کہف، واقعہ، چہار قل ایک موضوع رکھتی ہیں بعض مختلف ایک وہ ۔۔۔۔۔قرآن کی دیگر سور میں آیات کے ایک حصہ موضوعات سب کیا یک فرقوں نے اپنے اہداف شوم کی خطر قرآن کو پس پشت دال کر حدیث کو چڑھانیفقہ کو اٹھانے محمد کی جگہ اصحاب واہلبیت کو اٹھانے کی خاطر آیات کو غیر مربوط دیگران کے بارے میں احادیث وضع کی ہیں۔

نظم قرآن

قرآن ایک کتاب ہے اور منظّم کتاب ہے منظّم سے مراد اسکے کلام میں تحافت اختلاف تضاد نہیں پایا جاتا ہے سورہ حمد سے لیکر ناس تک ایک مربوط منظّم ایک ہی موضوع کی کتاب ہے کلام میں معنی سے ہٹ کر صرف الفاظ میں نظم ونسق ہو تو اسکو شعر کہتے ہیں شعر کی دو اساس ہیں ایک دروغ گوئی ہے دوسری اغواء سے جہلاء وفساق واوباش ومجرمین کو اپنے جمع کرنے کا اصل ستون ہے اسی وجہ سے ابھی تک وہ اپنے گرد لوگوں پر جمع کرنے میں کامیاب ہیں چونکہ انکی گزر اوقات دروغ گوئی فتنہ پروری مفاد ذاتی پر ہوتا ہے چنانچہ کتنی ہی نامور شاعر ہی کیوں نہ جس مجلس مخاطب ہستی کی تعریف نہ کریں اس کی کوئی حیثیت نہیں جاہلیت جو شعر میں مقام رکھنے والے مسلمان ہونے کے بعد ان کا مقام کھویا ہے لہٰذا اسکا نظم کا تصور عرصہ دراز سے کھویا ہوا ہے آج اسمیں نظم وربط نہیں ہے نظم کے ساتھ اعتبار بھی کھویا ہیلہٰذا قرآں کا نظم الفاظ کا نظم نہیں ہے نظم معانی ہیلہٰذا اللہ نے بشر کو تعدی کیا ہے قرآن میں ایک آیت دوسرے کو رد نہیں کرتی ہے

قرآن میں تین چیزیں واحد ہیں متکلم واحد مخاطب واحد اور غایت واحد

۱۔ متکلم واحد ہونے کا مطلب ہے کہ نبی اسمیں دخل نہیں دے سکتیلہٰذا بار بار قل کہنا دلیل ہے کہ رسول اللہ متکلم کا حصہ نہیں ہے

مخاطب۔انسان ہے انسانوں میں مخاطب مومن کافر اور منافق ہیں ان تینوں سے بار بار الگ الگ خطاب کیا گیا ہے مجموعی طور پر دو الفاظ میں خطاب کیا ہے یاایھا الناس یاایھا الانسان انہیں میں کافر مومن اور منافق آتے ہیں

غایت۔قرآن کی غرض وغایت ایک ہے وہ صرف اور صرف ہدایت خلق ہیلہٰذا ابتداء سے انتہا تک یہ بار بار استعمال ہوا ہے بقرہ۲ ذالک الکتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین یھدی للتی اقوام

ہدایت کے مقابل میں ضلالت آتی ہے قرآن میں نظم ہے یعنی ایک کلام کا دوسرے کلام سے ٹکراؤ نہیں ہے جیسا کہ سورہ نساء لاوجدوا اللہ اختلاف الکثیر ہ قرآن کے معانی میں وزن ہے یا نہیں اسکو سمجھنے کیلیے چند مراحلے ہیں

(۱)۔ جہاں پر انسان نظم کو آسانی س دیکھ سکتا ہے کسی کو سمجھنے میں مشکل نہیں آتی ہے
ا۔سورہ حمد اللہ کی بندگی بندگی کیلیے ہدایت اور ہدایت سے انحراف کرنے والوں کی مذامت کی ہے
ب۔سورہ توحید نظم ہے ج۔سورہ الناس د۔سورہ فلق س۔سورہ الرحمٰن
(۲)۔بعض جگہ نظم مشکل نظر آتا ہے غور وفکر کرنے کی ضرورت پڑتی ہے جیسے سورہ کہف اسمیں ایک سلسلہ آیات ہے دنیا مافیھا چھوڑ کر اللہ کی طرف جانا اصحاب کہف کا ذکر ہے اس سورہ کہف کے الٹ دنیا وآخرت دو نہیں ہے ایک ہی ہے دنیا حاصل کرو تو خود بخود آخرت و دنیا بھی بن جائے گا صاحب جنتین کا ذکر ہے
کوئی بھی انسان دنیا جو حاصل کرتا ہے اسے بڑا نہ سمجھ اور مفرور نہ ہو جائے ظاہر دنیا سے باطن سے غافل نہ ہو جائے وہ قصہ موسیٰ عبد صالح والا ہے
قصہ ذوالقرنین جسمیں اقتدار دنیا بہت بڑی چیز ہے اسکو نمونہ دکھایا گیا ہے اسمیں چار موضوع ہیں
(۳)۔ایک سورہ میں بہت سی غیر مربوط دو موضوعات نظر آتے ہیں یہاں پیچیدہ ہیں جیسے سورہ بقرہ۔ آل عمران۔سورہ نساء۔مائدہ وغیرہ اب جب ہم کہتے ہیں کہ قرآن میں نظم ہے تو اسکا مطلب کہ آخری مرحلہ میں ان سور میں نظم کہاں ہے

قرآن میں نظم

تفسیر موضوعی ایک نئی تفسیر قرآن کے نام سے جدید اصطلاح ہے تفسیر موضوعی بمقابلہ تفسیر تجزی آئی ہے تفسیر تجزی اول سے آخر تک آیت کی تفسیر کرنے کو کہتے ہیں یہ ایک حوالے سے قرآن سے رشتہ قائم ہونے کا پہلا مرحلہ ہے لیکن فہم قرآن سے ایک فکر ایک عنوان ایک اصول نہیں بنا سکتے اس کے مقابلے میں تفسیر موضوعی کہتے ہیں مثلا عام طور پر قرآن میں کلمہ قانون نہیں ہے فقہ بمعنی قانون بھی نہیں ہے لیکن اللہ کا ایک قانون ہے اسکو کیا کہتے ہیں لوگوں کو پتہ نہیں ہے اپنی چند صدیوں میں علماء نے درک کیا ہے کلمہ سنت ہے کلمہ سنت قرآن میں بہت جگہ استعمال ہوا ہے سنت یعنی آین وقانون وروش اللہ کے معنی میں آیا ہے سنت سے متعلق آیات جمع کرنے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ اللہ کی اس کائنات

میں دگر گوں چاہنے والوں کے لیے کونسا قانون اپنانا چاہے نظم قرآں یا تفسیر موضوعی سے پہلے علماء کے مابین آیات میں مناسبت کا لفظ استعمال کرتے تھے مناسبت بین آیات چلتا تھا یعنی آیات، سورۃ کا آپس میں ربط و رشتہ ہے۔ مناسبت کا معنی مقاربہ ہے یعنی ہم کہیں گے ہم نسب ہیں یعنی رشتہ رکھتی ہیں مناسبت کا معنی مقاربہ ہے یعنی فلاں فلاں سے رشتہ رکھتا ہے ایک دوسری آیت سے جو دیگر سور میں موجود ہیں ان دونوں میں کیا رشتہ ہے اسکو تلاش کرنے کے لیے بعض علماء اٹھے ہیں کہتے ہیں اس میدان میں سب سے زیادہ کام کرنے والے شخص فخر رازی تھا اس نے آیات قرآں کے روبط سے بہت ہی دقائق کشف کیے چناچہ سورہ بقرہ آیات میں ربط کشف کیا ہے نہوں نے کہا کہ قرآں جس طرح فصاحت و بلاغت میں اوج پر ہے آیات کی ترتیب بھی محیر العقول ہے انکا کہنا ہے کہ قرآن کا معجزہ اسی میں ہے کہ ایک آیت کا دوسری آیت سے گہرا رشتہ ہے

عرب ایک جملے سے وسرے جملے میں منتقل ہونے کے لیے دو طریقوں کا انتخاب کرتے ہیں اقتضاب دوسرا تخلص ہے اقتضاب ایک جملہ ایک حف ایک کلام سے دوسرے کلام میں اچانک بغیر تمہید میں متعارض ہونے کو کہتے ہیں گویا یہ پہلے جملے کا تتمہ ہے مثلاً قرآن میں ہے کذبت بالنذر ا سکے بعد یہ آیت آئی ہے ھل ادلکم علیٰ تجارۃٍ اس تجارت سے تم عذاب عظیم سے بچ سکتے ہو ایک اور آیت میں واناّ للطاغین لاشر ولا مآب جہنم یصلونھا بعث المھا د یہ جنت کی صفت کے بارے میں ہے تخلص ایک امر سے دوسرے امر میں تمہید کے بغیر قرآن میں اس طریقے سے آیا ہے بعض نے کہا ہے کہ آیا اور بعض نے کہا نہیں آیا ہے تتلو ہ علیہ نباء موسیٰ انہیں ابراہیم کی خبر سناؤ جیسا انہوں نے قوم اور باپ سے کہا تخلص میں پہلے کلام کی طرف رجوع کرنا ہوتا ہے تا کہ دوسرے کلام کے لیے جگہ ہو سب سے پہلے اس لم کا اظہار کرنے والے کا نام ابو بکر نیشا پوری ہے

تحدی قرآن نظم قرآن میں ہے۔

قرآن میں نظم کہاں کس چیز میں ہے نظم ہونے اور نہ ہونے میں کیا فرق ہے سب سے پہلے

خود نظم کو سمجھنا ہوگا نظم کے معنی کیا کرتے ہیں مقائیس اللغۃ ج۱ ص ۵٦٧ پر آیا ہے ن ظ م مرکب کلمہ ایک ہی اصل رکھتا ہے تالیف شئی وتکشیفہ بہت سی چیز میں یہ ایک خاص ترتیب رکھنے کو نظم کہتے ہیں جسے قیمتی جواہر موتیوں کی ہار ہے جہاں کہیں کوئی بھی چیز لوگوں کے اجتماع کتب خانہ دواخانہ میں دوا کو نظام کہتے ہیں جس میں موتیاں باندھتے ہیں یہاں سے ایک کلام کے مرکب کلمات کو ایک خاص ترتیب سے رکھنے کو نظم کہتے ہیں مادیات سے نکل کر تکلمات تلفظات میں وزن سجع قافیہ بولنے والے کلمات کو بھی نظم کہتے ہیں لیکن ارباب کلام نے کلام میں مبتداء خبر فاعل مفعول کی ترتیب تقدم تاخیر کو نظم کلام کہا ہے لیکن ارباب کلام نے جس کلام کو جس معانی ماخوذ سے جوڑا ہے الفاظ تو قالب سانچہ ہے لباس ہے اصل جوہر تو معنی رکھتا ہے اور الفاظ کر و تالب لباس کہا ہے کلام کی حسن حسن معانی میں ہے حسن الفاظ میں نہیں ہے جس طرح کو بدصورت انسان امر۔۔۔۔ دیباچ کی لباس پہننے جیسا بنیایا ہے لیکن اوباش گرے ہوئے انسان ظاہری انسان ظاہری الفاظ دیکھے ہیں ملبوس کو کم ہی دیکھتے ہیں اسکے علاوہ حجلہ دار لباس پہننے والے بدشکل کو بدشکل انسان خوبصورت دیکھیں گے ہاں سے معانی سے الفاظ والے کلمات میں کذب غالب ہوتے ہیں لہذا ضرب المثل ہے اعلیٰ اشعرا کذب ہے لیکن مفاد پرست کی کمزوری اور ضرورت ہے کہ وہ شعر ہی کو اپنائیں کیونکہ اسمیں خلاف واقعہ بولنے کی زیادہ بولنے کی گنجائش ہوتی ہے ہیاں سے ایک قائدہ کلیہ بن سکتا ہے خالص حقیقت کوئی لینے کے لیے اشعار سے مدد لینا ناممکن ہے کیونکہ برے شعر تو پسند نہیں آئیں گے اچھے شعر میں جھوٹ زیادہ ہونگے چنانچہ قدیم ادوار سے عصر حاضر تک اشعار کے موضوعات بطور اغلب خارجی طور پر صاحب مال و دولت ارباب اقتدار کیلئے کہے گئے اشعار کا مواد اکثر جھوٹ ہی ہوتا چنانچہ شعر کی اوج ترقی ہارون الرشید کے دور سے شروع ہوا ہے زیادہ تر مصرف بیت المسلمین شعراء ملا قاں کو کو ملے دوسرا شعراء ہجو گویاں کے لیے دیتے تھے چنانچہ اعشی جب حضرت محمد کی طرف جانے کا فیصلہ کیا تو ابوسفیان نت سو اونٹ ان کو روکنے کے لیے دیے تھے۔

شعر کی شامت دفنانے کی قبر نہیں مل رہے تھے اہل صداقت کے محافل ہوتے تھے شعر الف

سے ی تک جز قباحت اور کوئی چیز نہیں ہمارے فاضل ارشد قرآن مخالف حدیث قرآن پر برتری دینے والوں نے اپنے امام سے افتراء باندھا ہے کہ آپ نے فلاں کو اتنی اشرفیاں دی ہیں میں یہ نقص بطور عیاں پایا جاتا ہے شرفاء فضلاء ان سے نفرت کرتے تھے چنانچہ عمر بن عبدالعزیز منصور دوانقی وغیرہ کے دور میں شعراء کو کوئی مقام نہیں ملتا تھا لیکن ہارون الرشید زیادہ تر شعراء کے ساتھ گزارتے تھے اور زیادہ تر امور مملکت س فارغ رہتے تھے غرض شرفاء انکو پسند نہیں کرتے تھے چونکہ شعر میں میں اباحیہ سجائیہ کا عنصر زیادہ غالب ملتا ہیا لہذا انکے زیادہ خریدار نطلے طبقے کے لوگ ہوتے تھے دین اسلام سے نکلنے والے باگیہ مذاہب کی شعروشاعری سے لگاؤ کا فلسفہ ہی رہا ہے انہی کوئی خریدار مل جائیں یہاں سے انہوں نے شعروشاعری کی حمایت کی ہے خاندان رسالت سے وابستہ ذوات امیر المومنین علی کے بعد یکے بعد دیگر مصیبتوں میں گزری انہیں نہ حکومت سے وابستگی کا شوق تھا نہ اعیاں واشراف مال ودولت کا شوق تھا وہ اپنے گھروں شرافت عزت قناعت کی زندگی گزاری خصوصاً علی بن حسین محمد بن علی ان دونوں نے مناظر کربلا کو دیکھا تھا وہ اپنی تعریف میں شعر کہنے کی خواہش رکھتے تھے نہ انکے مخالفین حکومت وقت کے ہجو کرنے کی ضرورت تھی۔

تحدی قرآن تحدی الدھر:۔

قرآن رہتی دنیا تک جن وانس کیلئے متحدی ہے لیکن ہدایت نزول میں یہ تحدی متوجہ اعراب تک محدود تھی کیونکہ منزل علیہ کتاب عربی تھے، اس وقت کے عرب اپنی اغراض ومقاصد کے بیان و تبین میں اعلیٰ وارفع اوج بلندی پر فائز تھے، ان کا ثانی نہیں تھے۔ جس طرح مصر میں دور فراعنہ میں سحر اپنی انتہائی اوج و بلندی پر تھا، فلسطین میں طلوع عیسیٰ کے موقع پر طب اوج پر تھی۔ عربی زبان اپنی قدرت ادائیگی میں دیگر اقوام وملل پر مقدم تھے شاید یہی سروراز انتخاب لغت عرب ہونگے دوسری وجہ سلسلہ ختم نبوت بقاء شریعت حکمت تھی کہ ایسی کتاب نازل کریں جو گزشتہ نبی کے بعد بھی تحدی کریں اللہ سبحانہ نے اپنی آخری کتاب کو اسی لسان میں نازل کیا ہے لہذا عربوں کو یہ فخر حاصل رہا ہے ان کی زبان کیلئے یہ افتخار حاصل ہے جو دیگر زبانوں کو حاصل نہیں لیکن گزشت زمان کے بعد عربی

زبان کو یہ افتخار واعزاز اپنے لئے محصور نہیں رہ سکے کیونکہ یہ زبان اب اس میں یہ صلاحیت نہیں رہی ۔لیکن کلام اللہ عبارات کلام اللہ ہے کیونکہ عربی زبان بقول صاحب کتاب تجدد عربی زبان میں کلمات اغیار زیادہ شامل ہو گئے ہیں، خاص کر سعودی وامارات ومصر میں زبان خالص نہیں رہی۔آج قضیہ الٹا ہو گیا ہے اگر عربی بولنے والوں کو اپنی مجد وعظمت کو دوبارہ واپس لینا ہو وہ قرآن سے دوبارہ اپنا رشتہ احیاء کریں۔قرآن کریم دیگر زبانوں پر فوقیت برتری یہاں تک تھے کہ عربوں کیلئے یہ تصور ممکن نہیں رہے کہ یہ کسی بشر کا کلام ہے،عرب جب بھی کوئی چیز غیر عادی عام انسانوں سے صادر ناممکن قرار پایایا اس کو کلام ہی کہتے لیکن جن کی رسائی بھی بحیثیت جن نہیں تھے بلکہ جن آسمان سے استراق کرتے ہیں کہتے تھے لہذا جو چیز عام بشر کے تصور امکان میں نہ ہو اس کو عربی زبان میں آیت کہا ہے کہ یہ آیت ہے۔آیت کے کلمہ اعجاز بدنیتی پر مبنی ہے۔غرض نزول قرآن کے بعد جزیرۃ العرب میں شعر گوئی کو ایک قسم کی جرم وجنایت تصور کیا جاتا تھا۔

عربی زبان دیگر زبانوں پر فوقیت برتریت کے اسباب وجوہ کے بارےء میں کتاب اعجاز القرآن تالیف مصطفیٰ صادق رفاعی ۱۳۵۶ھ ص ۱۶۷ پر نظم القرآن کے عنوان کے زیر میں لکھتے ہیں ''قرآن کلام اللہ ہے یہ کلام اپنے وجود میں مرکب از عناصر ثلاثہ رکھتے ہیں۔

۱۔حروف کے مصدر اصوات ہیں،اصوات زبان سے خارج ہوتے ہیں تو دھان میں اس کی ترکیب پاتی ہے یکا یک مخصوص دانتوں حلق سے شفاء کے علاقہ میں بنتے ہیں۔

۲۔دوسرا عنصر کلمات ہیں،کلمات حروف سے بنتے ہیں۔

۳۔جملہ،وہ کلم سے بنتے ہیں لہذا اصل سرور از قرآن ایک کتاب البشر کتاب ہے اس کے راز نظم ترتیب حروف وترتیب کلمات وترتیب جملات ہے جو خود عربوں کیلئے تحدی تھے۔

اما حروف کتاب تاریخ الادب العرب تالیف مصطفیٰ صادق رافعی ج اص ۹۸ پر لکھتے ہیں عربی زبان میں حروف کے مقام ومنزلت اہمیت کے بارے میں ابن جنی نے ایک سر صناعۃ کے نام سے لکھے ہیں ''اس کتاب کو عدد حروف کے حساب سے تقسیم کیا ہے اس میں حروف کے اسماء

،اجناس،مخارج،مدارج کا ذکر کیا ہے،صفات حروف کے بارے میں صاحب تاریخ ادب لکھتے ہیں ،صفات کے حوالے سے حروف کی صفات ۱۹ ہے بعض نے ۲۴ صفات بیان کئے ہیں اسی طرح اسم گزاری کی ہے حروف ہمس جہ شدہ رخادۃ ترتین وغیرہ تفصیل وہاں طلب کریں۔

تحدیات قرآن۔

کہتے ہیں قرآن نے فصاحت وبلاغت کو تحدی کیا ہے کہتے ہیں اس دعوائی کو ثابت کرنے لم کیلیے فصاحت وبلاغت کسے کہتے ہیں جاننا ضروری ہے فصاحت وبلاغت بدیع خود ایک علم ہے علماء فصاحت وبلاغت لکھتے ہیں فصاحت کلمہ میں ہوتا ہے کلام میں جو کلمہ استعمال ہوتا ہے وہ کلمہ اپنے مخارج حروف سے نکالنے تنافر نہ ہو جو نطق کیلیے مشکل ہو دوسرا کلمہ غریب یعنی غیر مالوف الاستعمال مانوس کلمہ نہ ہو مخالف قیاس نہ ہو بلاغت دوسرے مرحلے میں کلام میں فصاحت ہو کلام میں جو کلمات جمع کیے آپس میں تنافر نہ ہو ترکیب کلمات درست ہو الفاظ ومعانی میں ضد نہ ہو البلاغہ کے بارے میں ابن فارس سے سوال ہوا کہ بلاگت کسے کہتے ہیں تو اسنے کہا فصل ووصل آتا ہو کسی نے کہا کلام دلالت میں واضح ہو بروقت موقع پر استعمال کرنا آتا ہو اس باب کو کھولنے والا عبدالناصر جرجانی ۴۷۱ق ہے ان تینوں علوم معانی بیان بدیع پر کتابی صورت میں نصاب بنانے والا عبدالناصر جرجانی ۴۷۱ق ہے اس نے کتاب دلائل اعجاز لکھی ہے انکے بعد سکا کی ۶۲۶ق نے کتان مطلول لکھی ہے بعد اسکی اختصار کی ہے حوزات میں اسکا تدریس ہوتا ہے لیکن انکو خطاب کیلیے تیار کرتے ہیں تمرین نہیں سکھاتے ہیں بلکہ خطاب کرنا زیادہ قابل کو منع ہوتا ہے اگر کسی نے چوری سے خطاب سیکھ لیا لیکن باہر جس طرح اونٹ کی ناک میں نکیل ہوتا ہے انکے پورے وجود پر مزہب کا زرہ ہوتا ہے منہ نہیں کھول سکتا ہے۔ غرض کیا یہ جو تفاسیر مفسرین قرآن نے بعض آیات کی ہے وہ علوم عربی اور کلام اللہ جو افصح وابلغ وامین ھدی الناس کتاب ہے کہ تقاضے سے ہٹ کر کرتا ہے یہ بدنیتی پر مبنی ہے تفسیر برای کی مصداق جلی ہے انھوں نے اپنے فرقوں کی پالیسی کے تحت آیات سے غیر مربوط اجنبی تفسیر چھوڑے ہیں اس کی

یہاں چند مثالیں پیش کرتے ہیں ۔انہوں نے ختم نبوت کے بعد ایک منصب بنام امامت جعل کیا اس کوٹھونسنے کے لئے اللہ کی کتاب کواستعمال کیا ہے جہاں آیات امامت سے دور کا بھی رشتہ نظر نہیں آتا ہے وہاں انہوں نے کہا ہے یہ آیت نصب امام کے لئے نازل ہوئی ہے اس میں سرفہرست مائدہ ۳، ۵۵ اور ۶۷ احزاب ۳۳ اوران کے ساتھ بعض دیگر آیات جیسے رعد کی آخری آیت نمل ۴۰ سے استناد کیا ان کی تمام تفاسیر میں ان آیات کوامامت وجاہت سے جوڑا ہے اردو دانوں کی خاطر دو تفسیر تفسیر الکوثر اور نور الاذھان کو پیش کرتے ہیں آیۃ مائدہ ۶۷ میں دونوں بغیر کسی احتیاط کے لکھا ہے نصب امامت دلیل روایت چاہے صحیح ہی کیوں نہ ہو آیت پر نہیں ٹھونس سکتے ہیں اس کو خود ان کے مقبول رای تفسیر برای ممنوع کے تحت کیا ہے آیت روایات کے کسی قسم کا رشتہ نہیں ہے سورہ نمل طہ میں صاحب کوثر نے لکھا ہے تحت بلقیس لانے والے آصف بن برخیا کا ذکر یا کسی اور کا ذکر نہیں آیا ہے صاحب کوثر آصف کا نام نہیں لیا ہے لیکن علمکو ایک محتاج بے سر بنایا ہے علم مصروفات میں ہے عارضی ہوتا ہے علم اور طاقت دو مفہوم متضاد ہیں گویا علم دین پر جیتنے والوں کی منطق کا گرویدہ بغیر دلیل تقلید کیا ہے علم طاقت قدرت علم کشف معلومات دیتا ہے طاقت مادے میں ہوتا ہے علم میں نہیں ہوتا جہاز سات آٹھ سو مسافر مع سامان لیکر اڑتا ہے وہ علم کی پشت پر نہیں مادہ کی پشت پر سوار ہے اما آیۃ تطہیر کے بارے میں دونوں فاضل تنہا آیت کے ساتھ بلکہ اپنی علمی ترقی کے ساتھ خیانت کا ارتکاب کیا ہے اہلبیت تمام زبانوں میں اس کا پہلا مصداق اولاد نہیں بیوی ہے ۔

تاریخ تحدی قرآن معارض قرآن خلود قرآن

اگر کوئی مسلمان مومن بقرآن یا کافر ملحد انسان تاریخ تحدی قرآن یا تاریخ معارض قرآن اور آخر میں خلود وحکام قرآن کے اسباب وجوہات جاننا چاہیے اور اس تحقیق کے لئے مصادر متقن محکم تردید نا پذیر مصادر تلاش کرنا چاہیں وہ کیا ہوگی اس سلسلے میں جہاں تک اس نالائق کا تجربہ پچاس سال سے حاصل تجربات پیش کرتا ہوں ۔مخالفین دل کھول کر کھلے سینے سے رد کریں ۔

۱۔تحدی قرآن کریم میں چندیں آیات واضح اور محکم آیات ہیں اس جیسی ایک ایک کتاب دس سورے

ایک سورہ لائیں۔

تمام دوافع معارض موجود تھے مرد عورت چھوٹے بڑے تاجر سرمایہ دار امیر غریب یکساں دام درہم آئے نہیں مال و مال بذل کرنے کو آمادہ تھے اور کہتے اور اپنی تاریخ کے اعلیٰ دور انتاج کلام کے نوابغ موجود تھے کلام مسحوع پر ہزاروں اونٹ کنیز جائزہ لینے والے محدود عملیت شرک و دہشت کو نشانہ بنے ہوئے مال و جان سن کچھ ضائع کر بیٹھے کا قرآن کو انتاج فکر اقتباسات خیالات محمد ثابت کرنے کی کوشش کیئے نہیں کر سکے۔

عبداللہ مقفغ خاندان برامکہ شہسواران کلام سازی ابوحلب مبتی مخیز ین عبدالقاہر جرمانی جیسے نہیں کرسکے اس کا مطلب یہ نہیں مخالفین معارضین قرآن یاس و ناامیدی میں زمین بوس ہو گئے تھے ایسا نہیں مزید توانائی قدرت تازہ دم سے میدان میں رہے اور رہے گا۔

معجزات محمدؐ

حضرت محمدؐ قرآن کے علاوہ بھی معجزات کثیر رکھتے تھے، علامہ جواد مغنیہ اپنی کتاب فلسفہ توحید والنبوۃ طبع بیروت ۱۴۰۴ ص ۸۲ پر لکھتے ہیں، بعض غیر قرآن معجزہ نہیں رکھتے تھے لیکن ''یری اما نحی نومن ان معجز آیة لا یبلغها الاحصاء''۔ بعض کے نزدیک آپ قرآن کے علاوہ اور کوئی معجزہ نہیں رکھتے تھے البتہ الحمد اللہ ہمارا ایمان ہے آپ کے معجزات حدود احصاء سے باہر ہیں۔ گویا ایمانیات قرآنیات مین فتاویٰ چلتے ہیں، ''ہماری رائے یہ ہے'' حق انصاف یہ تھا آپ نافین سے دلیل مانگتے اور اپنی دلیل پیش کرتے۔ آیا کثرت معاجز نبی کریم کے مقام و منزلت کو بلند کرتے ہیں یا قرآن میں آیا ہے یا نافین سے مقابلہ ہے یا قرآن سے مقابلہ ہے؟ یقین کرنا چاہیئے۔ ہر طالب معجزہ کیلیے معجزہ دکھانا چاہیے۔ کتاب عقل و نبوت میں علامہ مجلسی ص ۴۴۴ معجزہ نقل کیا ہے آغا خوئی نے انکی تائید کی ہے آپ نے اسی کو اعزاز گردانا ہے لیکن ان معجزات کو مادام دھر لوگوں پر کیسے ثابت کریں یہ دونہا خرط القتاہ۔ ایک قرآن سے نظر ہٹانے کے لیے بنایا ہے اور دوسرا دین کو فرسودہ

وہمیات ثابت کرنے کیلیے ایسا کیا ہے کیونکہ ان میں سے کوئی بھی معجزہ فی زمانہ ثابت کرنا امکان پزیر نہیں ہے حتیٰ متواتر ہی کیوں نہ ہو کیونکہ کسی مذہب کی تواتر دوسرے پر حجت نہیں ہوتی ۔

قرآن معجزہ نہیں آیت ہے قرآن اپنے کلمات مفرد و مکتوب از حروف ایک طرف ان کلمات کو جن معانی کے لیے استعمال کیا دوسری طرف جو فصاحت و بلاغت اس کلام میں پایا جاتا ہے اس جیسا کوئی نہیں بنا سکتا ہے تیسری طرف جو آیات میں ربط انجام پایا جاتا ہے چہارم جس نے دعوای کیا ہے کہ یہ کلام اللہ ہے کسی اور نے آج تک دعوای نہیں کیا ہے پنجم جن وانس کو تا قیامت مبارزہ کیا ہے اس جیسا لا نہیں سکتے ششم اس کو لانے والے محمد بن عبداللہ ہیں جو پڑھ لکھ نہیں سکتے تھے اسکو تکرار سے بیان کیا کبھی یہ کہا یہ آمین ہے مبعوث نبی ہے کسی شخص کی قابلیت واہلیت وصلاحیت عمق وسعہ فکر کا اندازہ جس قوم میں وہ پیدا ہو ہوتا ہتا ہے نشو ونما پاتے ہیں اس کے تناسب سے ہوتا ہے اگر اس معاشرے میں کئی پڑھا لکھا تھا تو وہ بھی اتنے پائے کے نہ تھے انکی تعلیمات کی سطح کا ذکر نہیں آیا ہیا لہٰذا اگر فرض کریں محمد ﷺ پڑھ لکھ سکتے تھے تو تب بھی اس جیسی کتاب نہیں لا سکتے تھے کیونکہ بقرۃ ۲۳ میں قیام قیامت تک کے پڑھے لکھے لوگوں سے تحدی کیا ہے ہفتم لیکن محمد ایک حرف بھی نہیں لکھ سکتے تھے اور حرف کی تمیز بھی نہیں کر سکتے تھے ہشتم حرف قرآن آیت ہے معجزہ نہیں ہے اسکی مزید وضاحت آگے بیان کریں گے لیکن یہاں پہلے کلمہ آیت پر بحث کریں گے

معجزہ کا معنی ایک انسان کا دوسرے انسان کو عاجز قاصر کرنے کو کہتے ہیں بطور مثال ایک ادارہ بناتے ہیں اور اسکی افادیت بتاتے ہیں اور اسکی بہت درآمد ہوتے ہیں تو دوسرے لوگ بھی بناتے ہیں تو وہ ادارے دوسرے ذرائع سے اسکو ناقص متعارف نہیں کراتے بطور مثال ایک دوائی عالم صحت والی کی طرف سے بنائی ہے دوسرے ملکوں کو ایسی جیسی نہیں بنانے دیتے ۔

جو معجزہ انبیاء کے تھے اسکا کچھ حصہ لوگ کر کے دیکھتا جیسے جنین جو شکم مادر میں ہے مذکر و مونث ہے پتہ کریں ۔

فصاحت و بلاغت لمات معروفہ میں سے ہے عربی زبان میں اسکی بہت اہمیت ہے عرب

فصیح وبلیغ مشہور تھے اسکے حسن اورخوبی کی وجہ سے یہ نصاب درسی کا حصہ قرار پائی ہے اس صنف کے نابغین نے اسمیں کتابیں لکھی ہیں انہوں نے فصاحت کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے کلمہ فصاحت کلام فصاحت متکلم فصاحت اس کلمہ کے چار عناصر بتائے جاتے ہیں یا چار شرائط بتائی جاتی ہیں چار عیوب سے پاک ہو تنا خر حروف نہ ہو لفظ غریب نہ ہو مخالفت قیاس نہ ہو سماعت میں موجب کراہت نہ ہو بلاغت انتخاب معانی میں مختصر کلمات میں اعلیٰ ارفع معانی سمویا ہو اللہ تعالیٰ کی مشیت تھی کہ آخری دین آخری کتاب آخری نبی عرب زمین سے انتخاب کیا جائے لیکن یہ کتاب چونکہ اللہ کی آخری کتاب ہوگی اسمیں گزشتہ کتابوں کی نسبت دو خصوصیت سموئی گئی ہیں یہ کتاب دین وشریعت کے ساتھ شاہد صدق نبی بھی ہوگی اسکا نتیجہ یہ ہوگا نبی کے جانے کے بعد بھی یہ کتاب شاہد صدق نبوت نبی آخرالزمان دوسرا یہ مادی جانیسوں سے محفوظ ہوگیا لہٰذا یہ تا قیام قیامت بشریت کو معارض۔۔۔۔۔لانے کی تحدی والی کتاب ہوگیا لہٰذا قرآن کی ہر آیت اپنی جگہ آیت حق ہونگے اور ہر آیت میں بشریت کو تحدی کیا ہے قرآن نے اعلان کیا ہے تم اس جیسی کتاب لانے سے عافر وقاصر ہو یہاں یہ بات بھی واضح کرنے کی ضرورت ہے کہ تحدی یا تفجیر قرآن کو مشکوک مخدوش متنازعہ بنانے کیلیے باطنیہ نے اپنے تمام وسائل بروئے کار لائے ہیں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے یہاں تک ابتداء کتاب تحریف قرآن اسکے بعد مقام قرآن کو گرانے کیلیے جو حربہ ہوا استعمال کیا دراسات فی القرآن الکریم علی محمد آصفی التحقیق فی نفی تحریف۔

معجزۃ قرآن

محول ونبوغ علوم عربیۃ ومنطق اصول کے عباقرنے اثبات نبوت کے دلائل وشواھد کیلئے یہی مادہ اور یہی صیغۃ استعمال کیا ہے لہذا میں اس اس سے گریز نہیں کرسکتا ہوں۔ان کے ساتھ چلوں گا لیکن میرا تحفظ اس کلمہ بر تحفظ ہے جو کلمہ ابراھیم یسار نظام استعمال کئے تھے۔اللہ نے عربوں کو روک کر رکھا ہے یا مرتضی علم الھدی قرآن جیسی کتاب لانے لیے جو علوم درکار ہیں عربی سے سلب کیا ہے کیونکہ قرآن مزاحم قرآن حجت سے گرانا فرقوں کے موجود کی بنیاد۔۔لہذا۔۔۔کے مرکزی الہ سے

تعدی نہیں کریں گے ورجہ فرقہ سے خارج ہونگے ۔ ورنہ کلمہ معجزہ وہی معنی فرقہ دیتا ہے، اللہ نے از خود ان کو عاجز بنایا ہے، جب اللہ ہی ان کو عاجز بنائیگے تو یہ بات نہیں لاسکیں گے ۔

کلمہ معجزہ کو ہی محور اور موضوع بنا کر دیگر ذرائع سے قرآن کو مشکوک کرنے کی چیز بنائی ہے کہ معجزہ مخصوص نبی کریم تنہا نہیں ان کے اوصیا اولیاء بھی استعمال کیا ہے وہ بھی معجزہ لا سکتے ہیں ۔یعنی معجزہ تنہا قرآن نہیں اور ہزار ہا معجزے لا سکتے ہیں ۔ پھر انھوں نے تواتر قرآن کو عنوان بنا کر قرآن کو حدیث کے مساوی بنایا یہ سب سازش پر سازش، خیانت کاری پر خیانت کاری ہوگی ۔

کلمہ معجزہ

کلمہ مدنوس مطعون مخدوش مشکوک ہے ۔انبیاء جب خود کو رسول من اللہ ہونے کا دعوا کرتے ہیں تو وہ مدعی ہوتے ہیں یہاں مدعی کو دلیل دینی ہوتی ہے، جب تک دلیل نہیں دے گے تو انکا دعوا معلق غیر مقبول رہے گا۔قرآن کریم میں دلائل نبوت کے متعدد نام آئے ہیں ۔آیت مین آیا ہے لوگوں نے نبی ہونے رسول ہونے کیلئے نشانی مانگی ہے ۔اسی طرح اسکا نام آیت آیا ہے بقرہ ۱۱۸، اعمران ۴۹، رعد ۷ ۔

بینہ کہا ہے ھود ۸۵،۸۳،۱۰۵،

بصیرۃ، قصص ۴۳،۴،۱۰۴، برھان نساء ۱۷۴، قصص ۳۲ ۔سلطان ابراھیم ۲۱۰

قرآن معجزہ محمد یا آئین دین؟

اس عنوان میں دو تحریف پائے جاتے ہیں ۔ایک خود کلمہ معجزہ درست نہیں کیونکہ معجزہ باب افعال سے کسی کو عاجز گردانے کیلئے آتا ہے، وہ شخص عاجز نہیں تھے آپ نے پہلے ہی اس کو عاجز بنایا۔ یہ وہی نظریہ صرف ہے جو نظام نے کہا ہے، بطور مثالا ایک پہلوان ہے پہلے اس کو عاجز بنایا پھر اس کو دعوت مقابلہ دیا۔

۲۔ کہتے ہیں قرآن معجزہ محمدؐ ہے یہ تعریف قرآن کیلئے ایک ناقص تعریف ہے قرآن آئین

حیات بشر ہے، منہج الٰہی ہے ساتھ ہی نشان نبوت محمد ہے۔

سب سے پہلے اعجاز جاان کو اعجاز کلمات میں گردانا گیا ہے یہ اپنی جگہ درست بھی ہے کیونکہ قرآن بھی زبان میں نازل ہوتی ہے اللہ سبحانہ اپنی آخری کتاب کو عربی زبان میں نازل فرمایا ہے اس کی دو وجہ متصور ہے ایک جو عالمی ابدی ہو وہ پورے عالمی کے لئے نمونہ ہونا ضروری ہے اس حوالے سے دنیا میں پوری دنیا کے لئے زبانوں کا مقابلہ کریں تو ترجیح برتری عربی زبان کو ملتی ہے کیونکہ زبان کے لئے ضروری عناصر تکامل جو عربی زبان حاصل ہے وہ دیگر کسی زبان میں نہیں پایا جاتا ہے آخری کتاب الٰہی کالبیسہ بنے گھوارہ بننے کی صلاحیت اس زبان میں تھیلہٰذا اللہ نے اس زبان میں نازل کیا دوسرا چونکہ حضرت عربی نژاد تھیلہٰذا حسب اصول حکم آیۃ نبی کو عربی زبان والا انتخاب کیالہذا اس کی کتاب بھی عربی زبان ہونا پڑا۔

۳۔ اللہ کے آخری نبی آخری حجت کو جہاں مبعوث کرنا چاہیے تھے اللہ سبحانہ نے اس نبی کے لئے ایک ایسی جگہ انتخاب کی جہاں کا معاشرہ نبی کریم کی مزاحمت پر اتفاق نہ کرسکیں۔

چونکہ جزیرہ عرب کے علاوہ پوری دنیا روم فارس ہند اپنی جگہ ایک طاقت ورقدرتمند حکمران کے اندر تھے نبی کو محدود دعوت میں ہی ختم کر سکتے تھے۔

معجزہ نبی میں جو تالیفات کی ہیں تمام تر توجہ مرکزی پالیسی یہ اپنائی ہوئی ہے کہ قرآن کو ہر میدان میں پیچھے ہی رکھنا ہے اس وجہ سے فصاحت بلاغت تک محدود رکھا ہے۔

لکھا قران نے عربوں کی جو فصاحت اور بلاغت میں اونچے مقام پر فائز ہے ان کو عاجز بنایا ہے۔ فصاحت بلاغت تنہا عربی زبان میں نہیں ہوئی ہے ہر زبان میں فصاحت بلاغت ہوتی ہے البتہ عربی زبان میں زیادہ گنجائش ہے۔

قرآن بدری کے منصوبہ ساز

قرآن نازل من السماء ہے شاہد صدق محمدؐ آئین واحوال واحکامات امت ہے اسکی تبدیلی تنسیخ مادام دھرنا ممکن ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہونے اپنی حفظ رکھنے کا ارادہ کیا ہے ''**لا راد لقضایه**'' مقابلہ معارض کیلیے جن وبشر کو انفرادی اجتماعی صورت میں تحدی کیا ہے اوراعلان کیا ہے نہیں کرسکیں گے دشمنان اسلام منافقین کے تمام مساعی رائیگاں ثابت ہوگی لیکن قرآن کو ناپید گم کرنے سے عاجز وقاصر ہونے کے بعد میدان تطبیق سے بدر کرنے کی منصوبہ بندیاں شروع کی ہیں ان میں سرفہرست قول اللہ کی جگہ قول النبی جاگزیں کرنے کی منصوبہ بندی کو بدایہ وتمہید اقصاء وقرآن قرار پایا ہے یہاں دو طرف خود بخود بن گئے ایک ارادہ ونیت حق سبحانہ دکھایا ہے جہاں اللہ تعالیٰ قرآن ومحمد دونوں کو ہر قسم کی سازش گزند سے اپنی ضمانت میں رکھنے کا اعلان فرمایا ہے آیۃ حفظ وضمانت قرآن حجر ۹ فصلت ۵۳ دوسرا حضرت محمد کو ہر قسم کی تہمت افتراء سے بچانے کی ضمانت دی ہے واللہ یعصمک من الناسلہٰذا نبی کریمؐ ابتداء ہی سے اپنے قول یا اپنے بارے میں کوئی یاداشت لکھنے سے شدت سے منع کیا ہے یہ اپنی جگہ ایک سد۔۔۔۔۔۔۔۔۔نا قابل تنزل پہاڑ منافقین جہاں آپ کے وجود کو نقصان نہیں پہنچا سکا آپکی دعوت کو آپ سے منسوب کرکے تخریب نہیں کرسکے کسی کی جرات وہمت نہیں ہوتی ہیلہٰذا سابقین اسلام سابقین ہجرت جہاد والوں میں سے کوئی نبی کریم پر کذب وافتراء باندھنے والے نہیں مل سکے اگر قول نبی کو قول اللہ کی جگہ جاگزیں کرنا ممکن ہوتا تو سرفہرست ان یاران باوفا کا نام آتا جو دار ارقم میں آپکی بیعت کی تھی جنہوں نے مدینہ ہجرت کی تھی علی ابوبکر عمر بن خطاب زبیر بن عوام طلحہ بن عبداللہ عبدالرحمٰن بن عوف عمار یاسر بلال حبشی سعد بن وقاص عقبہ اولیٰ اور عقب دوم میں بیعت کرنے والے انصار میں راوی رسول اللہ بنتے فاطمہ زہراء حضرات حسنین عباس ابن عم رسول اللہ عثمان بن عفان بنتے کیوں کل دین وشریعت کا حامل بوجھ اٹھانے واال ابوہریرہ جابر انصاری ابوسعید خدری عبداللہ بن عمر بنے ہیں عبداللہ بن عمو نے دین کی سنت وسیرت فتنہ وآفت مدینہ میں کوئی کردار نہیں دیکھا ہے یاران باوفا رسول اللہ سابقین اسلام وجہاد وہجرت میں انکا نام صفر سے نزدیک ہونا بتاتے ہیں قول رسول اااللہ کو قول اللہ کی جگہ جاگزیں کرنا سازش ہے

حضرت محمد قرآن میں

مذہب اہلبیت دوستدار اہلبیت

مذہب اہلبیت واصحاب دونوں اتباع خوارج ہیں دونوں کا مرکزی نشانہ اسلام اور وابستگان اسلام ہے۔ باہر ایسی شناخت کرنے کیلئے اہلبیت والوں نے خلفاء کو نشانہ بنایا ہے اصحاب والوں نے اصحاب کے موالی مدافع بنے ہیں لہٰذا معاویہ عمرو بن عاص ابو ہریرہ ابوموسیٰ اشعری سے دفاع کو اپنا شعار بنایا ہے اس کے بہت سے قرائن اور شواہد عملی ملیں گے۔

۱۔اہلبیت اور اصحاب والے کبھی خوارج سے نفرت کراہت کا مظاہرہ نہیں کرتے۔

۲۔معاویہ اور عائشہ دونوں کا عمل علیہ خلیفہ مسلمین بغاوت میں حساب ہوگا ان کے اس عمل کا ذکر تاریخ کا قصہ ضروری ہے ان دونوں کا یہ عمل غلط تھا لیکن عائشہ پشیمان ہوگئی تھی۔

لیکن ان کو اپنی غلاضت کا نشانہ بنانا کسی صورت میں جائز نہیں ہوگا معاویہ عائشہ کوئی اہلبیت واصحاب والے جنگ ختم ہوگئی کیونکہ یاران پیمبر اور اہلبیت والے بعد از صلح امام حسن کے شام میں جاتے رہے۔

قارئین کرام اس شرط کے ساتھ کہ آپ اللہ کی کتاب قرآن کے ظلم نہ کریں تو آپ کرام میں ہوگا ورنہ لئام شمار ہوگا یہ ناچیز راقم سبور دفاع از قرآن کرتے ہوئے جلد آپ سے پہلے کی عدالت میں حاضر ہونگے مال ومتال جمع کردہ مال سے دست خالی حاضر ہونگے اور آپ بعد میں دست خالی حاضر ہونگے جو کچھ منافقین نے اس کتاب کے ساتھ جو مظالم روا رکھا ہے نبی کریم عدل الٰہی میں شکایت کریں گے اللہ ہر ایک کو اس کے کردار کے مطابق جزاء سزا دیں گے آپ قرآن کے ساتھ انصاف کریں اس قرآن میں تکرار سے آیا ہے ھذا بیان لناس یہ خود اپنے آپ بیان ہے وہ کسی شارح واضح

کنندہ کے نیاز مند نہیں اس کتاب کے بارے میں خود اللہ نے کتاب میں کہا ہے وہ خود واضح ہے اور واضح کنندہ ہے نبی کریم کی ذمہ داری ہے جیسا کہ سورہ جمعہ آیت ۲ میں آیا ہے وہ تلاوت قرآن کریں گے تعلیم کتاب کی خصوصی حلقہ محتاج وضاحت رہا اس سے زیادہ نبی کی ذمہ داری نہیں تھے نہ نبی کریم نے کوئی حلقہ تھے یا مخصوص وقت تھے جہاں کسی کی سمجھ میں نہیں آیا پوچھا جواب دیا یا وقت مخصوص توضیح وتشریح وتبین آیات کے لئے مختص کئے تھے تاریخ میں نہیں ملتے ہیں نبی کریم کی رحلت کے بعد زیادہ عرصہ نہیں گذرے یہود ونصاریٰ مجوس نے ان سے اسلام قبول کرنے والوں کو بلا واسطہ نا الواسطہ اسلام مزاحمت پر تربیت دی کل اساس اسلام قرآن اور محمد ہے محمد اور باقی از علی تا ابوبکر عمر عثمان ودیگر برگزیدہ گان شیعہ قراان محمد اسلام تھے خود اسلام نہیں تھے صف مقدم اسلام پر۔۔۔کونشانہ بنایا سب سے پہلے جس چیز کونشانہ بنایا وہ قرآن کریم کو بنایا اس کو کنارے پر لگانے کے لئے تدابیر تجاویز لائحہ عمل فی الفور دیر پا سب کو سامنے رکھا یہاں تک ایک صدی گذرنے کے بعد وہ بہت سے خلقات بنانے میں کامیاب ہوتے یہاں تک ایک گروہ بنام شعوبی وجود میں آیا بظاہر عربیت مخالف فکری جنگ شروع کئے۔

حروف مقطعات اور مفسرین

مفسرین وناقدین تفاسیر کے اھداف اخلاص کتاب اللہ نہ ہونے اور سوتیلی ماں لیکن جو خود کو اصلی سے زیادہ مہربان دکھاتی ہے مفسرین نے بھی اس جیسا ہی انداز ورویہ اپنایا ہے ''**و ایاک عنی یا مسمعی** '' مانند ہونے کے قرائن وشواھد اب تو سینکڑوں سے بھی گذر گئے ہیں ان کے اھداف غایات ما یستقبع ذکرہ ہونا اظہر من رائعہ النہار ہو گئے ہیں آپ چاہیں آپ ان کو علم میں بحیرہ عرب یا قلزم یا اوقیانوس میں یا محیط ھندی یا شط العرب یا خلیج فارس یا سمندریں یا تاج زھرا اعراض دنیا میں بشر حافی یا بہلول عاقل یا عمرو بن عبید بنائیں فلسفی کا لقب دیں یا لغوی عرفان کا لقب دیں'' **ما اخذ**

عن اسم القرآن اکثر بکثیر ما اعطی للقرآن قلیل ''ثابت ہوگا اب تک کتنی تعداد میں تفسیر آئی ہیں معلوم نہیں ابھی تک کسی بھی آیت کی تفسیر بطور اتفاق مفسرین واضح روشن ہوا ہو نہیں ملیں گے جس طرح نحویں مسائل نحو میں بصرئین کوفین رہا ہے قرآن کے بارے میں شیعہ یہ کہتے سنی یہ کہتے ہیں فخر الرازی امام مشلکیین یہ کہتا طباطبائی امام غالین یہ کہتا ہے بلا افتراق کسی مسئلہ میں اتفاق نہیں جس طرح مسائل فقہی میں واجبات محرمات مستحبات مکروہات تک کا بھی اتفاق نہیں۔ اس عدم اتفاق کو اتفاق سے بچانے کے لئے اجتہاد وجود میں آئی اجتہاد ان کے پاس اس لئے مقدس ہے ان کے سرداران اختلاف باطنیہ جیشہ مبطونہ وجود کا ہدف ہے اتفاق کے راہ میں سد سکندر ہے اس لئے تقریب مسلمین قائم کرنے کے لئے قائم اجتماع میں آخری قرارداد یہ ہوتا شرکاء تقریب اس پر متفق ہیں مسلمانوں کو متحد کرنے کے لئے مزید اجتہاد کرنے کی ضرورت ہے ایاک عنی یا مسمعی اجتہاد سے ہم زندہ تابندہ ہیں اجتہاد افتراق سے زندہ ہے اتفاق اجتہاد کے لئے سم قاتل ہیالہٰذا قرآن فہمی کے لئے اجتہاد اہمیت کے حامل ہے قرآن میں اصابیہ کرنے والے بھی معتوب رہے گا غرض تفسیر کتاب اللہ حسن نیت پر نہ ہونے کی دلیل حروف مقطعات ہے۔

حروف مقطعات کو حروف میں شامل اس کی تفسیر کے تعدی چھوڑا نہ متعدی ہو کے اس کو واضح کیا ہے ایک دوسرے پر الزامات اتہمات کی بارش برسانے کے بعد اپنی من مانی تمام خواہش ارمان گمراہی اختلافات کو درج کیا۔

تفسیر نور الاذھان بقرہ ا

حروف مقطعات اللہ اور رسول کے درمیان رمز و اشارہ ہیں اس کی علم عام لوگوں کے پاس نہیں اور اس کے رسول پھر ان کے خزانہ علوم یعنی اہلبیت بھی اس سے واقف اسرار ہیں لہٰذا وہ حروف مقطعات عام انسان کے لئے متشابہات میں شامل ہے۔

حروف مقطعات قرآن کریم میں

انحرافات یا تضیلات مفسری حروف معقطعات قرآن کریم میں کو بے معنی بے مطلب تعارف

کیا ہے۔بعض نے لامقبول خودقرآن سے متصادم معانی کئے ہیں،بعض ان دو کے درمیان کھیلا ہے۔ غرض اصل قرآن سے انحراف کیا ہے۔انحراف وانصراف کرنا ہے۔حروف مقطعات کے فھم افہام و تفھم میں کیا کردارادا کیا بیان کرنے سے پہلے خودحروف کے کچھ تعارف پیش کرتے ہیں۔کلمہ حرف کو مصطلح نحو میں اسم الحرف بھی کہہ سکتے ہیں۔لغت مین حرف کا معنی الحرف طرف الشئی ہے یعنی ایک طرف کو کہتے ہیں۔علماء نحو نے بھی اپنی تعریف میں کہا ہے الحرف تدل علی معنی فی غیرھا لیکن معنی کا ظہور دوسرے کلمہ سے ظاہر ہوتا ہے۔حرف کے عمل کے بارے میں کہا الافضاء یعنی ایصال معنی فعل کو اسم تک پہنچاتا ہے،پیغام رسائی کرتا ہے۔یہ جو تعریف یا نظریہ بحرف لکھتے ہیں سات سال مقدمات سیوطی میں گذرنے کے بعد بہت ذلیل نظر۔۔اعتناد میں تعریف کرتے حرف کا اپنا ذاتی کوئی معنی نہیں رکھا ہے جسکی مثال یوں کہہ سکتے ہیں مردوں سے حالف شہوانی میں نکلنے والے پانی کو حقیر نظر سے دیکھتے ہیں جب مرد کے صلب میں ہوتا ہے اسکا پتہ نہیں چلتا لیکن جب نکل جاتا ہے تو اسے دھوتے ہیں اور جب مونث کے رحم میں منتقل ہوتا ہے تو کیا نکلتا ہے۔

الر۔سورہ ابراھیم الرحروف معقطہ ہے لیکن خود بطور مستقل نہیں ہے جبکہ دوسری سوروں میں جہاں حروف مقطعات خود مستقل آیت کی صورت میں آئے ہیں۔سورہ رعد یہاں جزءآیت ہیں۔حروف مقطعہ درقرآن بطور مجموع ۱۴حروف ہیں،نصف حروف ہین کیونکہ کل حروف ھجاء ۲۸ ہین۔یہان چند سوال درپیش ہیں۔۱۔کل حروف ھجائی کا نصف ابتداءسورہ میں ہیں۔۲۔خودحروف کی تعداد ہے ایک حرف والے دووالے تین والے چاروالے اور پانچ والے ہیں۔بعض علماء نے حکمت حروف مقطعات میں خودکلام سازی کو دیے بطور مثال۔۔۔۔۔۔حروف مقطعات کے بعد کتاب یا قرآن کا ذکر آیا ہے۔

(۲۹)

حروف مقطعات قرآن کریم میں

المیز ان ج۱۸ص۶ پرصاحب المیز ان نے مجمع البیان بطرسی سے گیارہ اقوال نقل کیے ہیں۔

۱۔ آیات متشابہات میں سے ہیں۔اللہ سبحانہ ہی انکی تاویل جانتے ہیں۔

۲۔ یہ حروف سورہ کے نام ہیں۔

۳۔ یہ نام خود قرآن ہے۔

۴۔ یہ حروف یکے از اسماء حق سبحانہ ہیں۔

۵۔ یہ ارادہ قسم ہے خود اللہ سبحانہ نے قسم کھائی ہے۔

۶۔ اللہ سبحانہ کی نعمتوں آزمائشوں کی طرف اشارہ ہے۔

۷۔ اس امت کی بقاء وحیات کے رموز ہین۔

۸۔ تسکیت کفار ہیں۔۹۔تعداد حروف تہجی کی طرف اشارہ ہیں۔

۱۰۔ صاحب المیز ان ایک قول کا اضافہ کیا ہے،اشارہ باللہ لام جبریل۔

کل حروف مقطعات کی تعداد ۱۴ ہے جو نصف حروف تہجی بنتے ہیں۔نوعیت حروف مقطعات کچھ اس طرح ہے۔

۱۔ حرف کے جیسے ق،ن ہے۔۲۔دو حرف والے ہین۔۳۔تین حرف والے ہیں۔چار اور پانچ والے ہین۔

(۲۷)

معانی حروف مقطعات

شعراوی ج ۱۱ص ۱۵۶۵۔ہم نے حروف مقطعات کے بارے جتنا تصور کر سکتے تھے عرض کیا ہے۔آخری حرف یہ ہے کہ اس کے آگے اللہ جانے،بشر کو جتنا علم دیا گیا ہے بشر ن حروف کے معانی کی تہہ تک نہیں پہنچے گئیں۔یہ حروف مقطعات اس طرح رہیں گے،اگر کوئی اشکال کرے تو ان کا کیا مقصد ہو سکتا ہے وہ آپ سے مناقشہ کر سکتا ہے۔آپ سے عقل و منطق سے کرتے ہیں۔قرآن لسان عرب میں نازل ہوا ہے،اس نے مشرکین سے تحدی کی ہے،عرب اہل فصاحت و بلاغت کے حامل

تھےلیکن قریش نے کبھی نہیں پوچھاان حروف کے کیا معنی ہیں ۔

(۴۰)

حروف کی ایک تقسیم بندی ہے

حرف عاملہ یعنی دوسرے پرعمل کرتے ہیں یہ حروف چھ قسم کے ہیں،نصب کرتے ہیں اور خبر کو رفع کرتے ہیں ۔ولکن وکان ولیت ولعل فعل کا عمل کرتے ہین لیکن خبر میں تقسیم کرتے ہیں ۔

۱۔ مفرد ہےایک حرف ہے ۔۲۔مرکب ہے یہ تمام پانچ مفرد ہیں لیکن کان مرکب ہے ۔کان ایک ۔۔جیسے کان زیداسد یہان اصل میں ان زیدا کاالاسد ہے۔

۲۔ حرف عاملہ ماءالنافیہ ہے یہ نفی مین عمل کرتا ہے۔

بعض حروف مختص بہ اسماء ہیں جیسے حروف ان واخواتہا ہیں ۔

ایک مختص بہ الافعال ہیں جیسے حروف جزم والنافیہ اورحروف النواصب ہیں ۔

حروف مقطعہ پانچ ک،ھ،ع،ع،ص،اسم صرف ایک نام سے پڑھتے ہیں،قرآن میں ہر حروف مختلف انداز سے ہیں جیسے

۱۔ق ص ن،۲۔طہ طس ۔ ۳۔تین ہیں الم،طسم ۔ ۴۔حرف المرا ۵۔حجم،عسق

(۲۸)

الف کی تین قسمیں ہیں ۔الف اصل،الف قطع اورالف وصل ہے۔نقل از کتاب مفاتیح المعانی تالیف محمد بن علی بن ابراھیم متوفی نوی صدی ۔باب الہمزہ پرلکھتے ہیں ۔ یہ حرف صرف عربی زبان میں ہوتا ہے دیگرلغات میں نہیں ہوتا ہے۔کلام میں کلمہ کے ابتداء میں ال لام مختصات عرب سےنہیں ۔

سورہ عمران آیت راسخون فی العلم قرآن کے اعلیٰ مضامین گہرے اور باریک دقائق معارف تک پہنچنے والا راسخین فی العلم میں شامل ہوگا ۔ایسے علم کے مالک کا تاویل سے آگاہ نہ ہونا بہت بعید

ہے دوسرے نمبر پر آئمہ اہلبیت ہیں ان کا معلم اور علم کا سر چشمہ رسول اکرم کی ذات تیسرے نمبر پر محمد و آل محمد کے شاگردوں پر اس کا اطلاق ہوسکتا ہے چنانچہ خیر الامۃ ابن عباس سے منقول انا من الراسخین فی العلم وآنا اعلم تاویلہ من راسخین فی العلم میں سے ایک ہوں اور میں علم تاویل سے آگاہ ہوں۔

ابن عباس قرآن کے بڑے مفسر ہیں ان کے علم تاویل تفسیر اور تاویل کا شر چشمہ رسول اکرم اور حضرت علی ابن ابی طالب رسول اکرم سے ابن عباس کے بارے میں یہ دعا منقول ہے

اللھم فقہ فی الدین وعلمہ التاویل

صاحب نور الاذھان سے چند وضاحت طلب کرتے ہین آپ نے راسخین فی العلم میں صف اہلبیت کو شامل کیا ہے اہلبیت رسول گذشتہ زمان کے بعد بہت سی گروہ میں بٹ گئے تھے اہلبیت میں پہلے مرحلے میں حسب آیات احزاب۳۳ ازواج میں آتے ہیں ان میں سے کسی نے۔

حروف مقطعات قرآن کریم کی ۲۸ سوروں میں آیا ہے حروف مکرر کو ساقط کرنے کے بعد۹۰۳ حروف قرآن میں آیا ہے۔

صاحب المیز ان نے مجمع البیان سے حروف مقطعات کے بارے میں ۱۱ اقوال نقل کئے ہیں اسی طرح صاحب فرقان نے بھی ۱۱ اقوال نقل کئے ہیں۔

صاحب کوثر اور نور الاذھان نے ان کو آیات متشابہات قرار دینے کے بعد ان کے معانی تک رسائی ناممکن قرار دے کر آخر میں لکھا ہے اللہ اور اس کے رسول اور خاص اہلبیت کو پتہ ہے۔

پھر صاحب کوثر عمران ۷ کی تفسیر میں متشابہات کی تفسیر صرف اللہ اور راسخون جانتے ہیں لکھتے ہیں اہلسنت کہتے ہیں تاویل متشابہات صرف اللہ جانتے ہیں اور کوئی نہیں جانتے جبکہ امامیہ اور بعض علماء اہلسنت کے نزدیک یہ نظریہ درست نہیں ان کے نزدیک قرآن میں کوئی حصہ ایسا نہیں جو انسانوں کے لئے قابل استفادہ نہ ہو یہ آیۃ ''**الراسخون فی العلم**'' نیا جملہ نہیں بلکہ جملہ سابقہ پر عطف ہے آیت کا مطلب یہ بنتا ہے اس کی تاویل اور راسخون فی العلم کے سواء کوئی نہیں جانتا ہے آپ امامیہ کی و

ضاحت کرتے ہیں لیکن ان کی تفاسیر میں مسائل نحو میں بصرین یہ کہتے ہیں کوفیین یہ کہتے ہیں فقہ حنفی مالکی ہے۔امامیہ میں تین متضاد فرقے ہوتے ہیں۔

۱۔زیدیہ جو نص عام کے قائل ہیں صلاحیت اہلیت جس کے پاس ہو اوقات کا ذکر ہے نام بھی تعداد بھی۔

۲ اسماعلیہ ان کا حال سب کو معلوم ہے بدنام ہیں۔

۳ اثنا عشریہ ہے آپ نے کہا قرآن میں کوئی آیت نہیں جو انسانوں کے مفاد میں نہ ہو تو ان کی تفسیر ہونی چاہیے اس کی کیا تفسیر ہے۔

آیات متشابہات کی تفسیر

مفسرین قرآن کریم کا کہنا ہے کہ آیت متشابہات کی تفسیر ہر کس و نا کس کو نہیں آتی ہے اور اس کی سند العمران کی آیت ۷ سے دیتے وقت خود امی ناخواندہ جیسا بناتے ہیں کہ انہیں وحی آتی ہے نہ صرف و نحو آتی ہے خالص خالص ''انا وجدنا ابانا علی ذلک'' بتاتے ہیں۔اس کی واضح مثال عصر معاصر میں ناصر البانی جیسا ہے مجامع احادیث سے ضعیف احادیثوں پر کوئی سو ضخیم جلد کتاب لائی ہے لیکن باطنیہ کی خلاف قرآن بنائی ''میری امت کے تہتر فرقے ہوں گے'' ''فلاں فلاں مبشرین جنت ہے'' ''معتزلہ وقدریہ پر اللہ نے لعنت بھیجی ہے'' یہ احادیث متفق علیہ ہیں۔ہمارے آغا نجفی اور ان کے ردیف آغا صلاح اتنے سال قم میں گزارنے کے بعد ابھی تک پلٹ کر یا عینک لگا کر اپنے مذہب کی بے اساسی و بے بنیادی پر غور نہیں کیا ہے، یہ عقیدہ درست ہیے یا نہیں؟ العمران ۷ پر لکھتے ہیں متشابہات کوئی نہیں جانتا ہے سوائے اللہ اور رسول کے اور آپ کے خاص اہلبیت کے علاوہ۔

کلمہ متشابہ کی اصل ثلاثی مجرد کیا ہے وہ معنی لغت قدیم میں دیکھنے کی زحمت ہی نہیں کی۔متشابہ مادہ شبہ سے مراد ''فی شکلہ مثلہ'' ہے معنی واضح ہے کہ تعین مصداق میں خود متردد ہے۔متشابہات آیات کی مصادیق جلی آیات قیامت ہیں ہر آیت دوسری آیت کے تشبہ میں کہی ہے بعض جگہ زندگی دنیا سے

مثال دی ہے۔ذوکوسنی اثنتا فیہ لیتے ہیں ہم اہلبیت والے عطف لیتے ہیں اگر اس کی تاویل کسی کو نہیں آتے ہیں سوائے اللہ کے تو معنی درست قرار پاتے ہیں۔تاویل سب کو آنا ضروری نہیں ہے رسول نہیں جانتے ہیں قیامت کب ہوگی۔

متشابہات جولان گاہ باطنیہ

مفسرین بتمامہ قاطعیہ وابستہ باطنیہ ہونے کی وجہ سے کلمات مستعملات قرآنی کے ساتھ ظالمانہ،جائرانہ،غاصبانہ قضاوت کئے ہیں ان میں سے کوئی عالم دین مہما بلغ کتنا ہی عالم پارسا تالی تلاوت مداوم کرنے والا ہی کیوں نہ ہو خود بعض اوقات تجاھل فرضی کر کے اداء حق قرآن سے اعراض کئے ہیں ،ان کلمات میں سے ایک کلمہ متشابہات ہے اس کو اٹھا کر خود قرآن کو مارا ہے گویا کلمات متشابہات بصورت دائم عدیم الفہم ہی رہیں گے۔گویا یہ کلمہ صرف قرآن میں آیا ہے دیگر علماء فصحاء، بلغاء،حکماء،فلاسفہ کے کلام استعمال نہیں ہوا ہے۔اس کلمے سے استناد کر کے کل قرآن کو متشابہ بتایا جاتا ہے۔کل قرآن میں ان کے پسندیدہ کلمہ متشابہ کلمہ تاویل رہا ہے حالانکہ قرآن کریم اپنے آپ کو بتمامہ محکمات ایک جگہ تمامہ متشابہات قرار دیا ہے،قرآن میں کوئی ایک آیت حتیٰ حروف مقطعات بھی متشابہ نہیں ہے۔

آیا العمران ۷ میں جہاں فرمایا ہے آیات متشابہ کی تاویل سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا ہے وہ آیات متعلق ہے خود روز آخرت کب ہوگا شخاص اور قوموں کا انجام کیا ہوگا مراد ہے۔

کتاب موسوعۃ النحو والصرف ص ۴۰۳

اقسام ہمزہ

۱۔ ہمزہ النون،۲۔ہمزہ التصدیہ ۳۔ہمزہ السلب ،۴۔ہمزہ فصل،۵۔ہمزہ قطع ،۶۔ہمزہ النقل ،۷ہمزہ وصل

موسوعۃ نحو وصرف ص ۷ پر آیا ہے ہمزہ جس کو آج الف کہتے ہیں پہلے ہمزہ کہتے تھے۔

الوالدان۔۔۔

(۳۱)

کتب معانی الحروف ،النحو یہ فی کتب التفسیر تالیف دکتور محمود احمد الصغیر طباعت ١٤٢٢م۔

کتاب معانی الحرؤ وف تالیف علی بن عیسی متولد ۲۹۷،

مصابیح المعانی فی حروف المعانی تالیف محمد بن علی طباعت ١٤٢۵م

کتاب حروف المعانی تالیف عبد الرحمٰن اسحاق ۳۴۰ھ

معانی الحروف۔

حروف البانی جس کو حروف ھجاء بھی کہتے ہیں۔ان حروف کی تعداد ۲۹ ہے یعنی ہمزہ،ب،ت،ث،ج،ح،خ،د،ذ،ر،ز،س،ش،ص،ض،ط،ظ،ع،غ،ف،ق،ک،ل،م،ن،ھ،الف یا۔ان کو حروف ھجائی کہتے ہین حروف تہجی بھی کہتے ہیں۔حروف تہجی اپنی جگہ اقسام رکھتے ہیں۔ان میں حروف الشمسیہ اور القمریہ ہیں۔حروف الصحیہ ،حروف الزئد۔۔۔۔

(۳۸)

الحرف فی الغۃ موسوعۃ علوم عربیۃ ۵ ص ۲۱۴

طرف الشی، الحروف، والحرف فی الغۃ طرف الشئی ،ولحروف فی النحو ،حروف مبانی ،حروف مبانی۔حروف مبنای وہی حروف ھجاء ہیں۔حروف معانی وھو کلمہ لا تدل علی معنی فی نفسھا وانما تدل علی معنی فی غیرھا۔

حروف مختص باالاسم اور حروف باالفعل ہیں۔اسی طرح وہ حروف جو مشترک بین الاسم والفعل کحروف العطف۔۔

ثلاثہ،ورباعی وخماسۃ لکن حرف کلمہ پر صدق ہوتا ہے۔اسم فعل پر بھی صدق آتا ہے۔الحرف

کلمہ تدل علی معنی فی غیرھا۔حرف کلمہ شامل اسم فعل حرف تینوں پر دلالت کرتا ہے۔

(۳۷)

علماء دانشمندان نے مبانی ومعانی حروف کے بارے مین سعی وکوشش کی ہے۔صرف نے حروف بدلنے،حذف کرنے اورادغام کے بارے مین بحث کی ہے۔

۲۔ علماء بلاغت نے حروف کے معانی مختلف وجوھات تحلیلات پر بحث کی ہے۔

۳۔ علماء لغۃ نے معانی حروف جاننے کی کوشش کی ہے۔

۴۔ نحویوں نے معانی حروف،عمل حروف وغیرہ پر بحث کی ہے۔

حروف دوقسم کے ہوتے ہیں۔

(۳۵)

اما اسماء الاستفہام

اسماء التی معناھا استفہام،فمن ھا اسماء ومنہا الحروف،فااورمن وماوکیف ھذا اسماء

متضمنہ معنی ہمزہ الاستفہام،فی سوال عن یعقل وماسوال عمالا یفعل

سوال۔۔بخ من کل وکم سوال عن عدد وکیف سوال

عن حال وتبین معانی ھذہ الاسماء۔۔تفقول فی من جائک یاعمروفیقول۔۔۔۔

(۳۶)

استفہام کتاب النحوص ۴۶۱ ان الات الاستفہام احدی عشر ہمزہ وھل ھذان حرفان

فماالہمزہ وھل۔۔۔۔۔؟؟؟؟

(۳۹)

مخارج حروف کتاب المحر رفی النحو ج ۳ ص ۱۳۷۸ پر آیا ہے۔

حروف ۱۶ ہے

الف اقصی خلق العین والحادوسط الحاق والغین ادنی الخلق الی۔۔ھذاحروف الحلق

قاف اقصی اللسان وما فوقھا الکشاف مایلی مخرج القاف من اللسان الحنک والجسم والشین ولیا وسط اللسان ومایلھا من الاخرس والام مادون ۔۔اللسان ۔

مابین طرف اللسان وفوقین الثنایا والراء ماھو۔۔فی ظھر اللسان

طہ دال التاب، ظاء ذال تا

اما الحروف کتاب محرر النحو ج ۳ص ۱۱۱۳

حروف کی اصل وضع کی حکمت معانی فعل کو اسماء تک پہنچاتے ہیں یا ربط معنی کیلئے بعض کلام دیگر سے حروف عطف حروف عطف معطوف کا معطوف علیہ سے جوڑنا یا کوئی اور معانی مقاصد کیلئے وضع ہوتے ہیں جیسے حروف استفہام حروف استثناء وغیرہ

للحرف معنی فی نفسہ بل یدل علی معنی فی غیرہ مثلا لوقلت ھاوسکت ۔۔تضعھا الی شیءثم یدل ھذا اللفظ علی معنی حروف نداء کس معنی پر دلالت نہیں کرتے ۔

(۲۵)

شعراوی ج ۹ص ۵۳۰ الرتین اس سے پہلے بقرہ۱، آل عمران ۴۱، اعراف میں المص یونس میں الر یہ سب اسماء حروف ہیں ۔

ہر چیز کا ایک اسم ہوتا اور مسمی ہوتا ہے۔اسم شعراوی اور المسمی ھوصور یہ ہے جیسا کہ ذکر آئے گا تو صورت ذھن میں آئے گی ۔۔

سماء اسم ہے اور نیلی چھت مسمی ہے، مسجد اسم ہے اور مسجد کا ذکر آئے گا تو مسجد کی شکل آئے گی ۔

الم اسماء حروف ہے ۔ انسان جب بات کرتا ہے ۱۲حروف کی تکرار ہوتی ہے، تین سورہ مین ایک حرف تکرار ۔ بقرہ الم میں ایک حرف ق میں ایک حرف ن میں ایک حرف ہے کچھ دو حرفوں سے شروع ہوتے ہیں ۔ طہ، یسین، طس، حم ۔ ایک سورہ الری ۔ بعض سورہ حرف سے شروع ہوتے ہیں عنکبوت، روم، سجدہ، یونس اور یوسف الر سے، سورہ ابرھیم سورہ حجر الر سے ۔

حروف دو قسم کے ہیں

حروف مبنی اور دوسرے معنی ہیں۔حروف مبنی ھی الشئی تنکون منہما الکلمۃ مثل کتب جیسے الحروف الکاف،الباء۔ ہر ایک کا تنہا کوئی معنی نہیں بنتا جبکہ حروف المعنی میں ایک حرف کا معنی ہوتا ہے جیسے تاء فاعل کتبت ،ل لتکبت ۔

حروف الغۃ ۲۸ ہیں، ۲۸ میں سے ۱۴ حروف مقطعات استعمال ہوئے ہیں۔۱۴ مادہ کلمات۔۔۔

اقسام الحروف

۱۔البسو طات ۲۔منظومات ۳۔مرکبات

اما المبسو طات کی چند قسمیں ہیں:

۱۔ ایک حرف والے جیسے ہمزہ استفہام،حروف جرب،ل،ف،واو،عطف

۲۔ منظومات ہیں جیسے دو حرف منظّم ہونگے کان،علی،الی،فوق،تحت وغیرہ

۳۔ المرکبات

دو حروف ملا ک ایک ۔۔بن گئے جیسے انما،کان،کاف

اما المبسو طات الی تفسیر المعنی۔الف کے گیارہ معنی ہیں،الف وصل،القطع ،الف استفہام، الف تقریر،الف ایجاب،الف جمع۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بوعث التفسیر ہادی معرفت

ہادی معرفت حسب سنت پیش رویان مفسر قرآن کو لاحق سوال و جواب ان قلت دیتے ہوئے لکھتے ہیں جو کتاب جو کلام مشرع جوامد واجمال وابہام ہو بانگ دھل بغیر کسی تو رائی اعلان کرتا ہوں یہ کتاب ھدی اللناس ہے بصائر للناس ہے تبتجنا للناس ہے جس تفسیر ھذا بیان للناس ہے کے

باوجود قیل وقال سے حقایق ساطعہ صارخہ سامعہ کو کیوں چھپاتے ہیں گویا کوئی خطیب بر موقع خطاب اگر اسکی زبان میں لکنت آجائے اور حاجرین میں سے کوئی شخص کہ دے کہ اگر خطیب کی بات سمجھ میں نہیں آرہی تو میں سمجھا سکتا ہوں قرآن کا بیان صنادید قریش تو سمجھتے تھے ابو جہل، ابوسفیان، حکیم بن طفیل وغیرہ نے سمجھا اس کتاب کے بارے میں علامہ معرفت لکھتے ہیں لیکن کچھ عوارض در پیش ہوئے یہ جھوٹ نعوذ باللہ امام سادق کی زبان سے جاری دکھاتے ہیں امام صادق نے فرمایا ہے نبی کریم پر صلاۃ نازل ہوئی ہیں لیکن تین چار رکعت پڑھنا نازل نہیں ہوا ہے نبی کریم نے تفسیر کر کے رکعت بتائی ہیں کافی شریف ج ا ص ۲۸۶

۲ قرآن اعلیٰ ارفع معانی دقیقہ ومفاہیم رفیعہ پر مشتمل ہے آپکو کائنات میں پوشیدہ اسرار بتاتے ہیں وہ ہر شخص نہیں جانتا ہے اسوقت کے لوگ نہیں جانتے تھے نبی کریم نے ان حقائق مرموز کو بیان کیا جیسا کی جمعہ ۳ میں آیا ہے ۳ نیز اللہ کی صفات جلال و جمال خود انسان کی حقیقت کیا ہے غرض خلقت بر خلقت ہدف خلقت بیان کیا ہے یہ باتیں قرآن میں اشاروں میں آئی ہیں سرسری آئی ہیں کنایا شبیہ استعاروں میں آئی ہیں مجاز مرسل عملی میں آیا ہے

بحث شعر

گرچہ آپ شعر کے گرویدہ تھے لیکن یہ بھی ادراک رکھتے تھے کہ یہ ابیات حقائق پر مبنی نہیں بلکہ تلقیات شیطانی ہیں۔شاعری کیلئے وہ دیوانہ نہیں ہوتے تھے، اسلام آنے کے بعد ان کی حیثیت پر آسمان سے صاعقہ ناصعہ نازل ہوا۔

شعراء وغاوین استثناء متصل ہے بے اساس بے بنیاد ہے۔نہ شعر کو استثناء حاصل ہے نہ شعراء کو مجامع شعراء کے قراطین اسود تاریخ سیاہ قابل دھل نہیں ہے مگر یہ پہیہ جس طرح پہلے چلاتے آئے ہیں آگے چلتے رہیں گے کیونکہ اللہ نے ابلیس کو قیام الساعہ تک مہلت دی ہے۔

ا۔جن شعراء کعب بنی ظہرین بن ابی سلمہ اور کعب بنی مالک حسان بن ثابت کو نبی کریم نے

اجازت دی تھی یہ اجازت خصوصی اجازت نہیں تھی بلکہ ایک حالت جنگ تھے جس کو حرب باطل بہ باطل کہتے ہیں ان کو اس طرح اجازت دی تھی کیا تم مین سے کوئی نہیں ان کو جواب دینے والا نہیں ہے۔وہ ایک حادثہ سے زیادہ نہیں تھے لیکن اوباش لوگوں نے شعراء کی آیت ۲۲۴ کے استثناء کو متصل بنایا۔فتح مکہ کے بعد عثمان نے اپنے برادر رضاعی جو کہ عبد بنی سرح نامی تھے نبی کریم نے ان کا خون ہدر کیا تھا جہاں ملے اس کو ماریں انہوں نے ان کو چھپا کے مسجد میں داخل کیا نبی کے حضور آپ سے ان کے لیے معافی اور درخواست کیا نبی کریم نے اعتناء نہیں کیا تیسری دفعہ نبی کریم نے فرمایا چلو معاف پھر آپ نے حاضرین سے فرمایا کیا تمہیں کوئی ایسا نہین تھے اس مردود کو ماریں تو کسی نے عرض کیا آپ اشارہ فرماتے تو ہم کرتے آپ نے فرمایا یہ عمل انبیاء کے لیے جائز نہیں مشرکین قریش سے تین شاعر نبی کریم کو ہجو کرتے تھے وہ عبداللہ زہیر عمرو بن عاص ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب کعب بن زبیر کے خون کو نبی نے ہدر کیا تھا تو نبی کریم ان کے بارے مین فرمایا کیا تم میں سے کوئی نہیں ان کو جواب دیں تو کعب بن زہر، کعب بن مالک اور حسان بن ثابت عبداللہ بن رواح نے جواب دیا ہے اسماعیل سید حمیری وہ کیسانی مذہب کے تھے وہ محمد بن حنفیہ کی امامت کے قائل تھے کعب بن مالک حضرت جب خلیفہ بنے تو ان کی بیعت نہیں کی تھی۔

۴۔من جملہ حسان بن ثابت عبداللہ بن روامہ کعب بن مالک اور کعب بن زھیر سے لیکر کمیت اسدی دعبل خزاعی سید اسماعیل ،حمیری، سید حیدر علی رہے۔

تعریف شعر نورالاذھان ج ۵ ص ۲۱۵ شعر گوئی ایک فن ہے سلیقہ نشان ہے یہ فن انسانوں میں ایک آدنیٰ طاقت ہے یہ بذات خود دیگر صفات کی طرح مذموم نہیں ہے یہ تلوار کی طرح ہے جب حق کے دفاع میں استعمال کی جائے تو قابل مدح اور حق کے خلاف استعمال ہوتی ہے تو قابل مذمت ہے اگر حق کی حمایت عقیدہ توحید اور صحیح نظریہ کی سیر بنایا جائے تو اس کی تعریف ہوگی تاریخ شعر و تاریخ اسلام میں دونوں قسم کے شعر و شعراء پائے جاتے ہیں۔حضور کے زمانے سے آج تک شعر عقیدہ یعنی اس فن کو نظریہ حق وعقیدہ کے دفاع میں استعمال کرنے والے شعراء کی کم فہرست ہے یہ۔

کتاب تاریخ ادب العربیہ تالیف جرجی زیدان مسیحی اپنی کتاب ج اص۵۲ پر لکھتے ہیں ماھوالشعر لکھتے ہیں الشعرمن الفنون الجمیلہ التی یسمھا العرف الاواساضکہ ومعنی الحصر والرسم والموفیقی والشعر مزید لکھتے ہیں شعروالفنی من اصل واحدوضع اولاالتفنی

کتاب تاریخ اداب العرب ج اص۹۳ میں لکھتے ہیں اشعرالشعراءالعرب یہ لوگ امروالقیس زھیر بن منایقہ اخطل نے کہاأعشی ہےفرزدق نے امروالقیس کہا

شعر کی نشوونماحدودوقیوداداب سے آزاد باغیہ شاردہ طاغیہ نکلنے میں خواتین ہم جوڑواں رہاہے جس طرح فضائل شرافات کولنگڑاکر کے پاؤتلے دباتے چلے میں دونوں ساتھ ساتھ رہے ہرآئے دن ان کی نئی تاریخ رقم کی جاتی ہے شعر۔۔۔حسنات مکشفات عربیات کی بزم کی صدارہی یہ اپنی تاریخ جندی مدارس عیاشان ملک وملت کےخون سے جمع دولت سے ان کی نشونماہوئی تاریخ اسلامی میں پہلا مدرسۃ ہاشمیں کےنزاد سے وابستہ ہارون الرشیداوراس کے وزیراعظم برامکہ سیف البولیۃ حاجب بن عبادہ لائیں تاریخ الفاف

الشعرفی العصرالجاھلی کتاب تاریخ ادب

ماھوالشعر

اللغۃ العربیۃ تالیف جرجی زیدان ج ا ص۵۲

الشعرمن الفنون الجملۃ التی یسمھا العرب الاداب الرفیقہ وھی الحضر والرسم والموسیقی والشعر

جرجی زیدان لکھتے ہیں شعروالفن من اصل واھد عندجمیع الامرالشعروضع اولاالتفن

تاریخ اداب العرب ج اص۹۳ اشعرشعراءالجاھلیہ امروالقیس زھیرابن نابقہ فرزدق کے کہااشعر الناس امروالقیس ہے

وقال الجریدامبالغہ اشعرالناس

وقال الاخطل الاغتی

شعر

شعر شاعر شعیر شعور سب ایک ہی مادہ سے ہیں جو انسان کے جسم سے اگتی ہے کتاب العین ۴۱۲ ’’اصل الشعر تاویل الشعرا الراس و الجد جمع الشعر شعور شعر اشعار شعار ما ینادید القوم فی الحرب لیعرف بعضھم ببعضھا ... مشاعر ال مناسک الحج اعمال الحج

شعر اللغۃ ۳۴۶ شعر شعار ما یلی الحد من الناس ماتنا دیدالعوم فی ساحات العرب اشعار فی کثیر الشعر ’’شعرت باالتی فضیلت ہے

ولیت شعری لعن لیت علمت

اماکلمۃ شعر

شعر شاعر مشاعر شعائر شعیر شعور ایک مادہ سے بنے ہیں جسم انسان سے اگنے والے بالوں کو کہتے ہیں۔ شعار جسم سے ملے لباس کو کہتے ہیں لباس اور جسم سے ملامست سے جو محسوس کرتے ہیں اس کو شعور کہتے ہیں میدان جنگ میں فریق کے مقابل میں اٹھانے والے نعرے کو شعار کہتے ہیں مادیات سے نکل کر دین کے اہم نمایاں مظاہر ہیں، صفاء و مروہ و عرفات، مزدلفہ، منیٰ کو شعائر اللہ کہتے ہیں کلام موزوں مقفی کو بھی شعر کہتے ہیں کلام موزوں مقفی کو شعر کہنے کی تاریخ کے بارے میں جر جی زیدان مسیحی اپنی کتاب تاریخ اداب للغہ عربی ج اص ۵۲ پر لکھتے ہیں شعر موزوں مقفی قدیم زمانے میں بھی تھے جتنا انسان قدیم اما عرب سرزمین ایک سو سال قبل از بعثت اسلام امر القیس نے اس میں نبوغت دکھائی تھی۔

کشاف مصطلحات تہانویں ج اص ۱۰۳۰ پر لکھتے ہیں شعر فارسی میں شعرش پر فتح ع پر کسرہ کلام موزوں کو کہتے ہیں کتاب العین خلیل احمد فراھیدی ۱۷۵ نے لکھا ہے اصل الشعر طویل الشعرالی

جس کے سر کے بال لمبے ہوں اس کو کہتے ہیں جو جسم سے جڑا ہوا اس کے اوپر والی لباس کو شعر کہتے ہیں میدان جنگ میں اپنی صدا پہنچانے کے لیا ٹھانے والے کلمات کو کہتے ہیں۔

دائرہ المعارف قرآنی عشرین میں تالیف محمد فرید وجدی متوفی ۱۹۷۰ء نے اپنی دائرہ کی جلد ۵ ص ۳۹۰ پر لکھتے ہیں ''الشعر من اصطلاح المتادین هو الكلام الموزون المقفى''۔ شعر انسانوں کے ساتھ آئی ہے، ھلال عسکری سے نقل کیا ہے شعر کے پانچ درجات المدیح، الھجا، الوصف، صحیح۔ اعشی نے ایک اور قسم کا اضافہ کیا ہے اعتذار۔ علامہ فرید لکھتے ہیں اسلام آنے کے بعد شعر پیچھے گئے عرب۔۔۔ دین میں مصروف ہو گئے۔ نبی کریم سے قیام دور راشدین تک شعر کا نام لیوا نہیں ملتا جب سلطنت بنی امیہ کو ملے لوگ شہوانیات کی طرف برگشت کیا بعض کا کہنا ہے انصار مدینہ معاویہ کو پسند نہیں کرتے تھے تو انہوں نے انکے خلاف مذمتی شعر بولنے کے لئے عرب کے دیہاتوں سے شعراء کو لایا جیسے جمیل بن عمر و عمرو بن واسعہ۔ غزل گوئی شروع ہوئی، دربار معاویہ میں اخطل، جریر، فرزدق تاریخ ادب عربیہ تالیف میں ان کے اشعار کا موضوع مداع، معائر ہجو گوئی تک محدود ہے۔

شعر و شاعری پوری تاریخ عرب اسلام سے پہلے اور اسلام کے بعد کسی ملک وملت میں حتیٰ عصر معاصر کفر والحادی نفاقی میں کوئی سوائے معتزلہ کے نکلے ہوں نہیں ملے گا سربراہان اقوام وملل بغیر کسی استثناء ملک وملت کو اشعار سے خطاب کیا ہو نہیں ملے گا کوئی جماعت فسد وفساق وفجار کے محافل سجائی ہو کلمہ شعر کے مادہ لغوی سے نکلنے کے بعد الی یوم ھذا تک وہ کسی اصول پر قائم نہیں ہو سکی امراء القیس سے گزرتا ہوا خلیل احمد مبتکر علم عروضی تک نشان چھچہ گراں ملاقات انکی تعریف انکی بدزبانی سے بچنے کے لیے نکلے قابل تعریف وقابل ستائش ہونے کی وجہ سے نہیں ملے ہیں آئے دیکھتے ہیں اسکے لغت میں وضع شدہ حقیقی معنی سے مجازی معانی تک اسمیں کوئی قابل قدر مفہوم پایا جاتا ہو نہیں ملے گا کلمہ شعر ش۔ع۔ر سے مرکب ہے اس کلمہ کا معنی کیا اشعر یعنی جسم سے ملے مس ہونے لباس کو

شعار کہتے ہیں انتم شعار لنا لا ادنا لباس کے اوپر پہنے جانے والے کو چادر یا کمبل کہتے ہیں جسم سے ملے لباش کو شعار کہتے ہیں چونکہ یہ لباس جسم میں موجود قوء لامہ سے ملتا ہے تو اندر ایک حس پیدا ہوتا ہے اس حس کو شعور کہتے ہیں کسی معمولی سی قوۃ وادراک رکھنے والی چیز کو درک نہ کریں تو کہتے ہیں کہ آپ شعور نہیں رکھتے ہیں لہٰذا شعور کوئی اعلیٰ ارفع ادراک نہیں بلکہ سطح اولی کو کہتے ہیں شعراء کو ذباب الکلاب بھی کہتے ہیں جو کتوں کے بال پر اترتے ہیں آج تک کسی متدین وصادق انسان کو ہم نے شاعری کرتے ہوئے نہیں دیکھا ہے جس انسان کے بال لمبے ہوں اسے اشعر کہتے ہیں اعمال حج میں عرفات منیٰ مزدلفہ کو مشاعر الحرام کہتے ہیں احرام والوں کو معمولی بات درک نہ کرنے والوں کو لا تشعرون کہا ہے بقرہ ۹ ۔ ۳۲ عمران ۱۶۹ اعراف ۹۵ یوسف ۵ بقرہ ۱۰۸ زمر ۵۵ مائدہ ۱۲ انبیاء ۵

عمر بن خطاب کے دور میں کسی بادشاہ نے امیر المومنین عمر بن خطاب سے لکھا تھا آپ نے قوم کے اشعر شعراء کے چند اشعار ارسال کریں تو آپ نے لکھا ہے ہمارے نبی کریم نے ہمیں شعر کی جگہ اللہ کی طرف سے قرآن دین ہے دیکھیں آپ کے حوزہ قرآن پر ایمان نہ ہو آپ کی درستگاہوں میں قرآن کا مقام یہ ہو تو نحو ابن مالک پر ایمان اگر نحو قواعد زبان عربی ہے شعر میں پیش کرنا دلیل ہے کہ آپ کے اندر قرآن خلاف عنصر پایا جاتا ہے جس چیز کو قرآن نے ردمردود کہا ہے آپ اس کو آغوش میں لیتے ہیں سینے سے لگاتے ہیں دل میں جگہ بناتے ہیں حوزہ والے قرآن کی جگہ حافظ شیرازی فردوس نہیں پڑھتے ۔ علم شعر سے نہیں سکھایا جاتا ہے آپ کا شعر وشعراء سے لگاؤ شغف ان کو انسان نمونہ قرار دینا رومی اقبال جوش ملیح آبادی، بومان علی بلاذری انیس دبیر بواشاہ نقل نہیں کرتے ۔

حوزات ومدارس ضد قرآن ہونے کی مثالیں ایک دو چند پر ختم نہیں ہوتی اگر آپ کلمہ اسلام برائے حفظ جان ومال وناموس کے لیے نہیں سعادت دارین کے لیے پڑھا ہے آپ کو ایک دو شعر ہی منہ پر جاری کرنے سے احتیاط کرنی چاہیے اللہ نے قرآن میں شعراء کو غاوین کہا ہے جس کو قرآن نے نفی کیا ہے جس کو اپنے نبی کے لیے نازیب کہا ہے نبی کریم نے علی کو شعر گوئی کی اجازت نہیں دی تھی ۔

دور راشدین میں شعراء محضرمین جو پورے عرب میں ولولہ انگیزی کرتا ہے ان کے نام لیوا نہیں

تھے ،معاویہ کے دربار میں لائے گئےشعراء زیادہ نام نہیں بنا سکے چنانچہ عمر بن عبدالعزیز نے ان کے دربار میں آنے پر پابندی لگائی تھی ۔حسان بن ثابت کیلئے جو نبی کریم سے منسوب کلمات وکہانیاں بنائی ہیں وہ بعد میں گھڑی گئی ہیں ۔بنی عباس کے دور میں ایوان برامکہ میں پروان چڑھی ہیں ۔پھر کچھ سلاطین شراب نوش نکلے انہوں نے شعر کو دوبارہ اٹھایا۔آیات قرآن کریم سے آنکھ چرائی شعراء ۲۲۴ والی استثنا منقطع کو متصل بنا کر شعر کو اسلام قرآن کے خلاف دوبارہ اٹھایا۔

شعراء استثناء متصل ہے بے اساس بے بنیاد ہے۔نہ شعر کو استثناء حاصل ہے نہ شعراء کو مجامع شعراء قراطیس اسود تاریخ شعراء سیاہ قابل دھل نہیں ہے مگر پہیہ جس طرح پہلے چلاتے آئے ہیں آگے چلتے رہیں گے کیونکہ اللہ نے ابلیس کو قیام الساعہ تک مہلت دی ہے

ا۔جن شعراء کعب بنی ظہرین بن ابی سلمہ اور کعب بنی مالک حسان بن ثابت کو نبی کریم نے اجازت دی تھی یہ اجازت خصوصی اجازت نہیں تھی بلکہ ایک اجازت عمومی بنام دفاع دوران جنگ تھے جس حرب باطل بہ باطل کہتے ہیں ان کو اس طرح اجازت دی تھی کیا تم مین سے کوئی نہیں ان کو جواب دینے والا نہیں ہے فتح مکہ کے بعد عثمان نے اپنے برادر رضاعی جو کہ عبد بنی سرح نامی تھے نبی کریم نے ان کا خون ہدر کیا تھا جہاں ملے اس کو ماریں انہوں نے ان کو چھپا کے مسجد میں داخل کیا نبی کے حضور آپ سے ان کے لیے معافی اور درخواست کیا نبی کریم نے اعتناء نہیں کیا تیسری دفعہ نبی کریم نے فرمایا چلو معاف پھر آپ نے حاضرین سے فرمایا کیا تمہیں کوئی ایسا نہیں تھے اس مردود کو ماریں تو کسی نے عرض کیا آپ اشارہ فرماتے تو ہم کرتے آپ نے فرمایا یہ عمل انبیاء کے لیے جائز نہیں مشرکین قریش سے تین شاعر نبی کریم کو ہجو کرتے تھے وہ عبداللہ زہری عمر و بن عاص ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب کعب بن زہر کے خون کو نبی نے ہدر کیا تھا تو نبی کریم ان کے بارے مین فرمایا کیا تم میں سے کوئی نہیں ان کو جواب دیں تو کعب بن زہر ،کعب بن مالک اور حسان بن ثابت عبداللہ بن رواح نے جواب دیا ہے۔

اسماعیل سید حمیری وہ کیسانی مذہب کے تھے وہ محمد بن حنفیہ کی امامت کے قائل تھے کعب بن مالک

حضرت جب خلیفہ بنے تو ان کی بیعت نہیں کی تھی۔

شعراء اور اسلام۔

سید الحمیر ی متوفی ۱۷۲

بشار دین برد ۱۶۷

ابونواس ۱۹۸

مسلم بن الولید ۲۰۹

ابوالقیامہ ۱۲۲۱ ابوتمام ۲۳۲

دعبل کزاعی ۲۴۶

حماد عجرد ۱۲۶۱

مروان بن ابی صفیہ ۱۸۱

عمائد تجاہ علماء اعلام ذوالعز والاحترام بلتستان

قرآن میں امر کتنے معانی میں استعمال ہوا ہے مدخل ص ۴۵۸ قرآن میں امر کبھی خود امر کے معنوں میں استعمال ہوا ہے جیسا کہ یونس ۲۷۔۱۰۴ نحل ۹۱ شورای ۱۵ ہود ۱۱۲ اعراف ۱۲ کہیں صیغہ میں استعمال ہوا ہے جیسے اقیمو االصلوٰۃ واتو الزکوٰۃ جہاں صیغہ میں آیا ہے گیارہ مضمون میں آیا ہے

۱۔سب سے پہلے اولی معنی وجوب کیلیے آتا ہے جیسے اقیمو االصلوٰۃ واتو الزکوٰۃ

۲۔ندب کیلیے جیسے حکم مکاتبہ دلول

۳۔ارشاد معاملات میں گواہ رکھنا واستشھد واشہیدین من رجالکم

۴۔مباح کیلیے کلوا و اشربوا

۵۔تھدید۔۔۔اعملوا ما شئتم جو کرنا ہے کرو

۶۔اثنان کلوامما رزقنکم

۷۔اکرام وتکریم۔۔۔۔۔۔

۸۔تسخیر کونوا قرادۃً خاسئین

۹۔تفجیر فاتوا بسورۃ

۱۰۔اہانہ وان افکانت العزیز الکریم

۱۱۔توبہ توبوا

۱۲۔دعارب

۱۳۔اتمی

۱۴۔احتقار

۱۵۔تخلیق کن فیکو ن

قرآن سے منسوب مولفات کے اہداف وغایات۔

اثبات وجود کلمات غرائب القرآن

غرائب مادہ غرب سے غریب کا جمع ہے کلمہ غرب جیسا کہ مقائس اللغۃ ج ۲ ص ۳۱۵ پر آیا ہے غ۔ر۔ب اصل صحیح ،کلمہ غریب غیر منقاسیۃ ،لکنھا متجانسۃ فالغرب۔حدّ الشیی یقال؛ حذا الغرب السیف ویقولون؛ کففت من غربہ استغرب الرجل،اذابلغ فی الضحک ،بلغ فی اخر حد الضحک ،والغرب الدّلو العظیمیہ ،والغربان من العین مقدمھا وموخرھا،اتاہ سھم غرب اذیم یدرمن رماہ بہ؛والغرب اناء من ذھب وفضہ؛غروب الشّمس،کانّہبعد ھاعن وجہ الارض؛والغرابیب الاسود،کانہ مشتق من لون الغراب

مفردات راغب ج ۲ص ۱۹۰ پر آیا ہے

الغرب: سورج کا غائب ہو جانا۔ غربت تغرب غربا و غروبا: سورج غروب ہو گیا اور مغربالشّمس و مغیربھا کے معنی آفتاب غروب ہونے کی جگہ یا وقت کے ہیں قرآن میں ہے: ﴿رب المشرق والمغرب﴾ وہی مشرق و مغرب کا مالک ہے ﴿رب المشرقین ورب المغربین﴾ وہی دونوں مشرقوں اور مغربوں کا مالک ہے اور ہر اجنبی کعو غریب کہا گیا ہے جو اپنی جنس میں بے نظیر واانوکھا ہو اور غارب السنام کے معنی کوہان کی بلندی کے ہیں غرب السیف کے معنی تلوار کی دھار کے ہیں ﴿غرابیب سود﴾ کالے سیاہ ہیں

کتاب اسالیب البیان میں آیا ہے

حضور قرآن کریم:۔

رحاب سورۃ الناس اس سورہ مبارکہ میں خطرات عدم تحفظ کے شکار افراد پناہ دہندہ کے متلاشی اور صفات پناہ دہندہ بیان ہوئے ہیں اگر کسی کو احساس و خطرہ ہو کہ تو پناہ ایک ایسی ذات سے لیں جو تمھارا رب ہو مالک ہو خالق سے پناہ لیں جو تمھیں ذہنی پریشانیوں میں ڈالتے ہیں کہ وہ لوگوں میں شرور پھیلاتے ہیں وسوسہ پھیلاتے ہیں وسوسہ پھیلانے والے کو پہچانیں کہ کون وسوسہ پھیلاتے ہیں وسوسہ پھیلانے والے کی پہچان کیا ہے عام لوگوں کے لیے تنہا نہیں سب کے دشمن سب کے بدخواہ ہیں مفردات سورہ ناس اعوذ پناہ لینا مربی۔ ملک الہ الناس کس چیز کے بارے میں پناہ لیتا ہے لیتے ہیں شرور سے نقصان دہ چیزوں سے نقصان کون پہچاتا ہے ایک مصداق عمومی ہے مجرم ظالم ڈرپوک چھپ کے غیر شعوری طور پر نقصان پہنچاتے ہیں مصداق خاص انسان و جن خطاب نبی کریم سے مراد آپ کے علاوہ آپکی امت ہے

تخویف پناہ لیں جن وانس سے کلمہ۔۔۔۔ کہاں سے نکالا ہی کلمہ ضرر سیا نسان صالح کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا ہے۔

کیسے نقصان پہچاتے ہیں ایک۔۔۔۔ ہے انسان کو پہچاتے ہیں وہ اپنی جگہ کمزور ہے

علوم موسوم اسلامی جواسوقت مدارس وحوزات کے نصاب میں ہے پھر یہاں سے فارغ تحصیل خارج ہونے والوں کے ارشادات ہدایات دیگر مخبرین متکلمین سے چنداں مختلف نہیں ہے فرق ان کے لباس اور القاب میں ہے اخبار چاہیئے حیاتیات سے تعلق ہو یا دینیات سے خبر ہی رہتا ہے ، ہر خبر دوزاویے سے تحقیق ہونا ضروری ہے، ایک نفس خبر ہے یہ خبر خبر قطع نظر از مخبر صادق ہے یہاں احتمال صدق وکذب نہیں ہے جیسے اخبار قرآن یا وہ اخبار جوامت نے نبی کریم سے بلاواسطہ شفاہی سنا ہے عامتہ الناس کی خبریں اپنی جگہ دومرحلوں سے گزارنا ضروری ہے مضمون خبر واقعیت خارجی رکھتا ہے یا نہیں مضمون خبر از واقع خارجی قابل تصدیق ہے یا نہیں؟

۲۔خبر دہندہ کے حوالے سے تحقیق ضروری ہے چونکہ طول مسافت مکانی زمانی وساقط کثیرہ رویات کے راویان حکم مجہول الحال بنتا ہے اگر بغیر تحقیق عمل ردعمل پشیمانی کا باعث ہے یہاں تحقیق یا تنقید جرم ناقابل بخشش تصور کیا جاتا ہے اگر ان سے کوئی بڑا سوال کریں تو کہتے ہیں وہ کسی کو برداشت نہین کرتے اگر عوام یا ضعیف کی طرف ہو تو کہتے ہیں بڑا بننا چاہیں تو سب ہوسکتا ہے لیکن وجوہات احتمالات دکھا کر بالکل جواب دینے سے فراری اختیار کریں یہ بہت المیہ ہوگی اگر براوالے کسی کے حسد کہتے ہین اگر کوئی نہ پوچھیں تو منہ میں جو آتا ہے بولتا ہے یہاں سے مڑ کر کسی کا قصور تلاش کرین تو معلوم ہوگا ان کی درسگاہ ہے اور یہاں آ کر کس قسم کی تبلیغ کرتے ہیں اس کی بھی تحقیق ضروری ہے۔ یہان کونسا علم پڑھاتے ہیں یہاں صرف، نحو، معانی بیان، اصول فقہ، تیسرا کلام پڑھاتے ہیں۔ یہ چھ علوم بذات خود اسلام نہیں ہے چنانچہ خود دارباب مدارس وحوزات والوں کا کہنا ہے ان کو پڑھنے سے اسلام خود بخود آتا ہے اس طرح کے جواب بڑے درستگاہ سے فارغ ہونے کے بعد دیہات میں جا کر کہہ سکتے ہیں کراچی میں کوچنگ سنٹرز انگریزی زبان سیکھنے والے یہ کہیں انگریزی سیکھنے کے بعد سائنس خود بخود آتی ہے، اللہ کی کتاب خود بخود آتی ہے، ابھی کہنے لگے قرآن ہر کس وناکس کو نہیں آتا ہے۔ جیسے ہمارے مولی امیر المومنین نے آدم کو بنانے میں مدد کی اس کی مٹی کی خمیر بناتے تھے نوح کو

کشتی کو آگ سے نجات دلائے تھے۔

من لدن ان خرجت نطفہ آراء شخص جس کے بارے میں کہتے آیا ہے ان الدین لا یقاس باراء۔ چار کی طرف برگشت کرتے ہیں ابوحنیفہ نے نے کہیں نھی استاد سے پڑھایا کوئی کتاب پڑھی ہوذکر نہیں آیا ہے سواء جمادی سلیمان کے وہ بھی اپنی جگہ ضعیف بتایا ہے کوئی کتاب نہیں چھوڑی ہے اور جو کچھ ان سے منسوب ہے وہ ابو یوسف مفتی ہارون الرشید کی خواہشات کے مطابق تھے خود انہوں نے اعتراف کیا فتاویٰ خالص عقل سے دیتے تھے حسن شیبانی چونکہ ہارون رشید کے دفتر میں ہوتے تھے تو ایسے مسائل کو جمع کرتے تھے وہ ابوحنیفہ سے نہیں بلکہ ابو یوسف سے لیا مالک بن انس نے ابو یوسف سے لیا، مالک بن انس، محمد بن ادریس تینوں نفس الذکیہ کے داعی تھے۔ وہ اس منصب کا استحقاق اپنے خاندان کی بنیاد سے استناد کرتے تھے کہ ہم خاندان نبوت اس کے مستحق ہیں اگر منصب نبوت حضرت محمد کو خاندانی وراثت میں ملے تھے تو آج ان کے خاندان اس کے حقدار ہونگے یہ صرف خود نبی کریم کی کاوشوں زحمتوں سے بھی حاصل ملک شخصی تھی بلکہ مہاجرین وانصار مدینہ کی جانفشانی جان و مال کی قربانیوں فدائیوں سے حاصل تھی اگر اس کو کسی کی شخصی کاوشوں کا نتیجہ قرار دیں جب کہ ایسا نہیں تھے بلکہ پس پشت تائید نصرت ایزدی سے حاصل تھی لہٰذا امام صادق نے ان کو نصیحت کی تم خاندان کا نام نہیں اسلام کا نام لیں، ان کے باپ عبدالمحض کے دل حب اقتدار سے لبریز تھی لہٰذا ایک بیٹے کو اس منصب پر نصب کرنے پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ بیک وقت دونوں کو امام بنایا وہ اس کی تمہید میں خطبہ فدک بنایا ہے۔ ابوحنیفہ امام مالک محمد بن ادریس کی نفس ذکیہ کی حمایت کا سرہ اگر تلاش کریں تو خوارج سے ملتا ہے کہ آپ کے اسلام قرآن کے خلاف دفعات پر دفعات بلا جواب چھوڑوں اگر ایسا ہو میں مسلمان نہیں رہوں گا۔

علوم عربی کی تاسیس قرآن سے اخلاص پر مبنی نہیں تھی۔

اس کی ہدایت غیر عربوں کی روزگار تھی لیکن گزشت زمان کے بعد ان میں بدنیتی بھی پیدا

ہوئی، ان کو حاصل مقام سے انہوں نے انہوں نے عزت رفتہ یا انتقام از عرب کو اس کے اہداف میں شامل کیا یہاں تک ان کے لب ولہجہ سے مظاہرہ ہونے لگا، کتاب سیبویہ ضد قرآن متعارف ہونے لگی۔ یہاں سے انہوں نے اپنے عزائم کو چھپانے کیلئے اس علم اہداف عالیہ کو حفظ قرآن گردانتے ہوئے فساد لغت، لغت عرب کو عمر بن خطاب کے دور کو ہدایت بدایت فساد لغت گردانا بلکہ بعض نے اس سے بھی آگے خود رسول اللہ کے دور کو بدایۃ ۔۔۔۔۔ گردانا ہے یہ منطق ہر حوالے سے غلط ہے ، بے بنیاد ہونے کے شواہد کثیرہ ملتے ہیں۔

۱۔ ہر بدعت کو رسول اللہ کے دور یا خود رسول اللہ سے انتساب کرنا شروع کیا۔

۲۔ تہتر فرقے ، شیعہ علی، اصحاب نبی، اجتہاد، صدور فتاوٰی، اصول فقہ من جملہ ۔۔۔۔ در لغت عرب بھی فرمان رسول اللہ، وخلفاء گردانا گیا۔ یہ بات تمام قرائن وشواہد مسترد کرتے ہیں۔

۱۔ فساد لحن کو فتوحات گردانا جاتا ہے وہ ستارہویں سے شروع ہوئی ہے وہ عراق میں تھے ، مدینہ محفوظ تھے۔

۲۔ فساد بچوں سے شروع ہوتا ہے بڑوں سے نہیں۔

۳۔ عمر نے اس کیلئے کوئی چارہ جوئی کردار ادا نہیں کیا ہے حتیٰ عثمان نے بھی کوئی اقدامات نہیں کیئے۔

۴۔ تمام علماء نحو وصرف، تیقیح قواعد کیلئے شاہد وگواہ کیلئے تین دور قرار دیا، دور جاہلیت، دور نخضرین، دور اسلام تا بدایۃ مولدین کے اقوال کو قرار دیا ہے۔

۵۔ کلمۂ نحو اس علم میں عنوان بننے کی صلاحیر نہیں رکھتے ہیں، یہ اسم مکان ہے۔

۶۔ ابوالاسود دوئلی ایک شخص مشکوک امیر المومنین سے انتساب، مشکوک، زیاد بن ابیہ کے کاتب تھے۔

۷۔ عدم استناد نحوی از آیات، اقوال رسول یاران رسول سے گریزی۔

۸۔ نحوین میں سے کسی بھی شخص کی دیانت مثال ونمونہ نہیں بنے ہیں۔

۹۔ کسائی، سیبویہ سے پہلے ابوالاسود دوئلی سے ان تک افراد مشکوک تھے۔

۱۰۔ بدایۃ تاسیس سے ہی ان میں اختلاف دلیل ہے کہ یہ اچھی نیات کے حامل نہیں تھے۔

مدرسہ یسرنا القرآن اہل قرآن والوں کے لئے۔

یہ عنوان اس لئے انتخاب کیا ہے کوئی مسلمان دنیا میں نہیں ہوگا کہ وہ یہ نہیں جانتا اس کے نزدیک تمام کتب کی بنسبت یہ کتاب ہر حوالے سے جامع وکامل کتاب ہے اس کے مافوق کوئی کتاب نہیں وہ یہ بھی جانتے ہیں یہ کتاب مسلمان کی آئین سعادت دنیا وآخرت کی کتاب ہے اگر انسان پوچھے کیا آپ اس کتاب کے کچھ مواضع کی وضاحت کریں گے تو وہ بلا تامل کہیں گے میں نے قرآن کو با معنی نہیں پڑھا ہے ایک طرف سے وہ کہتے ہیں مسلمانوں کا آئین سعادت کتاب ہے دوسری طرف سے کہتے ہیں مجھے نہیں آتا ہے یہ اکثر وبیشتر مسلمانوں کا جواب ہے چلیں آگے بڑھتے ہیں قرآن سے وابستہ علماء اعلام سے عرض نیاز کریں قبلہ قرآن سے کچھ ہدایت ونصیحت فرمائیں تو کہتے ہیں میری نصیحت ہے آپ پہلے اپنے نماز روزہ وضو غسل تیمّم کے مسائل پوچھیں اگر نسل جوان کسی دینی مدرسۃ میں داخل ہونا چاہتی ہے کہ وہ قرآن سیکھیں حضور میں یہاں قرآن سیکھنے کے لئے آنا چاہتا ہوں تو وہ کہیں گے یہاں قرآن نہیں سیکھاتے یہاں اونچے درجے کا علم سکھاتے ہیں آپ فلاں محلے گلی میں جائیں وہاں کتبہ نظر آئیں گے یہاں تعلیم قرآن ہوتی ہے اگر وہ وہاں جائیں اور دریافت کریں کہ یہاں قرآن سکھاتے ہیں تو وہ کہیں گے یہاں صرف قرآن کی تلاوت سکھاتے ہیں نہیں میری مراد قرآن با معنی سیکھنا ہے تو کہتے ہیں کہ یہاں با معنی سکھانے والا نہیں ہے یا پوچھا جائے کہ حضور قرآن با معنی پڑھنا چاہتا ہوں تو وہ کہیں گے ایسا کوئی مدرسہ نہیں ملے گا کیوں اس لئے یہ کتاب ہر عام وخاص کی سمجھ میں نہیں آنے والی کتاب یہاں سے انسان مسلمان حیران وسرگردان ہو کے رہ جاتا ہے خود قرآن میں آیا ہے اللہ نے فرمایا ہے کہ ہم نے اس قرآن کو سمجھنے کے لئے آسان بھیجا ہے سورۃ مبارکہ قمر آیت ۱۷۔۲۲۔۳۲۔۴۰ اس چھوٹی سورہ میں چار بار تکرار سے آیا ہے کہ ہم نے قرآن کو آسان بھیجا

ہے جبکہ یہ حضرات اتفاق سے کہتے ہیں قرآن سمجھنا مشکل ہے اس کا حل کہاں سے ملے گا ہم قارین فیس بک سے اس بارے میں سوال چاہیں گے اس تناقض کو کیسے رفع کریں ہم تو یہ بھی کہتے ہوئے ڈرتے ہیں یہ تناقض کس نے چھوڑا ہے اللہ نے فرمایا ہے آسان ہے اور یہ کہتے ہیں مشکل ہے ہم یہ سمجھیں گے یہ اللہ کی کتاب پر افتراء ہے۔

قارئین کرام اپنی بساط کی حدود میں تلاش کریں اس سلسلے میں ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا تعاون کرے جو مسلمان قرآن بامعنی سمجھنا چاہتے ہیں سمجھنے والے اس کو سمجھائیں تو یہ تعاون خود قرآن کے مطابق ہوگا

تعاونو علی البر والتقوی

قارئین میں کوئی بڑا عالم دین نہیں ہوں اسی طرح نہ ہی عربی زبان کے قوائد پر بہت عبور رکھتا ہوں لیکن اتنا جانتا ہوں کس نے الفاظ وکلمات کے معنی یکسر نظر انداز کر کے عربی کلمہ کوثر کی بلتی پشتو پنجابی بنایا کس نے ڈنڈی ماری یا کسی نے سمجھنے کی کوشش کرنے کے بعد فرقوں سے ڈر کے تائید کی خاطر آیت قرآن سے خیانت کی کس نے اچھا سمجھا میں ضرور کہوں گا۔ قرآن کریم کی بہت سے آیات کی تفسیر غیر مربوط انھوں نے عمدا کیا۔ حتی بعض عربی زبان میں جد اعلی تک تسلط رکھنے والوں نے عام سہوا خطا نہیں بلکہ عربی کلمہ بالکل ہٹ کر اپنے فرقے کو ٹھونسا ہے وہ اپنے فرقے سے انحراف نہیں کر رہے تھے۔ فرقوں کی مشترکہ پالیسی ہے کہ انھوں نے اصل لفظ سے ہٹ کر دوسرے معنی رکھنے ہیں لہٰذا اصول تفسیر لکھنے اور آیت کی تفسیر کرنے والوں نے آیت کی تفسیر لفظی کو بعد میں رکھا ہے۔ یہاں سے پتہ چلتا ہے وہ کتنی ہی بڑی ہستی ہو انھوں نے اپنے فرقے کو ہی حق سمجھا ہے، انکا مقصد ہے انکی نظر کسی دوسری طرف نہ جائے۔ بطور مثال عاص بن وائل اور عمائدین قریش کا یہ کلمہ کہ انه ابتر آپ پر گراں گذرا تو اللہ نے آپ سورہ نازل کی کہ آپ کو تسلی دیں۔ آپ کو کئی جگہوں پر تسلی دی ہے جو ان سے مختلف ہے۔ ایک جگہ جب انقطاع وحی ہوئی تو آپ غمزہ ہوئے تو سورہ الضحی نازل کیا وہاں فرمایا الم

يجدك يتيما يا الم نشرح لكه ياايكا فى صدر حرج، یہاں بھی اسی طرح فرمایاانا اعطیك الکوثر۔

ومن جنایات مصرین اعم من الشیعہ والسنۃ تفسیر آیۃ الاحزاب ۳۳ مراد از اہلبیت علی و فاطمہ حسن وحسین لینا ہے یہ جنایت شیعہ اور سنی علی تفاوت قلیل اکثریت سنیوں کو دیا ہے تا کہ پلہ شیعہ بھاری رہے مقصد طرفین قرآن کریم کی آیات کو عسر الفہم کو نک فقیر و نیاز حدیث کامحتاج کرنا ہے غلط خالص صحیح ثابت تو نہیں ہوتا ہے لیکن تنازع تخاصم قائم کرسکتا ہے وہ انسان خسارے میں ہونگے جنہوں نے قرآن کو محکوم محصولات کیا ہے

ومن جنایات وتعدیات المفسر ین من تفسیر نساء ۵۹ آیت جہاں جہاں روایت ایک گروہ نے معصوم کی شرط لگائی ہے اولی الامر معصوم ہونا شرط ہے تو دوسروں نے فقہاء مجتہدین بے بس مسلوب الاختیار کو اولی الامر قرار دیا ہے دوونوں یہ تفاسیر قرآن واسلام سے مذاق اور مسلمانوں خیانت و جنایت برتنے کیلیے کیا ہے ----------اغلاط سے بھرے ہونے میں ان سے پہلے معنی ومفہوم عصمت واضح کرنے سے قاصر و عاجز امکان پذیر نہیں یہ شرط کہیں بھی قابل تحلیل نہیں چہ جائیکہ قابل عمل ہونہ ہی قابل ہے کہ ان سے سوال ہو

ا۔ آیا معصوم کسی قانون کے پابند ہونے کو کہتے ہیں یا خود انکا عمل قانون ہوتا ہے یا وہ اس قانون کے خلاف کر ہی نہیں سکتا ہے۔ اگر خود انکا عمل قانون ہوتا ہے تو پھر ہر کوئی یہ دعوای کرسکتا ہے اگر قانون باہر ہوتا ہے آپکے پاس دو ہستیاں ہیں دونوں معصوم ہیں ایک طرف امام علی اور ساتھ امام حسن ہے۔ ایک نے معاویہ سے جنگ لڑی دوسرے نے صلح کر کے اعتزال کیا۔

آپ کے عزائم ومنویات مکروہ تھے، اسلام کے بدیل شیعہ نہیں ہو سکتے تھے، سنی بھی نہیں ہو سکتے تھے، مجامع اکاذیب کو بخاری، بحار، ستہ واربعہ کو سر چھپانے کی جگہ چاہیئے تھا تو قرآن کی چھت

بنائی اندر سے قرآن کومطعون کیا جس طرح سوتیلی ماں سوتیلی اولاد سے کرتے تھے کیا ہے۔

نماز قصر قرآن میں حالت جنگ کے لیے مخصوص کیا ہے اگر تیمّم کرین حالت خوف شامل ہوسکتا ہے لیکن کلومیٹر چاہے چالیس پچاس کیوں نہ ہون چارس پانچ سوقصر ہونے کا کوئی جواز نہیں ہے کتب فقہ میں جوتشریحات آئی ہے وہ نص حکمی ہے وہ مصدر نہیں۔

نماز اور روزہ حج عبادات ہیں یہ چھوٹ جانے کے بعد قضا کا حکم نہیں ہے اور نہ کسی کو اجارہ میں دے سکتے ہین کوئی اور انسان عبادات کی قصد وقربت نہیں کر سکتے ہیں۔

علم اصول فقہ جس میں فارمولا اجتہاد بنایا وہ فارمولا اور نحو سے مرکب کوئی قائدہ جوقرآن کومحکوم کرنے کے بعد اس کو بٹھایا۔

مفسرین وآیۃ مودت امان معنی ودد واومصاعف دال جیسا کہ مفردات میں آیا ہے ابودمحبۃ الشئ وتمنی کو نہ کسی چیز کے ہونے حصول کے معنوں میں آتا ہے ولا اور محبت دونوں ایک دوسرے کے معنوں میں آتا ہے تمنی من معنی ودد تضمیں ہے تمنی کا معنی تشہی ہے جو چیز چاہتے ہیں وہ حاصل ہو جائیں روم۲۱، مریم۹۶، انفال ۶۳ شوری برود۶ ، ھود ۹،مائدہ۵۴، معنی مودت تمنی ہے عمران۶۹، حجر۲ ، عمران ۱۱۸، بقرہ ۱۰۹، نساء۸۹، معارج ۱۱، مجادلۃ ۲۲ ، ممتحنہ ۱۔۱۱

محبت مودت یکے از غرائز انسانی میں سے ہیں جو ہر انسان چاہے کافر مشرک ملحد ہو منافق ہو یا مسلمان مومن زاھد پارسا عالم ہو بلکہ بعض جگہ مسلمان کافر سے کافر مسلمان اجنبی سے محبت کرتے ہیں یہ متعلقات امر ونہی میں نہیں آتے ہیں اگر کہیں اس کا تقاضا ہو جائیں وہ تحتی کی حد تک ہوتا ہے وجوب نہیں ہوتا۔

محبت مودت خود حاصل کرنا مشکل ہوتا ہے اس کے تقاضے پیدا کرتے ہیں۔

تقریب المذاہب والے ذولسانین ذوسنانین ذووجہین ذوقلبین ہوتے ہیں ساحرانہ کردار رکھتے ہیں۔

سادہ عام مسلمانوں کو یہ دیکھاتے ہیں وہ امت اسلامیہ کولاحق مشکلات کا حل نکالنا چاہتے ہیں امت کے درمیان حائل دیواروں کوگرنا چاہیے وہ نئے سرے امت بنیان مرصوص جیسا بنانا چاہیے اب دشمنان اسلام کی نیند حرام ہوگی لیکن اجلاس ابن خطلات کلمات ذومعنی یا کلمات متشابہات استعمال کرتے ہیں۔

نبوت حضرت محمد عالمی ہے

انعام ۱۹ ۔ ۲۰

صفات القرآن

۱۔احسن الحدیث۲۳ زمر الحدیث کہف۶

۲۔البرھان ۱۷۴ نساء

۳۔بشرالمومنین ۹۷ بقرہ، ۸۹ نحل، ۱۰۲ نحل، ۹ الاسراء

۴۔بصائر اعراف ۲۰۳

۵۔البلاغ ابراھیم ۵۲

۶۔البیان عمران ۱۳۸

۷۔التبیان ۸۹

۹۔ التذکر طہ ۱۰۳، غافر ۴۸ ، مزمل ۹، مدثر۵۵

۱۰۔تنزیل شعراء ۱۹۲

۱۱۔ حبل اللہ عمران ۱۰۳

۱۲۔الحق بقرہ ۹۱، یونس ۱۰۸، رعد ۱۹، سجدہ ۳، محمد ۲

۱۳۔الحکم رعد ۳۷

۱۴۔الحکیم القرآن ۵۷

۱۵۔ الذکرالحکیم کتاب الحکیم یونس ۱، یٰس ۲

۱۶۔ذکریٰ للمومنین اعراف ۲

۱۷۔ الرحمۃ انعام ۱۵۷

۱۸۔الروح شوریٰ ۵۲

۱۹۔الصدق انعام ۱۱۵

۲۰۔العدل انعام ۱۱۵

۲۱۔العربی یوسف ۲

۲۲۔العزیز فصلت ۴۱

۲۳۔الفرقان بقرہ ۱۸۵، عمران ۴

۲۴۔ قرآن بقرہ ۱۸۵

۲۵۔القول مومنون ٦۸

۲٦۔القیم کھف ۱۔۲

۲۷۔الکتاب بقرہ ۸۹، ۱۲۹، ۱۵۱

۲۸۔ الکلام واقعہ ۷۷

۲۹۔کلام بقرہ ۷۵

۳۰۔مبارک انعام ۹۲

۳۱۔المبین مائدہ ۱۵

۳۲۔مثانی حجر ۸۷

۳۳۔مجید ق ۱

۳۴۔ مفصل انعام ۱۱۲

۳۵۔المھیمن مائدہ ۴۸

۳۶۔الموعظہ عمران ۱۳۸

۳۷۔ نور نساء ۱۷۲

۳۸۔الھدی بقرہ ۲

۳۹۔وحی نجم ۴

علم وجوہ القرآن ونظائر نیشاپوری۔۔۔ ص ۳۰۵

اس کے بارہ معنی آئے ہیں

۱۔مقابل جہل وانتم تعلمون بقرہ ۲۲ انی اعلم مالاتعلمون بقرہ ۳۰ لاعلم لنا الی ماعلمتنا بقرہ ۳۲،

۲۔ الھام وعلم آدم الاسماء بقرہ ۳۱، خلق الانسان علمہ البیان رحمٰن ۳۔۴ علم الانسان مالم یعلم علق ۵

مصادر مساکن

تفاسیر

۱۔تفسیر شعراوی شیخ محمد متولی شعراوی

۲۔من ھدی القرآن سید محمد تقی مدرسی

۳۔المیزان فی تفسیر القرآن محمد حسین طباطبائی

۴۔الفرقان فی تفسیر القرآن محمد صادقی تہرانی

۵۔تفسیر الکاشف محمد جواد مغنیہ

۶۔تفسیر فخر الدین رازی

۷۔من وحی القرآن محمد حسین فضل اللہ

۸۔دورار النظم محمد بقاعی

۹۔جامع القرآن قرطبی

۱۰۔درالمنثور جلال الدین سیوطی

۱۱۔تفسیر الطنطاوی

تہافتات المفسرین

مستشرقین ومتجددین منافقین کے اسلام کے خلاف نقلات تہدیدات کے جواب میں بعض علماء وجوامۃ مسلمۃ کوسلانے کی ذمہ جنہیں سونپی گئی ہے کہتے ہیں امت مسلمۃ کووہ روزگار کا سامنا نہیں جودنیا مسیحی کولاحق تھیں ان کے پاس تورات انجیل بصورت اصلی وحی موجود نہیں جبکہ امۃ مسلمۃ کے پاس قرآن اورسنت محمد بصورت اصلی میں موجود ہے امت مسلمۃ اوردنیا غرب دونوں کوحالات عشتیاق میں رکھا ہے قرآن بصورت اصلی موجود ہے تلاوۃ کی حدتک پڑھتے ہیں سمجھنے کی اجازت نہیں ہے جبکہ سنت بمعنی قول وفعل وتقریر رسول توراۃ انجیل سے بدتر پراکندہ قیل وقال میں موجود اما قرآن کے نام سے جوتفاسیر موجود ہیں وہ بقول غزالی تہافتات مفسرین ہیں وہ خرافات مسلمین یہود ہیں جن کومسلمان روایات سازوں نے عربی میں ترجمہ کیا ہوا ہے ذیل میں بعض تہافتات مفسرین پیش کرتے ہیں۔

۱۔احزاب ۳۲۔۳۳ اور ۷۲

۲۔شوریٰ ۲۳

۳۔نساء ۵۹

۴۔مومنون ۱۰۰

۵۔شعراء ۲۲۴

۶۔یوسف ۲۶۔۲۷

کتب تفاسیر وقصص انبیاء وتراجم پیشگویاں اسرالیات سے پر ہیں اامثال البیان طبری درمنثور جلال الدین سیوطی

۳۔جامع احکام قرطبی

۴۔نورالثقلین جویزی تفسیر صافی فیض کاشانی برھان ہاشم بحرانی ذیل میں کچھ نمونہ پیش کرتے ہیں۔

کتاب تفسیر المفسر ون محمد ھادی معرفت ج۲ ص۱۴۱

طبری نے امرۃ ملکین بہ بابل ہاروت وماروت سے ابن عمر ابن مسعود علی ابن ابی طالب ابن عباس مجاہد وکیف احناد وغیرہ سے نقل کیا ہے۔

تفسیر آیات بہ حدیث از کتاب الکافی فی اللغۃ علامۃ شیخ طاہر الجزائری الدمشقی ۱۳۳۸ ص ۴۳ تحت عنوان التنبیہ لا یسوغ الاستهشاد علی حکم من الاحکام با لاحادیث المذکورة فی کتب اللغة مالم یبحث عنها فی کتب الحدیث و ینبت صحتها و ذلک لکثرة ماوقع فیها من الاحادیث التی لم یقع عند آئمة الحدیث واضف ماوقع لهم اطلاق الحدیث علی الموقوف و فی ذلک من الابهام مالا یخفی علی اولی الافهام قال اہل العربیة انشاهد ما یوقی به لاثبات القواعد النحویة او الالفاظ

العوية او ما آشبه ذلک من فيتدل منه بما ثبت انه قال على اللفظ المروى و ذلک نادر جدا و انما يوجد فى الاحاديث مردى باالمعنى و قد تداولـہا الايجاہم و المولدون قبل تدوينہا فرووها بمادت اللہم عباراتہم فزادو و نقصوا و قدسواواخرو۔ وابدلوالفاظا بالفاظ ولہٰذاترى الحديث الواحد فى القصه الواحدة مرويا على شئى وجوه بعباراة مختلفه ومن ثم انكر على ابن مالک اثباية القواعد النحويه با الفاظ الواردة فى الحديث

عربی زبان میں

ایک چیز کے لئے چند الفاظ کا ہونا جسے مشترک لفظی کہتے ہیں یا ایک لفظ کے چندیں معنی ہونا ہے جسے مشترک معنی کہتے ہیں۔ یہ عمل بطور مجاز استعمال ہوتا ہے جہاں نئ معنی مراد ہونے کے قرائن دیا جاتا ہے ایک مسلمۃ بلا اختلاف مسئلہ ہے یہ بحث قرآن کریم میں کثرت سے پائی جاتی ہے چنانچہ ایک لفظ کے چندیں معانی میں قرآن میں آیا ہے کے بارے میں علوم قرآن کے متعدی علماء نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔

چنانچہ محمد نورالدین منجد نے اپنی کتاب الاشتراک اللفظی فی القران الکریم میں النظریہ والتطبیق میں ۳۵ کتابوں کا ذکر کیا ہے لیکن تفسیر قرآن لکھنے والوں نے ایک ہی لفظ کو شیعہ یہ کہتے ہیں سنی یہ کہتے ہیں بطور مثال اہلبیت سنی ازواج کو کہا ہے جبکہ شیعہ علی فاطمہ حضرات حسنین کو کہتے ہیں۔

الراسخون فی العلم سنی عبداللہ سلام کو کہتے ہیں جبکہ شیعہ اہلبیت کو کہتے ہیں لیکن اولی الامر سنی فوجی سر براہوں علماء رفقات کو کہتے ہیں یہ کلمۃ اپنی اصل کتب معاجم میں کس معنی میں استعمال ہوا ہے۔

مستعملات کلمات مفسرین خلاف عربی اصلی جاہلیت وعربی قرآنی ہے اس کی واضح مثال بیان آیت کی

ابتداء میں لکھتے ہیں۔

امالغتہ جبکہ کلمۃ مستعملات مولدی شعوبی تھے وہ ضد قرآن اور ضد عربی تھے کلمۃ اللغتہ عربی قدیم میں مستعمل نہیں تھے چنانچہ کتاب فقہ اللغتہ فی فقہ دلالۃ اصالت حعصت کلمات

عربی سمجھنے کی علم ص ۱۲ا پر لکھتے ہیں دکتور حسین فلا فلا نے لکھا ہے کلمۃ لغت ۴ تر دد مستعملہ فی کلام عربی یعتد یہ والعرب الخلص مم یکولون لیعلمون کلمۃ اللغتہ فی کلامھم وانما کانوں کثیرھم من الامم امامیہ بل اکثر اسلام الارض یتکلمون کلمہ لسان

قرآن میں کلمۃ لسان استعمال ہوا ہے نحل ۱۰۳ ابراہیم ۴، شعراء ۱۹۴ روم ۲۲

کواشف عن خبایا عن مفسرین قرآن کریم

جل واکثر مفسرین اگر قاطبہا کہنے سے احتیاط برتیں تو ہم جل واکثر مفسرین بقطع جازم کہہ سکتے ہیں وہ خالص بلا مشوب مذاہب میسر نہیں ہے تمام علمی صلاحات عشق بقرآن وہ خود ایک بذل تنزیل ناپذیر دیوار سد کے سامنے مقید ہیں کہ قرآن کریم کی تہیں وتوضیح بطور مستقیم خود قرآن سے کریں وہ خود یمن عہدی حاکمیت سنت بر قرآن قرآن کی آیات کی تفسیر توضیح کریں اس مدعی کے بارے میں چند اہم برگزیدہ معروف شخصیات متعدی قرآن ہے وہ قرآن خود صالم بع دیگران ملتی ہے خود محمد مصطفیٰ قائل نہیں ہیں۔

۱۔ دنیا کے بارز ترین علماء کا کہنا ہے قرآن کی برتری فصاحت وبلاغت کے راز اس کے نظم حروف کلمات جملات آیات میں ہے چنانچہ دکتور عنایت اسد سبحانی نے البرھان فی نظام القرآن کے نام سے ایک تصنیف کی اس کتاب تقریظ لکھنے والے اس کی مخالفت عدم رضایت کیا۔

۲۔ ابوالفضل برقعی مظلوم نے اصول کافی کے باب الحجۃ میں آئمہ کی امامت سے متعلق روایات کو عن متن وسند کے علاوہ خلاف قرآن متصادم قرار دیا اس کتاب کو کسی بولو جی نے عربی میں ترجمہ کیا اس پر سعودی کے عالم دین نے تقریض لکھی چونکہ یہ شیعہ عقیدہ کے خلاف تھے وہ خوش تھے لیکن قرآن کو

مقدم حاکم گردانے پر راضی نہیں تھے نقد کیا۔

۳۔جامع احکام فی التفسیر القرآن قرطبی نے دس ضخیم جلد تفسیر لکھی مقدمہ میں حاکمیت قرآن کو رد کیا ہے۔

۴۔امام خمینی نے انقلاب کامیاب ہونے کے بعد چند اور درس تفسیر قرآن دینا شروع کیا تو آپ نے فہم قرآن بغیر وصل با جاھلیت امکان ناپذیر قرار دیا۔

۵۔پاکستان میں علاقہ محمد حسین سرگودھا علامہ محسن نجفی اسلام اناس صلاح الدین کراچی تمام آیات کی تفسیر آئمہ سے منقول روایات ولو آیات سے متصادم ہی کیوں نہ ہو کیا۔

۶۔آقائی نجفی نے ہدایہ تفسیر میں امیر المومنین کو سماعت وحی میں شریک رسول اللہ گردانا ہے۔

اقوال اہل کتاب

۱۔عمران۱۰۹ و اکثر هم فاسقون

۲۔بقرہ۷۸ ومنہم امیون لا یعلمون الکتاب الامانی وان هم الا یظنون

۳۔ جمعہ ۵ مثل الذین حملوالتورٰۃ کمثل الحمار یحمل اسفالا۔

نساء۵۹ فخرالدین رازی اجماع امت اجماع کی حجت پر اس آیت سے استدلال کیا ہے المراد باولی الامر

۱۔الراشدوحہ

۲۔امراءسوایا عبداللہ بن خذافۃ سہمنی علی مرتد خالدین۔۔۔

۳۔الصلحاءالذین یفتنون فی الاحکام شرعیہ

۴۔امام المعصوم

فخرالدین رازی نے اولی الامر سے پانچ اقوال نقل کیے ہیں۔

۱۔الراشدون

۲۔اجماع الامر

۳۔امراءسرایا

۴۔سلاطین

۵۔العلماءالذین یفتنون

۶۔امام معصوم

علماء نے ملت کواسلام مخالفین لڑنے کی مار پٹاخے دیا

مغرب اور مغرب ہمارے دین کے رسالوں کے منکر ہے۔

۱۔وہ احادیث کونہیں مانتے بس کہتے ہیں احادیث رسول اللہ کے منع کرنے کی وجہ سے بروقت نہیں لکھ سکے تھے خلفاءراشدین نے بھی اجازت نہیں دی تھیلہٰذا بعض نے تیسری صدی میں مراکز سے دور شہر ھامنافقین میں جمع آوری ہوئی تھی اس میں کونسی خرابی ہے

۲۔مغرب ومغرب نوکر ہماری تقلید کونہیں مانتے کہتے ہیں علماء کودلیل دینے کا مطالبہ بھی لذت آنے کی وجہ سے تقلید نافذ کرنا پڑا تھا جس طرح کلیسا نے کہا تھا صرف ہم نے پہلے نہیں کئے تھے۔

۳۔دشمنی عاری اجماع کونسی گرچہ امت کسی بھی تاریخ میں کسی جگہ جمع نہیں ہوئی تھی لیکن قرآن سے اعراض کرنا ضروری تھا۔

حدیث کا جمع ابھی نہیں ہوا تھا ایک ہونے کا فتواء دینا شروع کئے تو لوگ نہیں مان رہے تھے تو ہم نے دعویٰ اجماع کیا۔اس میں کیا خرابی ہے۔

۴۔مغرب کہتے ہیں اس فقہ کو بدلو ہم کیسے بدلیں دوسوصدی سے چلی آرہی ہے اس وقت حدیث بھی نہیں تھی نظام چلانے کے لئے ایسی فقہ کی ضرورت تھی۔

مغرب فلاسفر کہتے ہیں عزاداری کیا ہے جبکہ ہمارے علماء نے کہا ہے ہمیں اس سے بہت فائدہ ہوا تھا امام خمینی نے فرمایا تھا یہ مارنے والوں کی سینے پر نہیں لگتا ہے امریکا پر لگتا ہے لیکن ان کی فولادی زرہ

کی وجہ سے اثر نہیں ہوئے اس میں عزاداروں کا کیا قصور۔

---

۲۸ جون ۲۰۲۱

قرآن کو اس کے مقام سے گرانے کے لیے مولفات نفاقی کے اعداد وشمار حد واعصاء سے باہر ہے سب سے زیادہ تصنیفات تحریف قراان کے بارے میں لکھا ہے کشفا الغطاء عن تحریف کتاب رب الارباب تالیف محدث نوری الفرقان دراسات فی القرآن علی محمد اصفی لجوت فی تاریخ القرآن وعلومۃ ابوالفصل میر محمدی التحقیق فی نفی التحریف سید علی الحسینی میلانی التفسیر والمفسر ون محمد ہادی معرفت التفسیر و المفسر ون محمد حسین ذہبی درمنثور جلال الدین سیوطی برھان ہاشم بحرانی تفسیر الصادقی جامع احکام القرآن الکوثر نورالذھان وتفاسیر فرق انہوں نے اپنے فرقے کو اٹھانے کے لیے قرآن کی تنقیص کی ہے

تفاسیر قرآن کی ضد میں لکھے جانے کی شوائد وقرائن۔

۱۔تفاسیر قرآن کے خلاف لکھنے کی بہت سے شوائد وقرائن پائے جاتے ہیں ذیل میں چند نمونے پیش کرتے افہم آیات کے بہانے اشعار جس ے قرآن راہ اہ کنند وشوائد کہا ہے خود قرآن فہمی کے لیے استعمال کیا ہے یہ پہلا دلیل تفاسیر ضد قرآن ہے۔

۲۔قرآن میں یہود نصاری دونوں کو دشمنان اسلام قرآن محمد کہا ہے اس کے باوجود قرآن کی تفاسیر اسرائیلی روایات سے تفسیر کیے ہیں۔

۳۔روایات حجت ہونے کے لیے روایات کی تصحیح اسناد کو باالاتفاق ضروری اا ور واجب گردانا گیا تھا اس کے باوجود کس بھی تفاسیر میں کسی بھی روایت کے صحت وسقم پر بحث نہیں کی ہے۔

۴۔جس قرآن کو خالق قرآن نے ھذا بیان لناس کیا ہے اس کے لیے انہوں نے ظنی الدلالہ کہا ہے۔

۵۔قرآن خود قرآن کے مطابق ایک جامع کامل لانقص کتاب تھا احادیث نے اس کے

نقائص بتائی۔

۶۔تفسیر اسرائیلی روایات کی جوتقسیم بندی کی اس میں بعض مجملات کی تفسیر جیسے عبدالصالح کے نام خضر بتایا ہے یہ قرآن سے مذاق ہے اس طرح دین عندہ علم الکتاب کو آصف برخیا بتایا ہے۔

الفرقان فی تفسیر القرآن مفسر شیخ محمد صادق الطہر انی نقل از تفسیر ومفسرون ہادی معرفت ج ۲ ص ۴۷۲ یہ تفسیر ۱۳۹۷۔۱۴۰۷ھ تک کے دورانیہ میں تکمیل پایا یہ تفسیر بصورہ تدریس درحوزہ نجف قم میں مکمل کو پہنچا۔

تفاسیر قرآن علم قرآن ہونے کے شوائد وقرائن۔

تدوین تفاسیر تیسری صدی کے آخر میں لکھی ہے سب سے پہلے جوتفسیر تدوین پالی وہ تفسیر طبری ہے۔محمد ہادی معرفت تفسیر ومفسرون ج ۲ ص ۳۱۲ پر لکھتے مولف تفسیر جامع البیان ابوجعفر محمد بن جریری بن یزید بن غالب طبری متولد ۲۲۴ متوفی ۳۱۰ ہادی معرفت لکھتے ہیں انہوں نے زیادہ ترفضاء پر کیا ہے کسی بھی جگہ حدیث صحیح وسقیم میں تمیز نہیں کی ہے کسی بھی روایت کے بارے میں اظہار نظر نہیں کی ہے جرید محدثین حشویہ سے تعلق رکھتے قصص کہانیوں سے پر ہے طبری طرفین کے تاریک ج ا ص ۲۱۵ ذہبی لکھتے ہیں ضامع بیاں سب سے پہلا تفسیر ہے گومرجع تمام تفاسیر بعدی ہے ابن جریر نے اپنے تفسیر شعر قدم کی طرف زیادہ رجوع کرتے تھے ابن جریر نے اپنے تفسیرین میں محمد بن سائب مقاتل بن سلیمان محمد بن عمر وواقدی سے نقل نہیں کیے۔

راسخین فی العلم یہاں دو بحث ہے ایک معنی رسوخ ہے کس چیز کا استقرار گہرئی میں ریشہ دوانی کو کہتے ہیں راسخ فی العلم یعنی جس علم میں وہ رسوخ پایا ہے وہ شعبہ پذیر نہیں ہے۔

صاحب عمدۃ الحفاظ نے اپنی اس کتاب میں کلمہ راسخ کے بارے میں لکھا ہے الراسخون التابیون المستقرون الرسوخ فی الاجل ثبوت الشئی بتمکن رسخ الغدیر پانی زمین کے اندر گئے ہیں اس تناسب سے جس کسی نے علم میں یکشگی حاصل کیا اس کی راسخ فی العلوم کہتے ہیں کہتے علم ان کی رگ و خون میں سرایت کر گئے ہیں جزءِ روگ وخون ہو گئے اگر کوئی شعبہ عارض ہو گیا تو تردد نہیں ہوتے

لیکن یہ ممکن نہیں کسی کبھی انسان یہاں یہ سوال پیش آتا ہے الف دم جوالعلم میں لگا ہے وہ کونسی ہے الضلام استطر ن تونہیں بن سکتا ہے ایک نسان کے اندر تمام علوم رسوخ نہیں کرتے اگر کوئی شخص بہت سے علوم میں صاحب سند بنے تمام علوم راسخ نہیں کرتے اگر کوئی شخص بہت وما اوتیتم من العلم ال قلا یلا لھو جس کسی کو بھی راسخ فی العلم کہیں گے وہ دوسوال ہوگا ایک کونسی عل میں راسخ ہے اس کے اس علم کی سند کیا ہے تنہا دعوی کافی نہیں ہے مسلمانوں کا ایک فرقہ ہے وہ اسلام کے اصول ومبانی کوخراب کر کے قرآن کی آیات کوتہ وبالا کر کے محمد کو کنارے پر لگا کر اس دین میں سراخ پیدا کریں انہیں لہذا جہاں جہاں آیات قرآن میں کوئی آیات متشابہات ملے وہ حصہ ڈالتے۔

راسخین فی العم کا معنی کیا ہے ان سے مراد کون لوگ ہیں سورہ عمران کیآیت ۷ میں واقع یہ کلمہ بھی دوسروں سے حق فہم قرآن چھین کر اپنی جولان گاہ بنانے والے مفسرین نے یہاں بھی قرآن سے روکنے کے لیے ہاتھ پیر مارے ہیں پہلے دیکھتے ہیں راسخ کا کیا معنی ہے اور یہاں کون مراد ہے مقائیس قرآن ج اص ۴۶۵ پر آیا ہے ر۔س۔خ اصل واحد یدل علی ثبات ویقال رسخ ثبت وکل راسخ ثابت یہ کلمہ قرآن میں دودفعہ آیا ہے عمران ۷۔نساء۱۶۲ انساء۱۶۲ ا راسخین فی العلم دوقسم کے بنتے ہیں ایک ولم مزعوم وہ علم نہیں ہے ہوخود کو عالم سمجھتے ہیں اس کے پاس اپنی علم کا کوئی سند نہیں رکھتا ہے دوسرا وہ شخص ہے وہ جو علم رکھتا ہے وہ اس بارے میں سندر کھتا ہے دلیل رکھتا ہے نساء۱۶۲ ا یہودیوں کے ان علماء کی تعریف کرتے ہیں جن کو پتہ ہے کہ محمد جوابھی عبداللہ سلام نے ایمان لانے کے بعد کہا میں محمد کو اس طرح پہچانتا ہوں جس طرح اپنی اولاد کو پہچانتا ہوں عبداللہ سلام نے نبی کریم سے کہا کہ آپ پہلے یہودیوں سے میرے بارے میں پوچھیں کہ میرا مقام ان کے نزدیک کیا ہے راسخین فی العلم کا معنی تمام علوم لینا مغالطہ ہے غلط فاحش ہے انتساب باامیر المومنین دینا امیر المومنین خیانت اہانت ہے علم مضاف ہے مضاف الیہ مانگتا ہے علم کے مضاف الیہ تک پہنچا ہے

مفسرین قرآن کا تمسک بقرآن غایت توسل باہداف قوم باطنیہ ہے کہ قرآن کو معمی مشکل بنائیں کوئی تمسک بقرآن کرنے کی ہمت جرائت نہ کریں کیونکہ تصدی قرآن فرقوں سے باہر والوں

کے لیے شجرہ ممنوع ہے وہ اس کے لیے آیات متشابہات سے تمسک کرتے ہیں اور خود متشابہات کے معنی بیان کرنے سے جو معانی باطنیہ کرتے ہیں اس کو قرآن کے نام سے اخذ کریں اپنی تفسیر یا شیعہ کا تفسیر اختلاف بتائے۔

معانی انفس ۔

انفس جمع نفس جیسا کہ معاجم میں آیا ہے روح کو کہتے ہیں نفس بمعنی ارادہ بھی آتا ہے کتاب وجوہ ونظائر نیشا پوری ص۳۲۳ پر آیا ہے اس دس معنی بیان کیے ہیں۔

۱۔ انفس بعینہ یعنی خود ذات بقرۃ۹

۲۔ بعض بعض فاقتلوا انفسکم بقرۃ ۵۴ بقرۃ ۸۵

۳۔ بمعنی منہم اذ بعثت فھم رسولا منہم عمران ۶۴

۴۔ بمعنی اہل دین ولاتقتلوا انفسکم یعنی اہل دین نساء۲۹

۵۔ القلوب وقل لھم قولا بلیغا نساء۶۳

۶۔ انسان من قتل نفسا بغیر نفس مائدہ۳۲ مائدہ ۲۵

۷۔ بمعنی ارواح اخرجوا انفسکم انعام۹۳

۸۔ نفس قبائل قد جائکم رسول من انفسکم توبہ ۱۲۸

۹۔ امہات نور۱۲

۱۰۔ الاہل توبہ ۶۱

وجوہ ونظائر سلیمان بن مقاتل ص۱۲۰ انفس کے چھے معنی بتایا ہے۔

۱۔ قلوب وماتہوی الانفس نجم۲۳ وماابری نفس یوسف ۵۳ ونعلم ماتسیس بہ فای الصدور ق ۱۶ اولکم اعلم عبائی نفوسکم اسراء۲۵۔

۲۔ نفس انسان النفس الانفس بالنفس مائدہ ۴۵ مائدہ ۳۲

۳۔ اہل دینکم نساء۲۹ توبہ ۱۲۸

۴۔روح روح انعام ۹۲ زمر ۴۲

۵۔یقبل بعضکم بعضا بقرۃ ۸۵

نفس کے دس مصادیق

۱۔بعینہم یعنی خود انما انفسہم بقرہ ۹

۲۔بعضہم للبعض فاقتلوا انفسہم بقرۃ ۵۴۔۸۵

۳۔بمعنی منہم العمران ۱۶۴

۴۔اہل دینکم نساء ۶۳

۵۔قلوب نساء ۶۳

۶۔الانسان مائدہ ۴۵

۷۔بمعنی روح فجر ۲۷

۸نفس قبائل توبہ ۱۲۸

۹۔الامہات نور ۱۲

۱۰۔اھل نور ۶۱

۱۔قرآن فہمی میں کلمات سیاق وسباق کے بارے میں اصول کلام کے تحت حکم قرآن کے تحت تعقل کرنے کو تفسیر برائے کہ کر منع کر کے صرف اپنی معانی کو ٹھونسا ہے عقل استعمال کرنے کی مذمت کے بارے میں کتاب علوم القرآن عند المفسر ین ج ۳ ص ۲۴۹ پر آٹھ احادیث اہل سنت سے اور سات روایات شیعوں کی نقل کی ہیں جن میں فہم قرآن کیلئے عقل استعمال کرنے سے شدت سے منع کیا ہے۔قرآن اللہ کا انسانوں کے عقل سے خطاب ہے۔عقل ہی پر تمام احکامات ایمانیات عملیات اخلاقیات کی ادائیگی متوقف ہے۔ایک طرف فہم القرآن میں رائے داخل کرنے سے منع کرتے ہیں یہ مشرکین کی اس اعلان کو دھراتے ہیں ''لا تسمعو لھذا القرآن'' قرآن کو نہ سنو ''الغو

فیہ''شور شرابہ کرو۔ یہ اعلان جنگ ہے قرآن کے خلاف محارب قرآن بننے سے جان چھڑانے کیلئے حدیث کا نام لیتے ہیں کہ قرآن کو حدیث سے سمجھائیں، حدیث کسی کی بھی ہو، قول صحابی ہو، قول تابعی ہو، قول اہلبیت ہو۔ جھوٹ کیلئے جھوٹ بولنا ہی پڑتا ہے احادیث تیسری صدی میں سامنے آئی ہیں ۔معانی قرآن میں وقت نزول قرآن معاصر خلوت وجلوت رسول اللہ میں شاہد حضور والے ہستیوں سے خاص کر اپنی کفالت میں پرورده علی اپنے دور تک ابوبکر وعمر سے معانی قرآن کے بارےء میں کوئی حدیث نہیں آئی ہے تو لکھتے ہیں ابوبکر کو قرآن نہیں آتے تھے، عمر کو نہیں آتے تھے، عثمان کا تو نام ہی نہیں لیتے ،عمار یاسر، بلال حبشی، چچا عباس نانام بھی نہیں سنتے ہیں۔تفسیر قرآن سے متعلق جن سے روایات نقل کرتے ہیں اپنی جگہ مخدوش انسان تھے۔ یہ اصول قرآن کو معزول کر کے اپنے اصول جاگزیں کرنے کیلئے سازش ہے۔

جس کتاب کو اللہ نے کتاب ہدآیت بیان کیا ہو جس کتاب کو غیر عوج کہا ہو جس کتاب کا لا یابسہ الباطل کہا ہو جس کو تحریفات سے پاک کہا ہو اس کو احادیث مخدوش ومشکوک سے باندھنا اس سے زیادہ معارضہ قرآن نہیں ہوسکتا ہے۔تاکہ ہدایت قرآن سے دور ہی ہوجائیں حدیث قرآن سے بغض وعناد نفرت وکدورت دل میں نقطہ سیاہ قرآن اور محمد کو ہر حالت میں کسی بھی صورت میں معاشرے سے دور رکھنا ہے اتنا دقت باریکی سے جائزہ لیا گیا ہے قرآن کے اوپر حدیث کو کیسے چڑھایا انہوں نے نص قرآن پر احادیث کو حاکم وقاضی بنایا ہے۔قراان کے بعد اگلا مرحلہ محمد کو کنارے پر لگانے کے تمہیداب بناتے ہیں

ملک میں مدرسہ کا فارغ گونگا، جنازہ خواں، نکاح خواں، حدیث کساء خوان، مکہ میں حجاج کو نیت کرانے ،نماز طواف قضاء، نماز غیر واجب ٹھونسنے کے علاوہ کچھ یہاں تک ہم آج کسی چیز کے مالک نہیں ہیں، بنی اسرائیل کے کفران نعمت کرنے والوں کو بھی اس دن کا احساس ہوا کہ ہم اپنے گھر کے مالک نہیں ہیں بقرہ ۲۴۶۔

دنیا میں ایک عرصے سے عالم اسلامی پر کیا گذر رہی ہے خود دین اسلام پر کیا گذر رہی ہے اور امت

اسلامی پر کیا گذر رہی ہے۔امام حسین کے نام سے تنسیخ شریعت پھیلا رہے ہیں امام حسین کو متوازی محمد صاحب شریعت فاجہ گردانتے متعارف کرتے ہیں شریعت محمد شریعت حسین نسل جوان کو اسکالر شپ کے ذریعے لادین بنا رہے ہیں۔حضرت علی محافظ دین محمد تھے اسلام کو بچانے والے تھے آج حوزات میں اُن کو سقراط افلاطون ارسطو اولیول برٹرینڈ رسل کانت آئن سٹائن ڈیکارٹ جیسا متعارف کرایا جارہا ہے ہر آئے دن اسلام سے بے ربط علوم کو علی سے جوڑتے جارہے ہیں۔ بیان و منطق ریاضی و فلسفی ہر صیغہ مشکلہ کو علی سے استناد کر کے جواب بناتے ہیں اس پر موسوعہ سلونی بناتے ہیں اس پر توقف نہیں کرتے۔ یہاں تک کل دین کو علم بنایا اور علم کی فضیلت میں احادیث گھڑتے ہیں راویوں کی تحقیق سے بچنے کے لئے متواتر بناتے ہیں مزید مزاحمت کرنے والوں کو وہابی سعودی عمری جیسے تہمت وافتراء باندھتے ہیں شکر ہے اس ذات کے لئے جس نے بندہ عاجز کو اس فلسفہ سے دور رکھا ہے۔

تمجید وتشکر

ہر مرحلہ میں اللہ سبحانہ نے مجھے اپنی الطاف وعنایات سے نوازا ہے آپ حضرات بخوبی جانتے ہیں کرامات معجزات کے قائل نہیں بلکہ سرسخت مخالف تھے ہم صوفیوں کی وحدت اللہ کے بھی قائل نہیں تھا لیکن اللہ کا یہ وعدہ کہ جادہ اسلام گامزن والوں کی معاونت نصرت کریں گے میں اللہ کی معاونت اور مدد کی لمبی فہرست نہیں دوں گا کہیں دعوی اولیائی کرنے کا بدبو نہ آجائے لیکن کسی منزل پر پہنچنے کا اظہار کرنا چاہتے ہیں میں کوئی نیا دعویٰ نہیں کر رہا ہوں بلکہ وعدہ قرآن کریم بتا رہا ہوں جو کہ چند آیات میں آیا ہے سب کے لیے آسماں سے رب کریم ورحیم کی طرف سے آئی ہے میں خود کو جنتی نہیں سمجھتا ہوں وہ مالک میں اس کا بندہ ہوں ہوسکتا ہے میرے بہت سے قصور اس کے ملائکہ نے درج کیے ہوں داعی صرف وہ شخص ہے جو اسلام کے جادے پر چلنے کے ارادہ رکھنے والوں کے لیے بطور تسلی عرض آیا ہے ان میں سے ایک اتنے سال آپ مانیں مجھے بہت کچھ معاونت کیا ہے جس کا ذکر بھی

مصنفین ومؤلفین سے پہلے ذکر کرتے آتے ہیں آپ میرے قلیل الموۃ بلکہ کثیر المعادۃ دوست تھے لیکن میرا دل چاہتا تھا کہ آپ میرے ساتھ تعاون تناصر کے بجائے خود اس میدان میں مستقل عمل شروع کریں جس کے لئے میں نے چندیں بار جناب تاثیر شاہ کو عرض کیا ہم ہر قسم کی تعاون کریں گے آپ لوگوں کو بس عرض کرتے رہیں لیکن آپ حضرات نے توجہ نہیں دی جو پہلے کرتے تھے اس پر اکتفاء قانع تھے آپ عزیزان کی سوچ سوچ لکھنوی سے نہیں نکلی یہ آپ کا لطف وکرم عنایت ہے ورنہ اس خاکسار کی کیا حیثیت ہے ہر انسان پر نماز روزہ کے علاوہ اجتماعی عمومی ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں اس پر توجہ نہیں دیا جبکہ دنیا میں ایسی بہت سی شخصیات نکلیں ہیں وہ بغیر تعلیم نصابی کے بڑا مقام حاصل کیا بطور مثال علامہ مودودی دسویں جماعت پاس تھے غلام محمد پرویز اخبار کے ایڈیٹر تھے خود میرے حوزہ والے مجھے نالائق فیل کہتے رہیں میں اپنی نالائقی پر توجہ نہیں دیا بلکہ اپنی بساط میں رہتے ہوئے ذمہ داری پر توجہ دیا۔ الحب بقرۃ ۱۶۵۔ الطاعۃ محبت مومنین عمران ۳۱۔ الرجاء بقرۃ ۱۶۵۔ عمران ۱۴۶۔ المجاب عمران ۱۸۸ ط ۳۹

توفیقات سلبی

اللہ سبحانہ بندوں کے نیات صادقہ کے تحت توفیقات مثبت ومنفیات عنایت کرتے ہیں فرض کریں ایک بندہ دین کی سربلندی کے لئے جو شرائط لازم ہیں اس کا وہ فاقد ہے ٹھیک ہے اللہ سبحانہ اس کو بغیر وسائل اس کو میدان میں کودنے کا حکم نہیں دیتے لیکن اس صورت میں اس کو لاحق خطرات کو اس سے دور کرتے ہیں اس کی مدد کرتا ہے اس سلسلے میں ایک سلسلہ آیات ہے سورہ حج ۱۸، حج ۳۸، ۴۰ محمد ۷، انفال ۶۲ غافر ۵۱، روم ۴۷، نصر المومنین نساء ۴۵، بقرہ ۱۰۷

میں نہیں کہوں گا اللہ کی راہ میں بہت کچھ کیا نعوذ باللہ بندہ کی کیا حیثیت ہے وہ بہت کچھ کریں یا تقصیر نہ کریں بندہ سرتاپا قاصر ہے لیکن جو کچھ کرتے تھے وہ اللہ ہی کے لئے ہیں اس لئے زندہ ہوں ورنہ انسان اپنے مخالفین کو عیش ونوش میں دیکھنا برداشت کرنا مشکل ہوتا ہے لیکن ہمیں اللہ کے فضل سے ہر مصیبت پر نئی ہمت آئی ہے۔

من شواہد وقرائن علی ان تفسیر بعض الا یا ید

اعراض از قرآن از روی عناوین ہونے کی شواہد وقرائن ساطعہ قاطعہ بعض آیات کی تفسیر بطور سرسری بغیر بحث احتمالات اس آیت کا معنی یہ ہے۔

ا۔شعراء آیت ۲۲۴ میں ایھا الذین امنوا کو مستثنیٰ متصل شعراء۔۔کو مستثنیٰ متصل بنایا ہے کسی بھی بحث چھیڑائیں یہ طی شدہ ہے۔

۲۔سورہ نمل کی آیت ۴۰ میں تخت بلقیس لانے والے کو آصف بن برخیا کہنا وقال الذی عندہ ضمیر عندہ کی برگشت کیا ہے کہا آصف برخیاء کے علاوہ کسی اور کا ذکر تک نہیں کیا۔

۳۔احزاب ۳۳ اہلبیت سے مراد زوجات تھیں اہلبیت زوجہ ہوتی ہے باقی ان کے اتباع ولواحقین ہوتے ہیں اگر کسی کی بیوی نہ ہو گھر میں صرف بیٹی ہوتو نہیں کہتے اہل خانہ سے پوچھو اگر صرف والد ہو نہیں کہتے کہ اہل بیت سے پوچھو۔

۴۔مائدہ ۲۰، ۵۵، ۶۷ قصہ جعل کر کے آیت کا معنی بنانا ہے معنی حاق لفظ میں یا کسی کی رای کس کلام کا معنی نہیں بنتے ہیں۔

آیات ساطعات بارقات دامقات متحربات جن وبشر من لدن نزول آیات الی قیام یوم ساعۃ و فناء دنیا تک مقابلہ۔۔۔کتاب کی تفسیر کو نبی کریم کے منع از تدوین کی وجہ سے زمان ومکان دونوں حوالے سے دور لیجا کر دیا ر مذاہب فاسدہ لاحقہ ولاصقہ باسلام یا آئمہ پاک وطیب خانہ نشینی سے انتساب کر کے جمع روایات جن موضوعات مقطوعات مشکوکات مرسوسات مطعونات کا ہونا مسلمات کل میں ہے آیات کی تفسیر چوڑنا باندھنے سے زیادہ قرآن پر ظلم کیا ہوسکتا ہے مفسرین میں سے کسی نے بھی کسی آیت کے بارے میں اظہار نہیں کیا ہے اس روایت سندا گر چاہیں ہم دیں گے متن چاہیں اس پر بات کریں گے بلکہ مفسرین حضرات قرآن کلمات کے معانی کے بارے میں لکھی گئی کتاب بھی دیکھنا گوارا نہیں کرتے ہیں۔

برادران عزیز وار جمند آپ حضرات کے حافظے میں ہوگا میری توجہات کس طرف تھے آپ عزیزان سے مخفی نہیں تھے آپ حضرات سے میری خواہش تھی آپ لوگوں کی توجہات زیادہ تر اسلام عزیز کے لئے موقوف ہوں چونکہ میں نے کسی دوسرے کا قریب نہیں چاہا جو آپ لوگوں کے مادام الحیات کے بعد بھی رہنا تھا وہ اسلام تھا میں نے آپ لوگوں سے کوئی چیز مخفی نہیں رکھی تھی کیونکہ آپ کو اپنے اہداف کی طرف ہمسفر گردانتے تھے کہیں آپ نے میری معائب کو مجھ سے چھپا کے رکھا ہے تو قیامت کے دن آپ لوگوں سے سوال ہوگا ضروری نہیں کہ اپنے ہر عیب سے واقف ہو انسان اپنی آنکھ سے خود کو نہیں دیکھ سکتا ہے اسی طرح اپنے معائب نہیں دیکھ سکتے آپ حضرات کو دوسروں جیسا نہیں سمجھتا ہوں مجھے یہاں قول امیر المومنین یاد آتا ہے جہاں آپ نے اپنی احباب سے خطاب فرمایا آپ لوگ مجھے اس دنیا کے لئے چاہتے ہو لیکن میں آپ لوگوں کو آپ کے دین کے لئے چاہتا تھا میں اپنے آپ کو نقائص و معائب سے عاری نہیں سمجھتا میں اپنے نقائص و معائب کو دیگراں کی بنسبت زیادہ پاک وطینت سمجھتا میری قد و قامت کی نسبت سے اللہ سبحانہ کے احسانات کو زیادہ سمجھتا تھا اسی وجہ سے ابھی تک دماغی توازن کھوئے بغیر زندہ ہوں انسان کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو حقیر و ذلیل ہی کیوں نہ ہو عالمی ملکی علاقہ خاندانی سطح اپنے گھر کی سطح کے بھی نہ ہو اپنی ذات پر اسلام کامل کو نافذ کرنا اس کو ہدف بنانے میں کوئی مشکل دشوار نہیں رکھتا ہے اللہ نے یہ صلاحیت ہر انسان کو دی ہے اس سے محروم ہونے کے بعد وہ انسان انسان نہیں رہتا وہ حیوان ہی رہتا ہے یہی منزل یہی مقصود و مطلوب مولا ہے قرار دینے والے کے لئے اللہ نے آخر اپنے بندوں کیلیے اس دنیا میں توفیقات ایجابی سلبی سے نوازنے کا کئی آیات میں وعدہ دیا ہے ہدایت میں اضافہ کا وعدہ دیا ہے ہے یہ چندیں آیات کی شان نزول ہے آپ شاید میری تاریخ حیات کی سطور صفحات نہیں پڑھے ہیں میں اپنی جگہ کعبہ سے پہلے قبلہ اسلام کو سمجھتے تھے محمد کو اسلام کا مبلغ علی محمدؐ کا پیرو جس کے لئے جان سے گذرنے قربانی کے لئے آمادہ نمونہ سمجھتے تھے اس لئے عزاداری میں دروغ نکالنے کی دعوت دینے اپنی سخن کو دروغ سے باز رکھنے کے لیے کتنی کتابیں اصلاح عزاداری کے لئے لکھیں لیکن صحیح عزاداری دروغ سے پاک عزاداری کا تصور

ابھی تک نہیں آیا لیکن اب اتنا سمجھنے لگا اصل عزاداری الف سے ے تک باطنیہ کی بدعت تھی عزادار فکر فقہ باطنیہ تھے محمد سے زیادہ امام حسین نے قربانی زیادہ نہیں دی ہے ۔

اخوان اعزاء فی اللہ

للہ الحب علی ثلاثۃ اوحہ الا ثارص ۳۲ حشر ۹ ابراہیم ۳ الحب المودہ علی الوعاء حب الماء پانی رکھنے کی طرف مائدہ ۵ عمران ۳۱ الحب القلہ انسان ۸ بقرۃ ۱۷۷

اسلام کے دشمن ثالوث یہود صلیب مجوس کے ٹھیکیدار باطنیہ نے دین عزیز اسلام کو تہ و بالا کیے ہیں جس کی وجہ سے حقیقت شناسی دشوار بلکہ ناممکن جیسا بنا ہے اسلام کے عمیق و گہرائی اوراس کی اساس گردو پیش پر احاطہ نظر سے شناخت کرنے کی بجائے گوشہ وکنار سے سمجھنے پر اکتفا کرنے کو اصلی سمجھتے ہیں اس وجہ سے عمر ضائع ہوجاتی ہے ورنہ تبلیغ اسلام کے خواہشمند کو یہ آیات سامنے رکھنی چاہیے آپ ہمارا وکیل نہیں حفیظ نہیں ہے لوگ آپ کی بات کو نہ مانیں تو پریشان نہ ہوجائیں مخزون نہ ہو جائیں اگر کوئی ہدایت پر ہے تو دنیا گمراہ ہوجائیں آپ کو کیا آپ نے ایک دن یہاں سے رخصت ہونا ہے اگر ایک انسان یہ چاہے وہ دنیا سے جانے کے بعد اس کی اولاد دین پر ہو اس کا گھر دینی متعارف ہوجائیں اس کی کتابیں محفوظ باعزت رہیں اس کی تصانیف کی اشاعت جاری رہے یہی فکر انسان کو گمراہی کے راستے پر گامزن کرتے ہیں۔

اخوت دین میں بھی ہے دین سے باہر کوئی بھی اخوت جائز نہیں ہے قرآن کریم غیر مسلمین یہود و نصاری ہندوں مجوسیوں سے برادری دوستی سے منع کیا ہے حتی بعض آیات دین مخالف یعنی دین میں لاپروائی برتنے والوں سے محبت کرنے سے منع ہے اخوت دینی ہی اخوت دائمی ہے جو قیامت تک باقی رہے گی باقی اس دنیا میں کسی نہ کسی بہانے ٹوٹ جائے گا انسان مسلمان کے تمام تر تصرفات ذہنی تعلقات عامہ مالی دین اور دینداری کے گرد اگر ہو تو غنیمت ہے ورنہ فقہی اقوال علماء خاص کر عصر حاضر میں دین انسانیت والوں کی ہدایت کو حدیث بنا کر پیش کرتے ہیں۔

برادر ناصر نقوی خادم حسین تاثیر شاہ نے میری اس سلسلے میں بہت تعاون کیا ہے اللہ ان کو خود اجر عنایت کریں بعد میں نقوی صاحب ابرار بھائی شریک ہو گئے لیکن میں یہ نہیں چاہتا تھا کہ تنہا میرا کام ہو جائیں بلکہ خود مستقبل صاحب نظریات مقالات لکھنے والے میں کتابچہ یا پھر ایک اسلام کے بنیادی اصول اٹھائیں مجھے جادہ مستقیم پر میرے استاد قرآن مرحوم صادقی کے وہ چند جملات دل پر نقش جو بن گئے تھے۔ صحیح غلط کی محقق تمیز تصدیق جس کی قرآن تصدیق کریں وہ صحیح جس کو قرآن رد کریں وہ باطل ہے میرے دل میں صرف یہی چند سطور نقش رہا قرآن حاوی رہا باقی شاید بہت سی باتیں بھول گئے ہوں گے آپ لوگوں کے ساتھ بیس سال سے زائد عرصہ گزرا لیکن ڈاکٹر خضر کے تفسیر قرآن کے بارے میں آپ برادران کا اختلاف میرے لیے بہت گراں گزرا آپ حضرات یہ تمیز نہیں کر سکے قرآن فہمی میں عقل کی دخالت صحیح ہے یا نہیں صحیح ہے کس دلیل و منطق سے اگر غلط ہے تو بھی دلیل و منطق غلط کہاں ہے دو نکتے میں تمیز واضح نہیں کر پایا۔

ذکر ملائکہ خطبہ ۱۰۹ نہج البلاغہ